تحقیق

آیت اللہ محمد رے شہری

تلخیص و تشریحات

مفسر قرآن ڈاکٹر محمد حسن رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلخیص و انتخاب

میزان الحکمت

حصہ سوم

عرفان و معرفت، علم و حکمت، فکر و دانش پر مبنی
بنیادی تعلیمات و اخلاقیاتِ اسلامی
حضرت محمدؐ و آل محمدؐ کی زبانی

تحقیق: حضرت آیت اللہ محمد رے شہری

انتخاب، تلخیص و تشریحات

مفسر قرآن: ڈاکٹر محمد حسن رضوی

میزان الحکمت

حضرت آیت اللہ محمد رے شہری

اشاعت	ستمبر ۲۰۱۱ء
سرورق	ایم۔اے۔شیرازی
کمپوزنگ	محمد منیر طاہر
صفحات	۲۴۰
پبلشر	سید ریحان علی رضوی
	برائے سید اینڈ سید پبلشرز
اہتمامِ اشاعت	سلیمان بن یوسف
پرنٹر	ابن حسن پرنٹنگ پریس، کراچی

ملنے کا پتہ

اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ ٹرسٹ

ST-1/B بلاک 6، شارع ابن حسن جار چوی، نزد عائشہ منزل

فیڈرل بی ایریا، کراچی۔فون: 36807110, 36807226

جس کو حکمت دی گئی اس کو بہت زیادہ خیر اور فائدے دیئے گئے

(قرآن)

مومن کے لئے حکمت کا ایک جملہ سننا (سمجھنا)

سال بھر عبادت کرنے سے افضل ہے

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار الانوار۔ جلد، ۷۷)

جس مطلبِ تابندہ کی تائید کرے دل

قیمت میں بہت بڑھ کے ہے تابندہ گہر سے

(اقبالؔ)

اگر شایان نیم تیغ علیؑ را

نگاہم وہ چوں شمشیر علیؑ تیز

(اقبالؔ)

اگر میں علیؑ کی تلوار کا اہل نہیں ہوں

تو مجھے علیؑ کی تلوار کی دھار جیسی تیز نگاہ عطا فرما

فہرستِ مضامین

شمار	مضامین	صفحہ نمبر

شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۴۔	اچھی وضع قطع لباس انداز	۱۱۸
۴۵۔	اللہ کے اسماء اعظم	۱۱۹
۴۶۔	سنت رسولؐ اور خاص سنتیں	۱۲۱
۴۷۔	راتوں کو جاگنا	۱۲۳
۴۸۔	سردار کون ہے؟ سیاست و تدبیر	۱۲۴
۴۹۔	توبہ کرنے میں ٹال مٹول کا برا انجام	۱۲۵
۵۰۔	ریاکاری اور اس کی علامات	۱۲۶
۵۱۔	رجعت کا عقیدہ	۱۳۰
۵۲۔	قبر اور قبر کے اندر سوالات کی کیفیت	۱۳۲
۵۳۔	بوسہ لینا	۱۳۴
۵۴۔	انسان کا قتل اور خودکشی	۱۳۴
۵۵۔	قدر، تقدیر، تدبیر، قدریہ	۱۳۶
۵۶۔	شب قدر	۱۳۹
۵۷۔	اقتدار	۱۳۹
۵۸۔	زنا کی تہمت لگانا	۱۳۹
۵۹۔	قرآن مجید کی عظمت اور حاملین و مدرسینِ قرآن کا مقام	۱۴۰
۶۰۔	قرآن پڑھنا اور غور سے سننا اور قسمیں	۱۴۵
۶۱۔	خدا کے مقرب ترین بندے کون؟ قربِ الٰہی کی انتہا	۱۵۱
۶۲۔	خدا تک پہنچنا اور اس کے طریقے اور ذرائع؟	۱۵۵
۶۳۔	خدا سے سب سے زیادہ دور کون؟	۱۵۸
۶۴۔	جرم کا اقرار	۱۵۸
۶۵۔	غریب مقروض کو مہلت دینا	۱۵۹
۶۶۔	قرعہ ڈالنا اور اس کی حیثیت	۱۶۰
۶۷۔	ہر سو سال بعد دین کی تجدید اور زندگی	۱۶۱

شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۶۸۔	اقتصادیات ومعاشیات	۱۶۱
۶۹۔	کاروبار میں میانہ روی	۱۶۲
۷۰۔	قرآن کے قصے اور واقعات	۱۶۲
۷۱۔	قصاص	۱۶۳
۷۲۔	معاف کرنا	۱۶۴
۷۳۔	خدا کے فیصلے	۱۶۵
۷۴۔	سب سے اہم تین کام	۱۶۸
۷۵۔	فیصلے کرنا، طاغوت سے فیصلے کرانا	۱۷۰
۷۶۔	قلب (مراد عقل)	۱۷۳
۷۷۔	دلوں کی قسمیں	۱۷۵
۷۸۔	دل کا اطمینان	۱۷۶
۷۹۔	جب خدا کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے	۱۷۷
۸۰۔	دلوں کی پاکیزگی	۱۷۸
۸۱۔	خدا کی سخت ترین سزا	۱۷۹
۸۲۔	دل کی بیماری اور صحت	۱۸۲
۸۳۔	کس چیز سے دل نورانی ہوجاتا ہے	۱۸۴
۸۴۔	کس کی تقلید کی جائے؟	۱۸۷
۸۵۔	قمار، جوا، شراب	۱۸۸
۸۶۔	خدا کی رحمت سے مایوسی، عقلمندی کیا ہے؟	۱۸۸
۸۷۔	قناعت	۱۹۰
۸۸۔	دین پر ثابت قدمی	۱۹۱
۸۹۔	تکبر اور اس کا انجام اور علاج	۱۹۳
۹۰۔	کتاب اور اس کی فضیلت	۱۹۶
۹۱۔	رازوں کا چھپانا	۱۹۷

شمار	مضامین	صفحہ نمبر

شمار	مضامین	صفحہ نمبر

شمار	مضامین	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	مضامین	شمار
۲۳۸	قرآن میں خدا سے ملاقات کا ذکر	۱۶۴۔
۲۳۸	کھیل تماشہ...دنیا کی زندگی (ظاہری)	۱۶۵۔
۲۳۹	کھیل تماشے پکے ارادوں کو بے کار کر دیتے ہیں	۱۶۶۔
۲۴۰	لواطت	۱۶۷۔

رزق

اس میں کوئی شک نہیں کہ خداوند عالم ہی رزق اور روزی دینے والا ہے۔ بے حد طاقتور اور زبردست ہے۔ (القرآن۔سورۃ زاریات۔۵۸) خدا نے فرمایا ''اے آدم کے بیٹے! میں نے ہی تو تجھے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر نطفہ سے بنایا ہے۔ جب میں تجھے پیدا کرنے میں عاجز نہ آیا (مجھے کوئی زحمت نہ ہوئی) پھر تجھے تیری ضرورت کے وقت روٹی (روزی) دینے سے کیسے عاجز آجاؤں گا؟'' (وحی بر رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۱۰۳)

خدا نے ہمیں تین حالتوں سے گزارا ہے اور ہر حالت میں روزی دی ہے جبکہ اس وقت ہم روزی کما بھی نہیں سکتے تھے۔ (۱) اس نے ماں کے پیٹ میں روزی دی (۲) پھر ماں باپ کے ذریعہ (بچپن میں) روزی دی۔ (۳) اب جب وہ بڑا ہو گیا اور خود روزی کمانے لگا تو پھر کیوں خدا سے بدگمانی کر رہا ہے؟ کیوں ماں باپ کا حق نہیں ادا کرتا؟ بیوی بچوں پر خرچ کرنے میں کیوں کنجوسی کرتا ہے؟ رزق کے کم ہونے سے ڈر کر خدا کی قدرت پر بے یقینی کیوں کر رہا ہے؟ (حضرت لقمان مروی از حضرت رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۷۱)

جس خدا سے تم اپنی نیکیوں کو دوگنا (چوگنا) کرنے اور تمام گناہوں کو مٹانے کی امید رکھتے ہو، اس خدا سے اپنی بیٹیوں (بیٹوں) کے حالات ٹھیک ہونے کی بھی امید رکھو۔

(امام جعفر صادقؑ۔از بحار جلد،۵)

(خدا فرماتا ہے من یتو کل علی اللہ فھو حسبہ جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا خود اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے (قرآن) نیز خدا فرماتا ہے کہ اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کبھی نہیں کرتا۔ (القرآن) نیز یہ کہ فرمایا ''خدا ہر چیز پر قادر ہے۔'' (القرآن) اس لئے عقلمندی یہ ہے کہ صرف خدا پر بھروسہ کیا جائے اور صرف خدا سے توقعات باندھی جائیں۔ اور پھر صحیح طور پر کوششیں کی جائیں۔)

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

(اقبالؔ)

خدا کے سوا کوئی رازق نہیں۔ کوئی رزق بھیجنے یا روکنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ خدا ہی سب کو روزی بانٹتا ہے۔ وہی سب کے ہر عمل کو بلکہ سانسوں کی تعداد کو بھی جانتا ہے۔
(حضرت علیؑ از نہج البلاغہ)

رزق میں کمی کی وجوہات

خدا نے ہر شخص کی روزی مقرر کی ہے۔ کسی کی کم کسی کی زیادہ۔ یہ عدل کے عین مطابق ہے۔ اس طرح اس نے ہمارا امتحان لیا ہے۔ کبھی رزق آسانی سے دے کر شکر کا امتحان لیا ہے اور کبھی رزق کم یا دشواری سے دے کر صبر کا امتحان لیا ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ ۹۱)

خدا لوگوں کو مال اور اولاد کے ذریعہ آزماتا ہے (امتحان لیتا ہے) تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کون اپنی روزی پر خدا سے ناراض ہے؟ اور کون خدا کی عطا اور قسمت پر خدا کا شکر گزار ہے؟ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ حکمت ۹۳)

زمین پر چلنے والے بہت سے ایسے ہیں کہ اپنی روزی اپنے اوپر لے کر نہیں چلتے۔ اللہ ہی ان کو روزی دیتا ہے اور تم کو بھی دیتا ہے۔ وہ بڑا سننے والا، جاننے والا ہے۔
(القرآن۔ عنکبوت۔ ۶۰)

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اس لئے خدا نے سب کے رزق کی ذمہ داری لی ہے اور ان کی روزی کو مقرر کیا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ ۹۱)

روزی طلب کرو (یعنی حلال کماؤ اور اس کے لئے دعا کرو) کیونکہ روزی کے طلبگار کے لئے (خدا کی طرف سے) ضمانت دی جا چکی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار، ۷۷)

نوٹ: معلوم ہوا خدا نے جو روزی کا وعدہ کیا ہے وہ مشروط ہے۔ یعنی ہم کو روزی کمانے کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ تب خدا روزی عطا فرمائے گا۔ قرآن میں فرمایا ''انسان کے لئے کچھ نہیں ہے سوا اس کے جس کے لئے وہ کوشش کرے۔ (القرآن) یاد رہے کہ خدا

کے تمام وعدے مشروط ہوتے ہیں۔ جنت کا وعدہ نیک اعمال کے ساتھ مشروط ہے۔

خدا سے یہ دعا کرو کہ وہ تمہارا رزق نیک لوگوں کے ہاتھوں سے عطا فرمائے۔ کیونکہ خدا نے بندوں کا رزق بندوں کے ہاتھوں میں قرار دیا ہے (یعنی لوگوں کو رزق دیا ہے لوگوں کے ذریعہ)۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

حلال طریقے سے رزق کمانے کو کبھی نہ چھوڑنا۔ کیونکہ خدا کی مدد اور تمہارے دین کی مدد اسی (حلال کمانے) کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے حلال روزی کمانے کے لئے اپنی سواری تیار رکھو اور اللہ پر بھروسہ رکھو (کہ وہ کوشش کرنے پر ضرور روزی عطا فرمائے گا۔)

(امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

نوٹ: اب جو شخص حلال روزی کمانے کے لئے تیاری اور کوشش نہ کرے گا اس کو روزی ملنا ضروری نہیں۔

جس رزق کے ملنے کی خدا کی طرف سے ضمانت دی جا چکی ہے اس رزق کو کمانے میں خدا کے مقرر کئے ہوئے فرائض ادا کرنے سے منہ نہ پھیر لینا۔ کیونکہ رزق تمہارے لئے تقسیم ہو چکا ہے اور محنت کرنے پر ضرور تم کو ملے گا۔ وہ رک نہیں سکتا اور جو رزق تم سے روک دیا گیا ہے اس کے لئے بھی تم غیر مستحق نہیں (یعنی اس کے لئے بھی تم اگر صحیح طریقے سے محنت کرو گے، دعا کرو گے، خدا پر بھروسہ کرو گے، تو وہ بھی مل جائے گا۔ مگر اس کے لئے خدا کے مقرر کئے ہوئے فرائض کو نہ چھوڑ دینا) (جناب رسولِ خدا۔ از بحار، ۷۷)

(کیونکہ زندگی کا اصل مقصد خدا کی عبادت یا غلامی ہے جس کے معنی فرائض کا ادا کرنا ہے)

خدا نے تم کو رزق دینے کا وعدہ کرلیا ہے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اس لئے جس رزق کا خدا نے تم سے وعدہ کرلیا ہے اس کے لئے تم ان فرائض کے ادا کرنے کو نہ چھوڑ دینا جو خدا نے مقرر کئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لگے کہ رزق حاصل کرنا تم پر فرض ہے اور واجبات کا ادا کرنا تم سے ساقط (معاف) ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از نہج البلاغہ)

(رزق کمانے سے زیادہ اہمیت فرائض الٰہی کے ادا کرنے کی ہے کیونکہ وہی مقصد تخلیق ہے۔)

لالچ اور حرص رزق کو نہیں بڑھاتے

کسی حریص کی حرص اس کے رزق کو کھینچ کر نہیں لا سکتی اور کسی جلنے والے کا جلنا رزق کو واپس نہیں لوٹا سکتا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

جو لالچی ہے وہ فقیر ہے۔ جو قناعت کرتا ہے وہ امیر ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۱۰۳)

اگر دنیا واقعتاً کوئی قیمتی چیز ہے تو اللہ کا ثواب کا گھر (جنت) اس دنیا سے یقیناً اعلیٰ اور بہتر ہے (کیونکہ دنیا امتحان ہال ہے اور جنت عمل کا عظیم انعام ہے) پھر رزق تو تقسیم ہو چکا۔ اس لئے رزق کے لئے انسان کو کم لالچ کرنا چاہئے۔ (آخرت کے ثواب یعنی ابدی گھر کے لئے زیادہ کوششیں کرنی چاہئیں) (امام حسین علیہ السلام۔ از بحار۔ جلد، ۴۴)

اگر روزی کا تعلق (صرف) عقل سے ہوتا تو (بے عقل) جانور اور احمق لوگ زندہ ہی نہ رہتے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

کسی کو رزق کا دیر (یا مشکل سے) پہنچنا اس کو ناجائز حرام رزق کمانے پر آمادہ نہ کرے۔ کیونکہ جو کچھ خدا کے پاس ہے (یعنی خدا کے خاص انعامات) ان کو صرف اور صرف خدا کی اطاعت ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا پر وحی بذریعہ جبرئیلؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۰)

روزی کمانے میں میانہ روی سے کام لو (یعنی نہ تو بے حد سخت کوششیں کرو اور نہ سستی کرو) اس لئے کہ ضروری نہیں ہے کہ مال کی تلاش میں ہر وقت مصروف رہنے والا کامیاب ہو جائے اور اعتدال سے کام لینے والا محتاج رہ جائے۔

(حضرت علیؑ کی وصیت امام حسنؑ کو۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

دنیا سے جو مل جائے اسے لے لو۔ جو تم سے منہ پھیر لے تم بھی اس سے منہ پھیر لو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر میانہ روی سے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اچھے طریقے سے اس کو کماؤ۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۱۰۳)

دنیا آنی جانی ہے۔ اس لئے اس سے اپنا حصہ اچھے حلال طریقے سے میانہ روی سے حاصل کرو (غلط حرام طریقے نہ اپناؤ اور نہ بے حد سخت محنت کرو)

رزق کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا سنتِ رسولؐ اور روزی کو اچھے حلال طریقوں اور میانہ روی سے کمانا پاکدامنی ہے۔ پاکدامنی (یعنی صرف حلال سے کمانا) رزق کو پلٹا نہیں دیتا اور لالچ رزق کو اپنی طرف کھینچ نہیں لاتی۔ کیونکہ رزق تقسیم ہو چکا ہے اور لالچ کرنا گناہ ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ ۷۸)

تمہارا روزی کے لئے کام کرنا اس آدمی سے زیادہ ہونا چاہئے جو (سستی کر کے) اپنا رزق ضائع کر دیتا ہے۔ مگر تمہاری روزی کے لئے کوشش اس سے کم ہونی چاہئے جو لالچ کے ذریعہ روزی کماتا ہے اور وہ صرف دنیا کمانے پر مطمئن ہے (اس کو آخرت کی کوئی فکر نہیں) خود کو ست آدمی سے بلند کر کے اس طرح محنت سے روزی طلب کرو جیسے مومن کے لئے میانہ روی اور حلال طریقے سے روزی کمانا ضروری ہے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۱۰۳)

رزق بندے کو اس کی موت سے بھی زیادہ شدت سے تلاش کرتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جو اللہ سے ڈرتا ہے (یعنی گناہ نہیں کرتا، حرام سے نہیں کماتا) خدا خود اس کی نجات کا کام کر دیتا ہے۔ پھر خدا اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

(القرآن۔ سورۃ طلاق۔ ۲)

خدا نے مومنین کا رزق وہاں مقرر کیا ہے جہاں کا ان کو خیال بھی نہیں ہوتا۔ خدا نے یہ اس لئے کیا ہے کہ جب کسی کو اپنے رزق کے ملنے کا ذریعہ معلوم نہیں ہوتا تو وہ رزق کے لئے کثرت سے دعا کرتا ہے (اور خدا یہی چاہتا ہے) (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۱۰۳)

اگر تم خدا پر واقعی پورا پورا بھروسہ کرتے تو خدا تم کو اسی طرح روزی عطا کرتا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے لوٹتے ہیں۔

(جناب رسولؐ خدا۔ کنز العمال)

جو لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہماری حدیثیں سنتے ہیں۔ ان کو یاد کر لیتے ہیں۔ پھر لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔ خدا خود ان کی نجات کے راستے کھول دیتا ہے اور ان کو اس جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔

(امام جعفر صادقؑ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد، ۵)

''زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو۔''

(القرآن۔ سورۃ ھود۔ ٦)

اس لئے رزق کی فکر نہ کرو۔ صرف حلال کمانے کی کوشش ضرور کرو۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ٧٧)

جو اپنے رزق کی فکر کرتا رہتا ہے اس کے لئے گناہ لکھا جاتا ہے (کیونکہ وہ خدا کے وعدے پر یقین نہیں رکھتا، البتہ کوشش ضروری ہے) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ١٤)

جس روزی کے ملتے ہی امیر ہو جاؤ تو خدا سے معافیاں طلب کرو، اس طرح تمہارا رزق وسیع ہو جائے گا۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ٧١)

(معلوم ہوا روزی کے ملتے ہی خدا سے معافیاں مانگنے سے اور اپنی اصلاح کر لینے سے روزی بڑھ جاتی ہے)

اپنے پالنے والے ملک سے معافیاں طلب کرو کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارشیں برسائے گا اور مال اولاد میں ترقی عطا فرمائے گا۔ (القرآن)

یہ ترقی بھی ہوگی اور جنت کے باغ آخرت میں ہوں گے۔ (خدا سے معافیاں مانگنے کے بدلے) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ٧٨)

جب روزی کے ملنے میں دیر ہو تو کثرت سے اللہ اکبر کہو اور جس کے رنج و غم بڑھ جائیں وہ کثرت سے استغفار پڑھے (یعنی اپنے گناہوں پر دل سے شرمندہ ہو کر خدا سے معافیاں مانگے یعنی استغفر اللّٰہ ربی واتوب الیہ کثرت سے پڑھے۔)

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال۔ حدیث ٩٣٢٥)

جو شخص تھوڑے سے رزق پر راضی ہو جاتا ہے، خدا اس کے تھوڑے سے اچھے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ ٦٩)

جو اللہ کی عطا (رزق) پر راضی رہتا ہے اس کی آنکھیں ٹھنڈی (دل پر سکون) رہتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ٧٧)

روزی بڑھانے کے طریقے

(۱) جو شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اس کی روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار، ۶۹)

(۲) نیک کام کرنا یقیناً روزی کو بڑھاتا ہے۔ (امام صادقؑ ۔ بحار، ۷۴)

(۳) نیک اچھے اخلاق (عادتیں۔ طریقے) روزی کو بڑھاتے ہیں۔ وسیع اچھے اخلاق میں روزی کے خزانے جمع ہیں۔ (حضرت علیؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

(۴) جو شخص کھانا کھلاتا ہے اس کی طرف روزی بہت تیزی سے دوڑ کر آتی ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۴)

(۵) اپنے مومن بھائی کے ساتھ ہمدردی اور اس کے غم میں اس کی مدد کرنا روزی کو بڑھاتا ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۴)

(۶) امانتوں کا ادا کرنا اور مومنین کے لئے ان کی غیر موجودگی میں دعائیں کرنا رزق کو بڑھاتا ہے۔ (امام محمد باقرؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۱۸)

(۹) جس کی نیت اچھی ہوتی ہے (یعنی کسی کا بُرا نہیں چاہتا اور صرف حلال سے کماتا ہے) اس کا رزق زیادہ ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از بحار۔ ۳۳)

(۱۰) امام صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے وہ خود مالا مال ہو جاتا ہے۔ جو دو دفعہ پڑھتا ہے اس کے گھر والے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ جو تین دفعہ پڑھتا ہے اس کے محلے والے تک مالا مال ہو جاتے ہیں۔ (الحدیث)

(۱۱) نیز عشاء کے بعد سورۃ واقعہ روزانہ پڑھنے والا فقر نہیں رہتا۔ (الحدیث)

(۱۲) صبح کی نماز کے بعد سورہ یٰسین پڑھنے والا اور ۱۰۰ دفعہ استغفر اللہ پڑھنے والا کثرت سے روزی پاتا ہے۔

رزق میں کمی اور بے برکتی کے اسباب و وجوہات

جو گناہ کرتا ہے اس کا رزق روک لیا جاتا ہے۔ جو کسی مسلمان کا حق روک لیتا ہے اس کا رزق روک لیا جاتا ہے۔ اس پر خدا رزق کی برکت کو حرام کر دیتا ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۶)

حرام کام کی کثرت رزق میں کمی اور بے برکتی کا سبب بنتی ہے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۷۸)

حلال روزی کمانے کی فضیلت

(۱) عبادت کے دس (۱۰) حصے (قسمیں) ہیں جس کے نو (۹) اجزاء حلال روزی کی تلاش میں ہیں۔سب سے افضل عبادت حلال روزی کو تلاش کر کے کمانا ہے۔

(رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد۱۰۳)

(۲) جو حلال روزی اس لئے کماتا ہے کہ اپنے گھر والوں کی کفالت کر سکے، اس کا اجر خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے زیادہ ہے۔(امام علی رضاؑ۔از بحار۔جلد۷۸)

(۳) جو حلال روزی کے کمانے میں نہیں شرماتا اس کے اخراجات میں کمی، حالات میں آسانی اور گھر والوں کی نعمتوں میں فراوانی ہوتی ہے۔(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۱۰۳)

(۴) جو حلال روزی اس لئے کماتا ہے کہ لوگوں سے کچھ مانگنا نہ پڑے، گھر والوں کو پالنے کے لئے اور پڑوسیوں پر مہربانی کرنے کے لئے دنیا طلب کرتا ہے، وہ قیامت کے دن خدا سے اس طرح ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح (خوشی سے) چمک دمک رہا ہوگا۔(امام محمد باقرؑ ۔از وسائل الشیعہ۔جلد،۱۲)

(۵) جو حلال روزی کما کر تھک کر رات بھر سوئے اس کے گناہ معاف ہوں گے۔ (حضرت رسولؐ خدا۔از کنزالعمال۔حدیث ۹۲۵۱) کیونکہ خدا حلال روزی کما کر تھکے ہوئے انسان کو دیکھنا پسند کرتا ہے۔(جناب رسولؐ خدا۔از کنزالعمال)

حلال روزی تلاش کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر واجب ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۱۰۳/ کنزالعمال۔حدیث ۹۲۰۴)

(۶) جو اپنے ہاتھ کی محنت سے کماتا ہے خدا اس پر رحمت کی نظر ڈالتا ہے۔جو اپنے ہاتھوں کی کمائی سے حلال کھاتا ہے اس کے لئے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ وہ اپنی مرضی سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔خدا اسے کبھی عذاب نہ دے گا۔وہ قیامت کے دن انبیاء کرامؑ کے ساتھ ساتھ ہوگا اور ان کا جیسا ثواب پائے گا۔

(جناب رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۱۰۳)

(۷) حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کی حلال کمائی سے ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کئے تھے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۴۱)

حضرت علی علیہ السلام لوگوں کو تعلیم دے کر، جہاد سے فارغ ہو کر، فیصلے سنا کر، (روزانہ) اپنی زمینوں پر اپنے ہاتھوں سے کام کرتے اور ساتھ ساتھ خدا کا ذکر بھی کرتے جاتے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۱۰۳)

مجھے اس حالت میں چھوڑ دو کہ میں زمینوں پر اپنے ہاتھوں سے کام کر رہا ہوں تاکہ خدا مجھے اس حالت میں دیکھے کہ میں تکلیف اٹھا کر خدا کا رزق تلاش کر رہا ہوں۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از وسائل الشیعہ۔جلد،۱۲)

ملعون ہے، ملعون ہے، وہ انسان جو اپنے گھر والوں کو ضائع کر دے۔یعنی ان کے لئے روزی نہ کمائے۔ (رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۱۰۳)

کہہ دیجئے کہ ناپاک حرام اور پاک حلال، برابر نہیں ہو سکتے۔ چاہے ناپاک کی کثرت آپ کو اچھی ہی کیوں نہ لگے۔ (قرآن۔سورۃ مائدہ)

کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جس کے لئے خدا نے حلال رزق مقرر نہ کیا ہو۔ اگر وہ حرام سے کچھ لے لیتا ہے تو مقررہ حلال سے اس کا حصہ کم کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے علاوہ خدا کا بہت بڑا فضل و کرم بھی اس کے لئے ہے۔ (امام محمد باقرؑ ۔از بحار۔جلد،۵)

ایک شخص کو حضرت علی علیہ السلام نے اپنا خچر دیا کہ اس کو پکڑے رہنا اور سوچا کہ دو (۲) درہم اس کو اجرت دوں گا۔ جب نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو وہ آدمی خچر چھوڑ کر لگام چرا کر بھاگ گیا تھا۔ اب جو بازار گئے تو وہی چرائی ہوئی لگام دیکھی جو اس آدمی نے دو (۲) درہم میں بیچی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا انسان صبر کا دامن چھوڑ کر خود کو حلال سے محروم کر دیتا ہے جبکہ اس کو وہی ملتا ہے جو اس کے لئے خدا نے لکھا ہوتا ہے۔ (شرح ابن ابی الحدید)

حلال روزی اللہ کے چنے ہوئے خالص بندوں کی غذا ہے۔ اس لئے دعا کرو کہ ”خدایا میں تجھ سے وسیع (حلال) روزی کا سوال کرتا ہوں۔“

(امام زین العابدینؑ ۔بحار۔جلد،۱۰۳)

خدایا محمدؐ و آل محمدؐ کو اور ان سے محبت کرنے والوں کو پاکدامنی اور ضرورت کے برابر روزی عطا فرما اور محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمنوں کو (کثرت) مال اولاد عطا فرما۔

(رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۷۲)

مالک جو تجھ کو دل سے مانتا ہے اور گواہی دیتا ہے کہ میں تیرا رسولؐ ہوں، اس کو اپنی ملاقات کی محبت (شوق)، اپنے فیصلوں میں آسانی اور کم روزی عطا فرما۔
(رسولِ خدا۔ از کنز العمال۔ حدیث ۶۰۹۶)

نوٹ: مالِ دنیا کی کثرت انسان کو خدا اور آخرت سے غافل کر دیتی ہے۔ اس لئے دنیا کا کم ملنا، مال اولاد کا کم ہونا اچھا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں ''دنیا وہ ہے کہ جس کے حلال کا حساب دینا ہوگا اور حرام کی سزا بھگتنی ہوگی۔ ایسی چیز کم ملے تو اچھا ہے۔

اس لئے بہترین رزق وہ ہے جو ضرورت بھر ہو۔ (حضرت رسولؐ۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

خدایا مجھے کسی کا محتاج نہ کر۔ میرا رزق وسیع کر دے۔ دوسروں کی طرف دیکھنے کی مصیبت سے مجھے بچا لے۔ (امام زین العابدینؑ۔ از صحیفہ کاملہ سجادیہ)

مالک مجھے بے نیازی (کسی کے محتاج نہ ہونے) کا تاج پہنا۔ ہر کام بہت اچھے طریقے سے انجام دینے کی توفیق عطا فرما۔ اپنی ایسی ہدایت عطا فرما کہ میں سچ بولوں۔ مجھے خوشی کی وجہ سے غلط راستے پر نہ چلنے دے۔ خوشی کی فراوانی عطا فرما اور میری زندگی سخت مشکل نہ بنا دے۔ (دعا امام زین العابدینؑ۔ از صحیفہ سجادیہ)

جو شخص بقدر ضرورت روزی پر راضی رہتا ہے وہ اپنے راحت اور آرام کا انتظام کر لیتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از شرح ابن ابی الحدید)

جو رزق کم ہو، ضرورت پوری ہو جائے، وہ اس رزق سے کہیں بہتر ہے جو خدا سے غافل کر دے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (اقبالؔ)

ربا (سود)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) بڑے پیٹ ہونے کی وجہ سے کھڑے بھی نہ ہو سکیں گے۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ جیسی تجارت ہوتی ہے ویسا ہی سود (نفع کی طرح) ہوتا ہے۔ حالانکہ تجارت کو اللہ نے حلال کیا ہے۔ سود کو حرام کیا ہے۔
(قرآن۔ سورۃ بقرہ۔ ۲۷۸)

نوٹ: تجارت سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور سود سے کمزور کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور معاشرے کو مال مہنگا ملتا ہے کیونکہ قیمت میں سود کا اضافہ کرنا پڑتا ہے اور بغیر محنت اور خطرہ مول لئے حرام خور سود کماتے ہیں۔

سودخور کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوتا ہے ''خدا کے ہاں اس کے لئے کوئی حجت (دلیل) باقی نہیں رہ گئی۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جو سود کے ذریعہ مال کھائے گا اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا جب تک سود کا ایک پیسہ بھی باقی رہے گا، وہ خدا کی لعنت میں گرفتار رہے گا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۱)

سود کا ایک درہم اللہ کو تیس زنا سے بدتر ہے۔ زنا بھی وہ جو خالہ پھوپھی کے ساتھ کیا گیا ہو۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

سود کے حرام ہونے کی وجہ

خدا نے سود کو اس لئے حرام کیا کہ لوگ ایک دوسرے کو نیکی کے کاموں سے نہ روکیں۔
(امام جعفر صادقؑ۔ تفسیر نور الثقلین۔ جلد ۱)

خدا نے سود کو اس لئے حرام کیا کہ نیکی کے کام ختم نہ ہوں۔
(امام محمد باقرؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد ۱۲)

خدا نے سود کو اس لئے حرام کیا تا کہ لوگ تجارت اور دوسرے ضروری کام کرنا نہ چھوڑیں۔ اور قرض کے ذریعہ ان کے تعلقات اچھے ہوں۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

خدا نے سود سے اس لئے روکا کہ اس سے مال کا نظام تباہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ آدمی درہم کے بدلے درہم خریدتا ہے۔ ایک درہم کی قیمت صرف ایک درہم ہی ہے۔ اس لئے دوسرے درہم کی قیمت باطل ہوگئی۔ اس لئے سود کی خرید و فروخت ہر حالت میں خریدنے بیچنے والے کے لئے نقصان دہ ہے۔ (امام علی رضاؑ۔ بحار۔ جلد ۱۰۳)

نوٹ: معلوم ہوا کہ پیسہ کے بدلے بڑھا کر پیسے لینا یہ سود ہے۔ یعنی کسی کو پیسہ دیا اور اس سے یہ کہا کہ جب واپس قرض دینا تو اتنا بڑھا کر دینا۔ گویا کام وہ کرے اور دینے والا اس کی کمزوری اور مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھائے۔ اس طرح خریداروں کو مال مہنگا ملے اور

بیچنے والے کو اپنے نفع ہی میں سود بھی دینا پڑے۔ اس طرح دونوں خریدار اور بیچنے والے جو اصل کام کرنے والے ہیں نقصان اٹھائیں اور حرام خور بغیر کام کئے اور بغیر خطرہ پر مول لئے سود کمائیں۔

البتہ اگر کوئی ایسی شکل پیدا ہو کہ خریداروں اور بیچنے والوں کو نقصان نہ ہو اور کسی مجبور کی مجبوری سے ناجائز فائدہ بھی نہ اٹھایا جائے تو پھر وہ سود نہیں رہتا۔ یہ بات صرف اس شکل میں ہوسکتی ہے کہ قرض دینے والا خود کسی اضافے کا مطالبہ نہ کرے اور قرض دے دے۔ اب اگر قرض لینے والا نفع کما کر خود اپنی مرضی سے کچھ اضافہ کر دے تو اس کو بعض فقہاء نے جائز قرار دیا ہے۔ جیسے کہ ہم اگر کوئی مطالبہ نہ کریں اور بینک یا حکومت کے پاس رقم رکھ دیں اور بینک ہمارے مطالبے کے بغیر از خود کچھ بڑھا کر واپس کرے تو آیت اللہ الخوئیؒ اور آیت اللہ سیستانی کے نزدیک یہ اضافہ جائز ہے۔ (۱) اس لئے کہ اس میں قرض دینے والے نے کسی قسم کے اضافے کا قطعاً کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ (۲) بینک یا حکومت نے از خود اضافہ کیا ہے۔ (۳) اس سے کسی خریدار یا حکومت یا بینک کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ (۴) پیسہ بے کار نہیں پڑا رہا بلکہ کاروبار میں استعمال ہوا۔ (۵) اور کمزور کی کمزوری سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا گیا اور (۶) کاروبار کے نظام میں کوئی خرابی پیدا نہ ہوئی۔)

جو شخص اپنے دین (علم فقہ) میں غور کئے بغیر تجارت کرے گا وہ سود میں ضرور ملوث ہو جائے گا۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ کوئی سود کھائے بغیر نہیں رہے گا۔ اگر سود نہ کھائے گا پھر بھی اس کی دھول اس تک ضرور پہنچے گی۔ (رسولؐ خدا۔ از مستدرک الوسائل۔ جلد ۲)

بہت بڑا سود

گالی دینا، بے عزتی کرنا، پھر اس کا بیان کرنا، گالی دے کر اپنی بڑائی جتانا، بہت بڑا سود ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

نوٹ: اصلی سود کمزور کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا نام ہے۔ کسی انسان کو غریب کمزور سمجھ کر اس کو ننگی گالیاں دے کر ذلیل کرنا اور اس پر اپنی بڑائی جتانا بدترین سود خوری سے بھی بدتر ہے۔

رحم اور رحمت

تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا (خدا) تم پر رحم کرے گا۔ تم دوسروں پر احسان کرو، تم پر احسان کیا جائے گا۔ (رسولؐ خدا۔ کنزالعمال)

تم اپنے سے نیچے والے پر رحم کرو، تم سے اوپر والا تم پر رحم کرے گا۔ دوسروں پر رحم کرنے کی ضرورت کو یوں سمجھو کہ تمہیں خود اپنے پالنے والے مالک کے رحم کی سخت ضرورت ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اس پر جو اپنے اوپر والی ذات (خدا) سے تو رحم کی امید رکھتا ہے لیکن اپنے سے نیچے (غریب کمزور) پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

(حضرت رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

جو دوسروں کی غلطی معاف نہیں کرتا اس کی غلطیاں بھی معاف نہیں کی جائیں گی۔ جو دوسروں کی معافیاں قبول نہیں کرتا، خدا بھی اس کی معافی مانگنے کو قبول نہیں کرتا۔

(حضرت رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جنت میں صرف رحم کرنے والے لوگ جائیں گے۔ جب تک تم سب لوگوں پر رحم نہیں کرو گے جنت نہیں جاؤ گے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

خدا رحیم ہے۔ اس لئے رحم کرنے والے سے خود محبت کرتا ہے اور اپنی رحمت رحم کرنے والے کے لئے مقرر کرتا ہے۔ وہ نامراد اور ناکام ہے جس کے دل میں خدا نے انسانوں کے لئے مہربانی نہیں رکھی۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

ایسے عزت والے لوگ جو (حالات یا اپنی غلطیوں کی وجہ سے) ذلیل ہوگئے، فقیر ہوگئے، ان پر رحم کھاؤ۔ ایسے عالم پر رحم کھاؤ جو جاہلوں میں پھنس گیا ہو اور جسے جاہلوں نے کھیل بنا لیا ہو۔ نیز مسکینوں، فقیروں پر رحم کھاؤ۔ تمام چھوٹوں پر رحم کرو۔ بڑوں کی عزت کرو، میرے ساتھیوں میں شمار ہوگے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کھاتا اور بڑوں کا حق نہیں جانتا وہ ہم سے نہیں ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

جو ہمت والے دوسروں پر مہربانی کرنے والے ہیں ان کی غلطیوں کو نظر انداز کر دو کیونکہ ایسے لوگوں کو خدا خود ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھا لیتا ہے۔ نیز خود اپنے اوپر رحم کرو۔ اے انسان تجھے

کس چیز نے گناہ کرنے کی ہمت دلا دی ہے؟ تجھے خود اپنے اوپر رحم نہیں آتا؟ اتنا رحم جتنا تو دوسروں پر رحم کرتا ہے۔ (خود پر رحم کرو کیونکہ گناہ کر کے جہنم میں جانا پڑے گا)

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

جس دن خدا نے آسمان زمین پیدا کیے اس دن خدا نے ۱۰۰ رحمتیں پیدا کیں۔ اس کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے۔ پرندے پانی پیتے ہیں۔ مخلوق زندہ رہتی ہے۔ خدا کی رحمت کے بغیر کوئی شخص جنت میں (صرف اپنے عمل کی وجہ) نہیں جاسکے گا۔ لوگوں نے پوچھا "کیا آپ بھی یا رسول اللہؐ؟ فرمایا "ہاں! جب تک خدا کی رحمت مجھے ڈھانپ نہ لے گی۔" (میں جنت میں نہ جاسکوں گا)

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

یاد رکھو کہ خدا کی رحمت ہر چیز پر وسیع اور حاوی ہے۔ (قرآن۔ سورۃ مومن۔ آیت، ۷)

خدا اس شخص کی توبہ بھی قبول کر لیتا ہے جو خدا سے دشمنی رکھتا ہے۔ اب جو شخص خدا کو راضی کرنے کے لئے خود کوششیں کرتا ہے اور خدا کے لئے لوگوں سے دشمنی بھی مول لیتا ہے، سوچو خدا اس کے ساتھ کس قدر اچھا سلوک کرے گا؟ (امام موسیٰ کاظمؑ۔ از بحار۔ جلد، ۴۲)

نجات پانے والے کے بارے میں مجھے حیرانی نہیں ہے بلکہ مجھے تعجب اس پر ہے جو ہلاک کیوں ہوا؟ جبکہ خدا کی رحمت ہر چیز سے وسیع ہے اور ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے؟

(امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

جس میں تین خوبیاں ہوں گی وہ ہرگز ہلاک نہ ہوگا۔ (۱) لا الہ الا اللہ لا شریک لہ کی دل سے سمجھ کر گواہی دینے والا (۲) حضرت محمدؐ کی شفاعت پر یقین رکھنے والا (۳) خدا کی وسیع رحمت کو دل سے ماننے والا۔ (امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

(لیں مری بڑھ کے شفاعت نے بلائیں کیا کیا
عرقِ شرم سے ڈوبا جو گناہگار آیا)

(اقبالؔ)

میں گنہ گار، سیہ کار، خطا کار مگر
کس کو بخشے تری رحمت جو گنہ گار نہ ہو؟

اگر تمہیں خدا کی رحمت کی وسعت کا علم ہو جائے تو پھر تم صرف خدا ہی پر بھروسہ کرو گے (اور کسی دوسری چیز پر بھروسے نہ کرو گے) (جناب رسولؐ خدا)

ایک قیدی عورت نے جلدی سے اپنے بچے کو ڈھونڈا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ رسولؐ خدا نے صحابہ سے پوچھا ''کیا تم لوگ سمجھتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی؟'' سب نے کہا ''ہرگز نہیں۔ اگر اس میں قدرت بھی ہو تو بھی یہ اپنے بچہ کو خود آگ میں نہیں ڈالے گی۔'' رسول خداؐ نے فرمایا ''خدا اپنے بندوں پر ماں سے بھی کہیں زیادہ مہربان ہے۔''

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال۔ ۱۰۴۶۱)

تمہارے پالنے والے مالک نے اپنے اوپر رحمت کو لازمی کر لیا ہے۔

(قرآن۔ سورۃ انعام، ۱۲)

خدا نے ہر ایک چیز پر غلبہ پانے والی کوئی دوسری چیز ضرور پیدا کی ہے۔ خدا نے اپنی رحمت کو اپنے غضب پر غالب آنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

خدا کی رحمت کو حاصل کرنے کے طریقے

یقیناً اچھے اچھے نیک کام کرنے والوں سے اللہ کی رحمت بہت ہی قریب ہے۔

(قرآن۔ سورۃ اعراف۔ ۵۴)

جو لوگ ایمان لائے اور اس پر جمے بھی رہے تو خدا بہت جلد ان کو اپنی رحمت اور فضل و کرم میں پہنچا دے۔ (قرآن۔ سورۃ النساء، ۱۷۵)

ایسے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو کہ جب بھی ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ فوراً بول پڑے ''ہم تو اللہ ہی (کی اطاعت) کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی طرف سے درود (خاص الخاص رحمتیں) اور (عام) رحمتیں ہیں۔ (قرآن۔ سورۃ البقرہ۔ ۱۵۵)

خدا کی طرف سے پورے دل سے توجہ کرو۔ رات کے اندھیروں میں خالص سچے دل سے دعائیں مانگو۔ اس طرح خدا سے مدد (رحمت) حاصل کرو۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

جو مومن ایک دوسرے کی باتیں سناتے نہیں پھرتے (یعنی غیبت نہیں کرتے) نہ لوگوں کی برائیاں اچھالتے ہیں یعنی لوگوں کے راز فاش نہیں کرتے ہیں، خدا ان ہی لوگوں کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول کر ان پر سے عذاب کی سختیاں ہٹا لے گا۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ ۱۰۳)

(**نوٹ:** غیبتیں کرنا، کسی کے راز فاش کرنا، کسی کو نقصان یا تکلیف دینا، یہ منفی شخصیت کا کام ہے۔ یہ لوگ ذہنی مریض ہوتے ہیں اور پورے معاشرے کو گندا کردیتے ہیں۔ آپس کی محبتیں ختم ہوجاتی ہیں، فتنہ وفساد برپا کردیتے ہیں۔)

(۱) خدا کا ذکر (شکر اور تعریف) کر کے، (۲) اور خدا سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگ کر، (۳) دوسروں پر رحم وکرم کر کے خاص طور پر کمزوروں پر، (۴) اور ہمیشہ دل میں لوگوں پر مہربانی کرتے رہنے کا ارادہ کر کے خدا کی رحمت کو بہترین طریقے سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

ایک شخص نے رسولؐ خدا سے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھ پر مہربانیاں کرے؟ رسولؐ خدا نے فرمایا ''تم خود اپنے اوپر مہربانی کرتے رہو (یعنی خود کو گناہوں سے بچاتے رہو) نیز خدا کی مخلوق پر مہربانی کرتے رہو۔ اللہ بھی تم پر مہربان ہوگا۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

تم اللہ اور رسولؐ کی عملاً اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(قرآن۔ آل عمران، ۳۲)

یہ کتاب جس کو ہم نے اتارا ہے بڑی برکت والی ہے۔ تم لوگ اس کی پیروی کرو (اس پر عمل کرو) اور اللہ (کی سزاؤں اور ناراضگی) سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(قرآن۔ سورۃ انعام، ۱۵۵)

تم لوگ خدا سے اپنے گناہوں پر توبہ واستغفار کیوں نہیں کرتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے؟

(قرآن۔ سورۃ نمل، ۴۶)

خدا کی رحمت کو روکنے والے کام

جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس کا یہ عمل خدا کی رحمت کو روک دیتا ہے۔

تمام عمر خدا سے اس کی رحمت اور فائدے مانگتے رہو اور اس کی بے انتہا رحمت کی ہر وقت امید رکھو اور اس کے منتظر رہو۔ خدا کی بے انتہا رحمت اسی طرح ملتی ہے۔ نیز خدا کی اطاعت (احکامات) پر عمل کر کے خدا کی رحمت حاصل کرنے کے لئے تیار رہو۔

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

خدا ایسے شخص پر رحم کرتا ہے جو اپنی قدر و قیمت کو پہچانتا ہے، اپنے گناہوں کو یاد رکھتا ہے اور توبہ کرتا رہتا ہے۔ بالآخر گناہ بالکل چھوڑ دیتا ہے، موت آنے سے پہلے نیک اعمال کرتا ہے، سوچتا رہتا ہے اور سبق سیکھتا رہتا ہے۔ نصیحت قبول کرتا ہے، گناہوں سے رک جاتا ہے، اپنی زندگی کی سواری تقویٰ کو بناتا ہے (یعنی ہر وقت خدا مقرر کیے ہوئے فرائض ادا کرتا ہے حرام کاموں سے بچتا ہے) صبر کو اپنی سواری بنا کر موت کی تیاری کرتا ہے اور آخرت کے لئے نیک کام کرتا رہتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

خدا اس پر رحم کرے جو اپنی دنیا کی امیدوں کو کم، موت کی تیاری کو زیادہ، فرصت کے اوقات کو نیک اعمال کے انجام دینے کے لئے استعمال کرتا ہے، بڑھ چڑھ کے نیک کام کرتا ہے، اپنی خواہشات پر قابو پانے کی کوششیں کرتا رہتا ہے، خدا کی طرف راغب ہو کر گناہوں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ جو اس کے دل کے اندر ہوتا ہے وہی اس کا ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے خدا لوگوں کی بلائیں دور کرتا ہے۔ جو شخص اپنے گناہوں کا دل سے اقرار کرتا ہے وہی حق کو زندہ کرتا ہے، ظلم کو مٹاتا ہے اور انصاف کو قائم کرتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

خدا اس پر رحم کرے کہ جو حکمت کی کوئی بات سنتا ہے تو اس کو یاد کر لیتا ہے۔ ہدایت کی طرف بلایا جاتا ہے تو دوڑ کر آتا ہے۔ نیک عمل کے لئے جلدی کرتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ایک سانس لینا اس کو اس کی قبر سے ایک قدم اور قریب کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی دنیا کی آرزوئیں کم کر دیتا ہے۔ جب حق کو دیکھتا ہے تو اس کی مدد کرتا ہے، باطل کو ٹھکراتا ہے، موت کی تیاری کرتا ہے اور آرزوؤں کو جھٹلاتا ہے۔ اپنے نفس کو لگام دے کر خدا کی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ اس طرح بُری خواہشوں سے دور رہ کر لالچ کی جڑوں کو کاٹ ڈالتا ہے۔ خدا اس پر رحم کرے جو نقصان اٹھا اٹھا کر (آخرت کے) بڑے بڑے فائدوں کے حصول کے لئے تیزی سے آگے بڑھتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

مسلمانوں تم پر رجب کا مہینہ سایہ کر رہا ہے۔ یہ رحمتوں بھرا مہینہ ہے۔ اس میں خدا کی طرف سے بندوں پر رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۷)

صلہ رحمی (یعنی رشتہ داروں پر رحم کرنا)

خدا نے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔ اس کام کو بڑی عظمت عطا کی ہے۔ جس کام کی وجہ سے ثواب بہت جلد ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ ۷۴)

تم میں سے جو شخص اپنے قریبی رشتہ داروں کو فقیر پائے تو ان کی مدد کرنے سے نہ کترائے۔ ان سے مال کو روکنے سے تمہارا مال بڑھ نہیں جائے گا اور ان پر خرچ کرنے سے تمہارا مال کم نہ ہوگا۔ اگر تم اپنے لوگوں کی مدد کرنے سے ہاتھ روک لوگے تو بہت سے دوسرے ہاتھ تمہاری مدد کرنے سے رک جائیں گے۔ اس لئے جو نرم مزاج (مددگار) ہوتا ہے وہ اپنی قوم کی محبت کو ہمیشہ کے لئے جیت سکتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از شرح نہج البلاغہ/ ابن ابی الحدید)

امامؑ سے پوچھا گیا کہ بُرے رشتہ دار یا غیر مسلم پر بھی رحم کروں؟ امام نے فرمایا ''صلہ رحمی کا فریضہ تو ایسا ہے کہ جسے کوئی چیز کاٹ نہیں سکتی۔ اگر وہ مسلمان ہیں تو پھر دو حق بن گئے، ایک رشتہ داری کا دوسرا مسلمان ہونے کا۔'' (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۴)

صلہ رحمی کے نتائج

صلہ رحمی (رشتہ داروں پر رحم کرنا) مال کو پاک کرتا ہے اور بڑھاتا ہے۔ بلاؤں کو دور کرتا ہے، عمر لمبی کرتا ہے، اخلاق کو خوبصورت بناتا ہے، دل کو پاک، حساب کو آسان، گناہوں کو ختم کرتا ہے۔ اس لئے اپنے بھائیوں سے اچھا برتاؤ کرو، کم سے کم ان کو اچھی طرح سلام کرو اور اچھی طرح سلام کا جواب دو (یعنی میل ملاپ رکھو، اچھی طرح مل جل کر ساتھ رہو)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۴)

صلہ رحمی عمر کو لمبا کرتی ہے۔ موت کی سختی کو آسان کرتی ہے۔

(امام علی نقیؑ۔ از بحار۔ جلد ۶۹)

اللہ نے انسانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے صلہ رحمی کو فرض قرار دیا ہے۔

(حضرت فاطمہؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۴)

صلہ رحمی دنیا میں تمہاری بقا اور آخرت میں تمہاری بہتری کا ذریعہ ہے۔ یہ عمر کو زیادہ، فقر کو دور کرتی ہے۔ (رسولِ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۴)

کسی کی زندگی کے تیس سال باقی رہتے ہیں مگر وہ قطع رحمی کرتا ہے تو خدا تیس سالوں کو تین سال لکھ دیتا ہے۔ خدا فرماتا ہے ''خدا جس بات کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ خدا کے پاس اصل کتاب (لوح محفوظ) ہے۔'' (جس میں اصل عمر لکھی ہے) (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال۔ حدیث، ۶۹۲۰)

تمہاری موت کئی مرتبہ تمہارے پاس آ چکی ہے، لیکن تمہارا صلہ رحمی کرنا (یعنی) اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ہر بار تمہاری موت کو ٹال دیتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۴)

اپنے رشتہ داروں سے جدائی اختیار نہ کرو چاہے وہ تم سے جدائی اختیار کرلیں۔

(امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۴)

خدا کو دو قدموں سے زیادہ کوئی قدم اٹھانا پسند نہیں ہے۔ (۱) وہ قدم جو مومن جہاد کی صفوں میں شامل ہونے کے لئے اٹھاتا ہے (۲) دوسرا وہ قدم جو مومن اس رشتے دار کی طرف اٹھاتا ہے جو اس سے قطع رحم کرتا ہے۔ (امام زین العابدینؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۴)

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ جب بھی ان پر رحم کرتا ہوں تو وہ مجھے ستاتے ہیں۔ اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ انہیں چھوڑ دوں۔ رسولؐ خدا نے فرمایا ''پھر خدا بھی تم کو چھوڑ دے گا۔'' اس لئے جو تم کو محروم کرے اس کو دو۔ جو رشتہ توڑے اس سے تعلق جوڑو۔ جو ظلم کرے اس کو معاف کردو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خدا ان کے خلاف تمہارا مددگار ہوگا۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۴)

جو لوگ خدا سے عہد و پیمان پکا کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جن تعلقات کو جوڑے رکھنے کا حکم دیا تھا ان کو کاٹ دیتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے لئے (خدا کی) لعنت ہے اور ایسے لوگوں کے لئے بہت بُرا گھر (جہنم) ہے۔ (قرآن۔ سورۃ رعد، ۲۵)

جب لوگ رشتے توڑیں گے تو مال بدترین لوگوں کے ہاتھ آئے گا۔

(امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۴)

تین قسم کے لوگ جنت نہیں جائیں گے (۱) دائمی شرابی (۲) جادوگر اور جادو کروانے والا (۳) قطع رحمی کرنے والا (رشتہ داروں سے تعلقات کاٹنے والا)

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۴)

جوتم سے قطع رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو۔ جوتم سے برائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ حق سچ بات کہو چاہے تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جڑ سے کاٹ دینے والی مصیبت قطع رحمی ہے

بدترین گناہ قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی ہے۔ اس سے مصیبتیں تو نازل ہوتی ہیں اور خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ قطع رحمی، خیانت اور جھوٹ ایسے گناہ ہیں جو خدا کے عذاب کو بہت جلد لے آتے ہیں۔ دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

کم سے کم صلہ رحمی

سلام کرتے رہو اور رشتہ داروں کو کوئی تکلیف نہ دو۔ یہ بھی افضل تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۴)

خدا کی دی ہوئی رعایت یا سہولت

لوگوں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ آپ قتل ہونے کے لئے گردن بڑھانا پسند فرمائیں گے یا حضرت علیؑ کو بُرا بھلا کہنے کو قبول فرمائیں گے؟ اگر آپ کو مجبور کیا جائے کہ دونوں میں سے ایک بات قبول فرمائیں (یا حضرت علیؑ کو بُرا کہیں یا قتل ہوں؟) امام نے فرمایا مجھے خدا کی دی ہوئی رعایت (کہ جان کا خطرہ ہو تو تقیہ کرو) زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ خدا نے فرمایا الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان "یعنی جس شخص کو (کفر کا کلمہ کہنے پر) مجبور کیا جائے جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ تو کلمہ کفر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

(قرآن۔ سورۃ نحل، ۱۰۶)

کن کاموں سے انسان کافر ہو جاتا ہے

مومن اس نیت سے زنا نہیں کرتا کہ یہ زنا کرنا اس کے لئے حلال ہے۔ جو اس عقیدہ کے ساتھ زنا کرے وہ کافر ہو جائے گا۔ (رسول خداؐ۔ از کنز العمال) (اس لئے زانی یا گناہانِ کبیرہ

کرنے والا مسلمان ہے کافر نہیں)

جو شخص ایمان لا کر اچھے کام کرے اور پھر فتنہ میں مبتلا ہو کر کافر ہو جائے، پھر وہ کفر سے توبہ کرلے، اس نے جو ایمان کی حالت میں نیک کام پہلے کیے تھے وہ سب محفوظ ہوں گے۔ کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا۔ (امام محمد باقرؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱)

جو شخص اللہ کو اس کی مخلوق کے مشابہ (مخلوق جیسا) سمجھے یا خدا کی طرف اس چیز کی نسبت دے جس سے خدا نے روکا ہے، وہ کافر ہے۔ مثلاً خدا کا چہرہ ماننے وغیرہ۔

(حضرت امام رضاؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

جبر کا قائل (جو یہ مانے کہ ہم مجبور ہیں اور خدا ہی ہم سے گناہ کراتا ہے) کافر ہے اور تفویض کا قائل (جو یہ سمجھے کہ خدا نے سارے اختیارات ہمیں دے دیئے ہیں اور خدا اب بالکل مجبور ہے) مشرک ہے۔ (امام رضاؑ۔ از وسائل۔ ۱۸)

تناسخ (آواگون) کا قائل اور جنت جہنم کو جھٹلانے والا کافر ہے۔

(امام رضاؑ۔ از وسائل۔ ۱۸)

جو یہ سمجھے کہ جنت جہنم کوئی حقیقی چیز نہیں ہے۔ صرف خدا نے ڈرانے سمجھانے کے لئے جنت جہنم کا افسانہ گھڑا ہے۔ جو شخص امامت (کبریٰ) کا دعویٰ کرے جبکہ اس کا اہل نہ ہو، وہ کافر ہے۔ (مراد امامت کبریٰ ہے) (امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

جو اللہ و رسولؐ کے بارے میں شک کرے (کہ خدا ہے کہ نہیں؟ رسولؐ خدا رسول ہیں کہ نہیں؟) وہ کافر ہے۔ (وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸۔ قول امام جعفر صادقؑ)

ہماری (محمدؐ و آل محمد علیہ السلام کی) محبت ایمان ہے اور ہم سے دشمنی کفر ہے (یعنی آل محمد کا دشمن کافر ہے) (امام محمد باقرؑ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

جو شخص امام مہدیؑ کے آنے میں شک کرے وہ کفر کی حالت میں خدا سے ملاقات کرے گا۔ (امام محمد باقرؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

خدا کی مرضی پر راضی ہونا

جناب رسولؐ خدا پچھلی باتوں کے لئے کبھی یہ نہ کہتے کہ ''کاش اس کے علاوہ کچھ اور ہوتا۔'' (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

خدا کی مرضی پر راضی رہتے ہوئے تسلیم و رضا کے ساتھ عبادت کرو۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو صبر کرنے میں بہت بہتری ہے۔ (اللہ کے فیصلوں پر صبر کرو)

(جناب رسولؐ خدا۔ از محجۃ البیضاء۔ جلد، ۵)

ہم (محمدؐ و آل محمدؐ خدا کا) وہ نور ہیں کہ جو چاہتے ہیں خدا سے مانگتے ہیں۔ مگر جب کوئی کام ہماری مرضی کے خلاف ہوجاتا ہے تو ہم اس پر (خدا سے) راضی ہوجاتے ہیں۔ اسی کو تسلیم و رضا کہتے ہیں۔ (سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۱۸۲)

خدا کی اطاعت یہی ہے کہ جو بات خدا نے مقرر کردی ہے اس کو قبول کرے۔ چاہے پسند ہو یا ناپسند۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

خدا کی اطاعت کی بنیاد ہی یہ ہے کہ اللہ کے ہر کام پر راضی خوش رہو اور اس پر صبر کرو جو خدا نے تمہارے لئے پسند فرمایا ہے۔ جو خدا سے ہر بات پر راضی رہتا ہے، اس کے لئے بہتری ہی بہتری ہے۔ (فائدے ہی فائدے ہیں) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۳)

نوٹ: کیونکہ خدا ہمارا خالق و مالک پالنے والا ہے۔ اس لئے وہ جو کچھ بھی ہمارے لئے کرتا ہے لازماً اس میں ہماری ہی بہتری ہوتی ہے کیونکہ خدا بے نیاز ہے۔ اس کو ہمیں نقصان پہنچانے یا تکلیف دینے میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ نیز یہ کہ وہ بے حد مہربان، رحم اور کرم کرنے والا مالک ہے۔

زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی کا اعلیٰ درجہ گناہوں سے بچنا ہے۔ گناہوں سے بچنے کا اعلیٰ درجہ (خدا پر) یقین کرنا ہے۔ اس لئے پرہیزگاری کا اعلیٰ ترین درجہ یقین کا ادنیٰ (سب سے چھوٹا) درجہ ہوتا ہے۔ مگر یقین کا اعلیٰ درجہ خدا کی مرضی پر راضی رہنا ہے۔ (مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ) (امام زین العابدینؑ۔ از اصول کافی جلد، ۲)

خدا کی قضا و قدر کے ناپسندیدہ فیصلوں پر راضی رہنا یقین کا اعلیٰ ترین درجہ ہے اور متقین کا بلند ترین درجہ ہے۔ (یہی خدا کی معرفت کا عظیم نتیجہ اور بندہ کی تکمیل اور بندگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔) (امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

سچے ایمان کی شان و شوکت خدا کے ان فیصلوں پر راضی رہنا ہے جو ہماری مرضی کے خلاف ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو خدا سے راضی رہتا ہے وہ کبھی خدا سے ناراض نہیں ہوتا۔ چاہے اس کو دنیا سے کچھ

ملے یا نہ ملے۔ مگر مومن اپنے تھوڑے نیک عمل پر راضی نہیں ہوتا۔

(جناب رسولؐ خدا کو جبرئیل کا جواب)

جو خدا کو سب سے زیادہ جانتا ہے وہ خدا کے فیصلوں پر سب سے زیادہ راضی رہتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۱)

نوٹ: کیونکہ جو خدا کو جانتا ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ خدا سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اس لئے اس کا ہر فیصلہ ہمارے ہی فائدے کے لئے ہے۔ چاہے وہ بات ہمیں پسند نہ ہو۔ اور خدا سے ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے بلکہ وہ ہمارا مہربان پالنے والا ہے۔ ہمیں کامیاب کرنا چاہتا ہے مشکلات سے گذار کر۔

رضا کی بنیاد خدا پر اچھا عقیدہ اور یقین رکھنا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جس کا خدا پر یقین نہیں وہ خدا کے فیصلوں پر کیسے راضی ہوگا؟ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جب خدا کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کا امتحان لیتا ہے۔ جب وہ اس امتحان پر صبر کرتا ہے تو خدا اس کو چن لیتا ہے اور پھر اس سے راضی ہو کر اس کو اپنا خاص بندہ بنا لیتا ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ ۸۲)

خدا کی مرضی پر سچے دل سے راضی رہو۔ اس سے تم کو تمہاری سخت مشکل اور ضرورت کے وقت خدا سے انعام ملے گا۔ (رسولؐ خدا۔ مستدرک جلد ۱)

(تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے)

(اقبالؔ)

دعا کی قبولیت کی ضمانت

جس کے دل میں خدا سے راضی کرنے کے سوا کوئی اور بات نہ ہو (یعنی جس کا واحد مقصد خدا کو راضی کر لینا ہو اور وہ خود بھی خدا سے راضی ہو) اس کو ضمانت دیتا ہوں کہ وہ اللہ سے جو دعا مانگے گا پوری ہوگی۔ (امام حسنؑ۔ از اصول کافی جلد ۲) (کیونکہ جو آدمی خدا کو راضی کرنا چاہتا ہے، خدا اس کو راضی کرنا چاہے گا۔ یہ خداوند عالم کی سنت ہے)

آسان رزق

جو شخص دنیا کی بقدر ضرورت چیزوں پر راضی ہو جاتا ہے تو خدا اس کو آسانی سے رزق عطا فرماتا ہے۔ (جناب رسول خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

اگر تم اپنے اس حصے پر راضی ہو جاؤ جو خدا نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے تو تم سب سے زیادہ غنی (بے پرواہ دولتمند) ہو جاؤ گے۔ (رسول خدا۔ از بحار۔ ج، ۶۹)

عیش و آرام

خوشی خدا کے فیصلوں پر راضی رہنے ہی میں ہے اور رنج و غم شک اور خدا کے فیصلوں پر ناراض رہنے میں ہے۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

انسان کی تدبیر کی گئی ہے۔ اس کا رزق معین ہے جو اس کو آسانی سے مل جائے گا (بشرطیکہ کوشش کرے) اور اس کو کافی بھی سمجھے اور جو اس کے لئے بہت مشکل ہے اس کے پیچھے نہ بھاگے۔ انسان عجیب ہے کہ اس چیز کو پا کر خوش ہوتا ہے جو ختم ہونے والی چیز ہے (جیسے مال، اولاد، عہدہ) اور اس چیز کے ختم ہونے پر غم کرتا ہے جو اس کو دوبارہ ملنے والی نہیں ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

خدا کے تمام فیصلوں پر راضی رہنا رنج و غم کو بھگا دیتا ہے۔ اس کی زندگی بڑی خوشگوار ہوتی ہے جو اپنے بارے میں خدا کی تقسیم پر راضی رہتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو خدا کے فیصلوں پر راضی رہتا ہے اس کو مصیبتوں پر بڑا اجر ملتا ہے۔ جو ناراض رہتا ہے خدا اس کے عمل (صبر) کو ضائع کر دیتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

خدا اپنے کاموں کو اپنی مرضی سے چلاتا ہے۔ تیری مرضی سے نہیں چلاتا۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

حدیث قدسی: اگر تو میرے ارادوں (فیصلوں) کو دل سے مان لے گا تو میں تیرے ارادوں کو پورا کر دوں گا۔ اگر تو میرے ارادوں کو نہ مانے گا تو میں تجھے تیرے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ پھر وہی ہوگا جو میں چاہوں گا۔

(حدیث قدسی۔ خدا کی حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی۔ از محجۃ البیضاء۔ جلد، ۸)

(ع وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے)

خدا کو راضی کرنے کے طریقے؟

تین کام خدا کی رضامندی کو حاصل کرتے ہیں (۱) بہت زیادہ استغفار (خدا کے سامنے شرمندہ ہوکر اپنے گناہوں کی معافیاں مانگنا)۔ (۲) انکساری (یعنی خود کو معمولی درجہ کا کمتر انسان سمجھنا)۔ (۳) کثرت سے صدقہ خیرات دینا۔ (حضرت علیؑ ۔از بحار۔ جلد، ۷۸)

جو شخص خدا کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو اپنے نفس (بُری خواہشات) کو بہت ناراض کرنا (کچلنا) پڑتا ہے۔ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ (حضرت لقمان۔ بحار۔ جلد، ۷۰)

بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا
نہنگ اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خدا کو تم میں سب سے زیادہ پسندوہ ہے جو اپنے گھر والوں کو سب سے زیادہ سہولتیں اور آرام فراہم کرتا ہے۔ (امام زین العابدینؑ ۔از بحار۔ جلد، ۷۸)

خدا نے اپنی خوشی کو اپنی اطاعت میں چھپا رکھا ہے۔ اس لئے خدا کی کسی اطاعت کے کام کو معمولی نہ سمجھو (کیا پتہ اس کم ہی سے خدا تم سے راضی ہو جائے)

(حضرت علیؑ ۔از بحار۔ جلد، ۶۹)

خدا نے تمہیں تقویٰ (یعنی تمام برائیوں سے بچے رہنے اور تمام فرائض ادا کرنے) کی ہدایت کی ہے اور اسی کو اپنی رضامندی کی آخری حد قرار دیا ہے۔ (حضرت علیؑ ۔از نہج البلاغہ)

(یعنی خدا کو بے حد راضی کرنے کا واحد طریقہ تقویٰ کی زندگی اختیار کرنا ہے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی کی چابی ہے)

خدا کو دھوکہ دے کر جنت نہیں خریدی جاسکتی اور اور خدا کی اطاعت کے بغیر خدا کی رضامندی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ (حضرت علیؑ ۔از نہج البلاغہ)

(انسان کی زندگی کا اصل مقصد اپنے خالق مالک کی اطاعت کرنا ہے جس سے خدا راضی ہوتا ہے اور یہی اصل کامیابی ہے۔)

حدیث قدسی: اے موسیٰ! میری رضامندی تیری سختیاں جھیلنے میں ہے اور میری رضامندی میری رضا و قدر کے فیصلوں پر راضی رہنے میں ہے اور میری رضامندی ناپسندیدہ کاموں اور نتیجوں کو برداشت کرنے میں ہے۔ (حضرت موسیٰؑ پر خدا کی وحی۔ از بحار۔ جلد، ۸۲)

(خدا کے تمام فیصلے ہمارے فائدے کے لیئے ہیں اور ناکامیوں کو برداشت کرنا صبر ہے اور صبر کا اجر بلاحساب دیا جائے گا۔)

خدا کے راضی ہوجانے کی علامت

حدیث قدسی: جب تم دیکھو کہ قیمتیں سستی ہیں، حکمران عادل ہیں تو سمجھ لو میں راضی ہوں۔ میرے غضب کی علامت یہ ہے کہ قیمتیں مہنگی ہیں اور حکمران ظالم ہیں۔

(حضرت رسولؐ خدا پر وحی۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

(خدا کے تم سے راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ بندہ خدا کی قضا وقدر کے تمام فیصلوں پر راضی رہے۔ (حضرت علیؑ از غرر الحکم) (جتنا بندہ خدا کے فیصلوں پر راضی ہوتا ہے اتنا ہی خدا اس سے راضی ہوتا ہے۔)

حدیثِ قدسی
جو شخص میری رضامندی حاصل کرنے کے لئے عمل کرتا ہے

میں اس کے لئے تین چیزیں لازمی کر دیتا ہوں۔ (۱) اس کو اپنے شکر کی پہچان اور طریقے بتاتا ہوں جس میں جہالت ملی نہیں ہوتی۔ (۲) اس کو اپنے ذکر کو پہچواتا ہوں جس میں بھول چوک نہیں ہوتی۔ (۳) اس کو اپنی محبت کی توفیق دیتا ہوں جس کی وجہ سے وہ میری محبت کو میری مخلوق کی محبت پر ترجیح دیتا ہے (یعنی سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتا ہے) (معراج میں خدا کی رسولؐ سے گفتگو۔ از۔ بحار۔ جلد، ۷۷)

(معلوم ہوا خدا اپنے شکر اپنے ذکر اور اپنی محبت کو بے حد پسند کرتا ہے اور اس کی توفیق اس کو دیتا ہے جو خدا کو راضی کرنا چاہتا ہے۔)

پھر خدا اس کو ہر دشمن، ہر حاسد اور ہر سرکش سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کا مددگار ساتھی بن جاتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔۷۳)

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

(اقبالؔ)

جو لوگوں کو ناراض کر کے خدا کی رضامندی حاصل کرنے والے کام کرتا ہے، خدا خود اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ جو خدا کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرتا ہے، خدا اس کو لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ (امام حسنؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

خدا کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی نہ کرو کیونکہ لوگوں کے بدلے دوسرے لوگ مل سکتے ہیں مگر خدا کے بدلے کوئی دوسرا خدا نہیں مل سکتا۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان معاملات ٹھیک کر لیتا ہے، خدا اس کے اور لوگوں کے درمیان کے تعلقات خود ٹھیک کر دیتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

جو خدا کو ناراض کر کے بادشاہ (حکومت) کو راضی کرتا ہے وہ خدا کے دین سے نکل جاتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

تمام انسانوں کو کوئی راضی نہیں رکھ سکتا۔ لوگوں نے تو رسولؐ خدا کے لئے بھی کہہ دیا کہ (معاذ اللہ) شاعر دیوانے ہیں۔ لوگ تو خدا کو بھی بُرا بھلا کہنے سے معاف نہیں کرتے، وہ بھلا تم کو کیسے معاف کر دیں گے؟ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۰)

(اس لئے لوگوں کو بُرا بھلا کہنے کی خاص پرواہ نہ کرو، خدا کو راضی رکھنے کی کوششیں کرو جو صرف خدا کی عملاً اطاعت کرنے سے ہی ممکن ہے۔)

نرم مزاجی

اے رسول! اللہ کی مہربانی سے تم ان کے لئے نرم دل ہو۔ اگر تم بدمزاج سخت دل ہوتے تو لوگ تمہارے پاس سے بھاگ جاتے۔ (قرآن۔ سورۃ آل عمران، ۱۲۹)

مومنین سے جھک کر ملو۔ (قرآن۔ سورۃ حجر، ۸۸)

جب جاہل (بدتمیز لوگ) ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ”خدا حافظ“ (یعنی تم الگ ہم الگ) (قرآن۔ سورۃ فرقان، ۶۳)

نرمی برکت ہے۔ سختی نحوست ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۵)

نرمی آدھی زندگی اور آدھی روزی (کا سامان) ہے۔ اگر نرمی دیکھی جا سکتی تو سب سے زیادہ خوبصورت مخلوق ہوتی۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۵)

جب دو ساتھی ملتے ہیں تو خدا کے نزدیک اجر اس کا زیادہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی کے

لئے زیادہ نرم (زیادہ مہربان، زیادہ محبت کرنے والا) ہوتا ہے۔ خدا جب کسی گھرانے کی بھلائی چاہتا ہے تو ان کے دل نرم کر دیتا ہے۔ جس جگہ نرمی آتی ہے اس کو دنیا و آخرت کے فائدے نصیب ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ عقلمند وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کی عزت اور خاطر مدارت کرتا ہے۔ ہم انبیاء کو لوگوں کی عزت کرنے اور خاطر مدارت کرنے کا اس طرح حکم دیا گیا ہے جیسے فرائض کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۵)

نرمی کامیابی کی چابی ہے۔ عقلمندوں کی عادت ہے۔ جہاں تک مناسب ہو نرمی برتو۔ سختی کو نرمی سے ملائے رکھو۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

خدا مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ مہربانی کی وجہ سے عطا کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے مدد کرتا ہے۔ اس لئے گھوڑوں تک پر رحم کرو۔ خدا خود مہربان ہے۔ اس لئے عام کاموں میں مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

(کرو مہربانی تم اہل زمین پر

خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر)

جس کی قسمت میں نرم دل آ گیا اس کی قسمت میں ایمان بھی آ گیا۔ ایمان کی چابی نرمی ہے۔ ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور ایمان کا اخلاق نرمی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

اپنے دل (نفس، جان) کے ساتھ بھی نرم رویہ رکھو۔ آہستہ آہستہ اس کو نرمی کے ساتھ عبادت کرنے پر آمادہ کرو۔ دباؤ سے کام نہ لو۔ جب خوش ہو اس وقت عبادت کرو۔ مگر واجب عبادتوں کے لئے یہ اصول نہیں کیونکہ وہ تو کرنی ہی کرنی ہیں، وہ بھی وقت پر۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خط، ۶۹)

میں بچپن ہی سے عبادت کا بے حد شوقین تھا۔ میرے والد فرماتے تھے کہ اس سے کم عبادت کیا کرو۔ کیونکہ خدا جس کو دوست رکھتا ہے اس سے کم عبادت پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۴۷)

نرمی مشکلات کو آسان کرتی ہے۔ کامیابی کی چابی ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہاری عزت کی جائے تو نرمی سے کام لو۔ اگر چاہتے ہو کہ تم کو ذلیل کیا جائے تو سختی سے کام لو۔

(امام صادقؑ۔ از بحار۔ ۷۸)

جو دنیا میں لوگوں سے نرمی کرے گا خدا قیامت میں اس کے ساتھ نرمی کرے گا۔
(امام زین العابدینؑ۔از بحار۔۷۳)

نرمی حکمت کا سرچشمہ ہے۔(امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد،۷۵)

اوقات کی تقسیم

انسان کو چاہئے کہ اپنے اوقات چار حصوں میں تقسیم کرے۔

۱۔ کچھ وقت خدا کی عبادت، مناجات، مطالعہ اور دعاؤں پر خرچ کرے۔

۲۔ کچھ وقت اپنا محاسبہ کرے۔

۳۔ کچھ وقت خدا کے احسانات اور اس کی دی ہوئی نعمتوں پر غور کرے۔

۴۔ کچھ وقت حلال سے لذت اٹھانے کے لئے اکیلا ہو جائے تا کہ باقی کاموں کے لئے قوت اور مدد حاصل کر سکے۔(رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۷۷)

رسولؐ اللہ جب گھر میں ہوتے تھے تو ایک وقت کا حصہ اللہ کی عبادت (نماز، تلاوت اور دعا) کے لئے اور کچھ وقت خود اپنے لئے رکھتے۔لوگوں میں رسولؐ خدا علم وفضل رکھنے والوں اور ایمانداروں کو ترجیح دیتے۔(امام حسینؑ۔از بحار۔جلد،۱۶)

جو آدمی اپنا کام اچھے کام سے شروع کرتا ہے اور کام کو ختم بھی کسی اچھے کام سے کرتا ہے تو خدا فرشتے سے کہتا ہے "درمیان کے وقفے کے گناہ مت لکھو"۔(رسولؐ خدا۔از کنزالعمال)

بندے اور خدا کے درمیان اس کے نفس کی بُری خواہشات

بندے اور خدا کے درمیان اس کے نفس کی بُری خواہشات سے زیادہ خطرناک کوئی پردہ نہیں ہے۔نفس کو زیر کرنے کے لئے اس سے بڑا کوئی اسلحہ نہیں ہے کہ انسان دل سے خدا کی طرف متوجہ رہے، خدا کے سامنے گڑگڑائے، روزے رکھے اور رات کو عبادت کے لئے جاگے۔ایسا شخص اگر مرے گا تو شہید مرے گا اور اس کا انجام رضوان اکبر (خدا کی بہت زیادہ خوشنودی حاصل ہونے) پر ہوگا۔ایسے لوگوں کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے (یقیناً خدا ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو ہماری راہ میں جہاد (کوشش) کرتے ہیں۔ہم ان کو ضرور ہدایت کریں گے (کیونکہ) یقیناً خدا نیک لوگوں کا ساتھی ہے۔(قرآن)

خدا کا محبت کرنا اور ساتھی بن جانا ہی رضوان اکبر ہے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از محجۃ البیضاء)

رمضان

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کو صحیح راستہ دکھاتا ہے۔ اس میں ہدایت بھی ہے اور حق اور باطل کو صاف صاف الگ الگ کرنے کی روشن واضح دلیلیں بھی ہیں۔ (قرآن۔ سورۃ بقرہ، ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ گناہوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اسی لئے اس مہینہ کو رمضان نام دیا گیا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

("رمض" کے معنی جلا کر ختم کر دینا۔)

؎ جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغؔ نام نہیں

آسمان کے دروازے رمضان کے مہینے میں پہلی ہی رات سے کھول دیئے جاتے ہیں (اعمال اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے) (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

اگر لوگ جان لیں کہ رمضان کی کیا (برکتیں، فائدے) ہیں تو وہ چاہیں گے کہ سال بھر رمضان ہی کا مہینہ چلتا رہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

دل و جان سے اس مہینے (رمضان میں) کوششیں کرو (خدا کو خوش راضی کر لینے کی) کیونکہ اس مہینے میں رزق تقسیم ہوتا ہے، عمریں بڑھائی جاتی ہیں، روزے داروں کو خدا کا مہمان لکھا جاتا ہے اور شب قدر میں ہر عمل ایک ہزار ماہ تک کئے جانے والے عمل کے برابر ہے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

خدا کی ایسی تعریفیں کرو کہ جسے وہ قبول کر لے اور جس کی وجہ سے خدا تم سے راضی ہو جائے۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے اپنی مہربانی کی وجہ سے اپنے احسانات حاصل کرنے کا ایک راستہ رمضان کے مہینے کو قرار دیا ہے کیونکہ رمضان کا مہینہ اسلام (یعنی خدا کی اطاعت کے ثابت کرنے کا) کا مہینہ ہے۔ گناہوں سے پاک صاف ہونے کا مہینہ ہے۔ خدا کی عبادت و اطاعت میں کھڑے ہو کر نمازیں پڑھنے کا مہینہ ہے۔

(امام زین العابدینؑ ۔ از صحیفہ کاملہ۔ دعا، ۴۴)

رمضان میں تمہاری سانسیں تسبیح ہیں، تمہارا سونا بھی عبادت ہے، تمہارے اعمال قبول ہیں، تمہاری دعائیں منظور ہیں، اس مہینہ کا سب سے افضل عمل خدا کی حرام کی گئی چیزوں سے دور رہنا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں خدا نے روزے فرض کئے ہیں۔ اس مہینہ میں ایک رات کھڑے ہو کر نماز پڑھنا دوسرے مہینوں کی ستر (۷۰) راتوں کی عبادت کے برابر ہے۔ (امام محمد باقر۔ از بحار، ۹۶)

جو رمضان کا مہینہ پالے اور اس میں اس کے گناہ معاف نہ ہوں تو خدا اس کو اپنی رحمت سے دور رکھے گا۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

رمضان کا مہینہ کا اوّل رحمت ہے۔ درمیانی حصہ مغفرت (معافیوں) کا ہے اور آخری جہنم سے آزادی کا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

صحیح معنی میں بدقسمت انسان وہ ہے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اس کے گناہ نہ بخشے جائیں۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

(یعنی جو رمضان میں سچے دل سے شرمندہ ہو کر خدا سے معافیاں نہ مانگے اور اپنی اصلاح نہ کرے وہ واقعتاً بدقسمت بدبخت ہے)

خدا کا پسندیدہ کھیل

خدا کے نزدیک پسندیدہ کھیل تیر چلانا اور گھوڑے دوڑانا ہے۔ (مراد جنگی مشقیں اور جنگی ہنر حاصل کرنا تاکہ قوم اپنا دفاع کر سکے۔) (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ ایک تیر چلانے کے بدلے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ تیر کی لکڑی بنانے والے کو، ہمت بڑھاتے والے کو اور خدا کی راہ میں تیر (بندوق یا بم) چلانے والے کو۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۱)

(بشرطیکہ یہ دفاعی جنگ کے لئے ہو یا اسلامی جنگ ہو جو اسلامی فقہی اصول کے مطابق کی جا رہی ہو)

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

میری امت کی رہبانیت خدا کی راہ میں جہاد کے لئے نکلنا ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۰

میری امت کی رہبانیت مسجدوں میں بیٹھ کر نماز کے وقت کا انتظار کرنا ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۸۳

روح کی حقیقت

کہہ دیجئے کہ روح میرے پالنے والے مالک کے حکم سے (پیدا ہوئی) ہے اور تمہیں اس کا بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے (یعنی اس کی اصل حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے)

(قرآن۔ سورۃ بنی اسرائیل، ۸۵)

روح نازک قسم کا جسم لطیف ہوتی ہے جسے کثیف خاکی جسم پر پہنا دیا گیا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶۱)

(**نوٹ**: اس جسم کو awra یا electro magnetic body کہتے ہیں جو ہمارے خاکی جسم پر لپٹا ہوا ہے۔ اس کو پرانے فلاسفہ جسم مثالی کہتے تھے۔ اب اس جسم کی تصاویر بھی لے لی گئی ہیں۔ اس جسم کا رنگ ہمارے اخلاقی اوصاف کے مطابق ہوتا ہے اور یہ جسم انسان کے مرنے سے تین دن پہلے بالکل کالا ہو جاتا ہے۔ مرنے کے بعد انسان اسی جسم کے ساتھ زندہ رہتا ہے)

''کیونکہ خدا کو علم تھا کہ اگر روحوں کو ان کے بلند مقامات پر رہنے دیا جائے گا تو ان میں سے اکثر اپنی ربوبیت کا دعویٰ کریں گے اور ایک دوسرے سے لڑیں گے۔'' (اس لئے خدا نے ان کو دنیا میں بھیج کر محتاج بنایا تاکہ ان کے دماغ میں بڑائی کا غرور نہ پیدا ہو)

(امام جعفر صادقؑ۔ از کتاب التوحید۔ ص، ۴۰۲)

روحیں جمع کئے ہوئے لشکروں کی طرح رہتی ہیں۔ آپس میں دوستی کرتی ہیں مگر جو ایک دوسرے کو نہیں پہچانتیں وہ دوستی نہیں کرتیں۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

روحوں کی قسمیں

(۱) السابقون یعنی نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے والی روحیں۔ یہی لوگ خدا کے قریب ہیں۔ وہ انبیاء کرامؑ ہیں۔ ان میں پانچ روحیں ہوتی ہیں (۱) روح القدس (پاک روح) (۲) روح ایمان (۳) روح قوت (۴) روح شہوت (خواہشات) (۵) روح بدن۔ روح قدس کے ذریعہ خدا ان کی مدد کرتا ہے اور ان کو علم عطا فرماتا ہے۔

(۲) روح ایمان کی وجہ سے وہ خدا سے ڈرتے ہیں۔

(۳) روح قوت (اختیار) کی وجہ سے وہ خدا کی اطاعت پر قادر ہوتے ہیں۔

(۴) روح شہوت (خواہشات) کے سبب وہ خدا کی اطاعت کو پسند اور نافرمانی کو ناپسند کرتے ہیں۔

(۵) روح بدن کے ذریعہ وہ لوگوں میں گھلتے ملتے ہیں۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد ۱)

انبیاءؑ روح قدس کے ذریعہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز کی حقیقت کو پہچان لیتے ہیں۔ روح قدس کسی قسم کے لہولعب، کھیل تماشے یا بے کار کام کی شکار نہیں ہوتی۔

(امام محمد باقرؑ۔ از اصول کافی۔ جلد ۱)

روح کی حالتیں

روح پر چھ (۶) حالتیں آتی ہیں۔ (۱) علم اس کی زندگی ہے (۲) جہالت اس کی موت ہے (۳) شک روح کی بیماری ہے (۴) یقین اس کی صحت ہے (۵) غفلت روح کی نیند ہے (۶) روح کی بیداری اس کا حافظہ ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۶۱)

نیند کے وقت روح کی حالت

جب انسان سوتا ہے تو روح حیوانی تو اس کے بدن میں باقی رہتی ہے (جس کی وجہ سے وہ زندہ رہتا ہے) مگر روح عقل اس کے باہر چلی جاتی ہے۔

(امام موسیٰ کاظمؑ۔ از بحار۔ جلد ۶۱)

راحت وسکون حاصل کرنے کے طریقے

(۱) اصل راحت خدا کی مرضی پر راضی رہنے میں ہے جبکہ رنج وغم اللہ (کی ذات، قدرت و رحمت) پر شک کرنے اور خدا کی مرضی سے ناراض ہونے میں ہے۔

(۲) پھر راحت و آرام لوگوں سے اپنی تمام توقعات توڑ لینے میں ہے (اور خدا سے تمام توقعات باندھ لینے میں ہے) (امام جعفر صادقؑ ۔از مشکوٰۃ الانوار)

(کیونکہ خدا فرماتا ہے "جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا خود اس کے لئے کافی ہوجاتا ہے۔") (قرآن)

(۳) جس شخص کو پورا یقین ہو کہ جو کچھ خدا نے اس کے لئے لکھ دیا ہے وہ (ضروری کوشش کے بعد) اس کو ملے گا، اس کا دل سکون میں رہتا ہے۔ (یعنی خدا پر مکمل بھروسہ کرنے میں راحت ہی راحت ہے) (حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

(۴) مومن کے لئے حقیقی راحت وسکون صرف اللہ کی ملاقات میں ہے۔ پھر اس کے بعد چار چیزوں میں ہے۔

ا۔ ایسی خاموشی جس میں انسان اپنے دل سے معلوم کرے کہ اس کا قلبی تعلق خدا سے کیسا ہے؟

۲۔ اس طرح اکیلا رہنا کہ تم ظاہری باطنی خرابیوں سے بچ سکو۔

۳۔ ایسی بھوک جس میں بُری خواہشات اور بُرے خیالات کا خاتمہ ہو۔

۴۔ ایسا جاگنا جس میں تم اپنے دل کو پاک کرو اور اپنی روح کا تزکیہ کرو (یعنی دل دماغ کو بُرے خیالات اور خواہشات سے پاک کرو اور خدا کا ذکر وفکر وشکر ادا کرو، یا سمجھ کر قرآن کی تلاوت کرو وغیرہ۔) (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد ۷۲)

(۵) ہم مزاج بیوی بھی سبب راحت ہے۔ (حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

(۶) جو آدمی خود کو چار چیزوں سے روک لے اس کو کبھی ناخوشگواری نہ ہوگی۔

ا۔ جلد بازی

۲۔ جھگڑے، دشمنی

۳۔ خود کو بڑا اور اچھا سمجھنا

۴۔ سستی (حضرت علیؑ ۔ از تحفۃ العقول)

(۷) جس نے خود کو اچھے عمل کرنے پر لگائے رکھا اور اس طرح خدا کو خوش اور راضی کر لیا اس کو سلامتی اور دائمی جنت تک لے جایا گیا۔ (حضرت علیؑ ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۲۲۰)

(۸) امامؑ سے پوچھا گیا آرام کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا بُری خواہشات کے خلاف کام کرنے میں اور انسان کا حقیقی آرام کا پہلا دن وہ ہوتا ہے جب وہ جنت میں پہلا قدم رکھے گا۔

(امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

حدیث قدسی: (خدا نے فرمایا) میں نے آرام کو جنت میں رکھا ہے۔ لوگ اس کو دنیا میں ڈھونڈتے ہیں۔ اسی لئے وہ اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔ (حدیث قدسی۔ از بحار۔ جلد، ۸۱)

محال اور ناممکن چیز کی تمنا نہ کرو۔ دنیا میں مومن کے لئے اصلی راحت اور آرام کا ملنا محال ہے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۸۱)

(قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟)

(غالبؔ)

(یہ اس لئے ہے کہ انسان کو پیدا ہی امتحان لینے کے لئے کیا گیا ہے۔ جو کشمکش، محنت، صبر اور عمل کا نام ہے۔)

ریاضت (نیک عمل کے لئے محنت کرنا)

جو شخص اپنے آپ کو ہمیشہ ریاضت (محنت) میں رکھتا ہے وہی فائدے میں رہتا ہے۔
(حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

(عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے)

(اقبالؔ)

خدا فرماتا ہے کہ ”انسان کے لئے کچھ نہیں ہے سوا اس کے جس کے لئے وہ کوشش کرے۔“ (قرآن)

اپنے دل کو ایسا بناؤ کہ ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جائے (یعنی خدا کی چھوٹی سے چھوٹی نعمت کی بھی قدر کرے)(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ مکتوب، ۴۵)

(اسی کو شکرانہ ذہنیت کہتے ہیں جو ایمان کی حقیقت ہے۔)

شریعت کے احکامات پر پوری طرح عمل کرنا ہی نفس کی اصل ریاضت (محنت) ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(یعنی خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا کرتے رہنا اور حرام کاموں سے بچے رہنا ریاضت ہے۔)

اپنے نفس (دل، دماغ، وجود اور روح) کی خدمت

یہ ہے کہ اسے (حرام اور غیر ضروری) لذتوں سے بچائے رکھو اور اس کی (اعلیٰ محنت) ریاضت یہ ہے کہ (محمدؐ و آل محمدؑ کے) علوم اور حکمتوں کو حاصل کرو۔ نفس کا جہاد یہ ہے کہ خود کو خدا کی اطاعت اور عبادت پر آمادہ کرو۔ اسی میں نفس کی نجات ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

نفس کی ریاضت

یہ ہے کہ صرف بھوک میں کھانا کھاؤ اور جب کھاؤ تو صرف حلال غذا کو خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ انسان پیٹ سے بدتر کسی برتن کو نہیں بھرتا (اس لئے کم یعنی دو تہائی پیٹ بھرو) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۱)

تم اپنے نفس کو (دل دماغ) کو صبر کا عادی بناؤ گے تو گناہوں سے چھٹکارا پالو گے۔

(حضرت خضرؑ۔ از کنز العمال)

(سارے گناہوں سے بچنے کا راز قوتِ صبر کو کام میں لانا ہے۔)

اپنے پیٹ کو بھوکا، اپنے جگر کو پیاسا، اپنے جسم کو کم اور اپنے دلوں کو پاک صاف رکھو گے تو تم ملاءِ اعلیٰ کے (بلند ترین مقام) سے بھی آگے پہنچ جاؤ گے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ تنبیہ الخواطر)

(کیونکہ اس حال میں تم خدا سے غافل نہ ہو گے اور حرام سے بچ سکو گے۔)

زکوٰۃ

یعنی سونے، چاندی، اجناس اور جانوروں کے ذخیروں پر نصاب کے مطابق زکوٰۃ دینا اور سالانہ بچت پر ڈھائی فیصد بطور زکوٰۃ ادا کرنا۔

اے رسول! آپ ان سے مال کی زکوٰۃ (یعنی مال کو پاک کرنے والی چیز) لیں اور اس طرح ان کو گناہوں سے پاک کردیں۔ پھر ان کے لئے اچھی دعا بھی فرمائیں۔

(قرآن۔ سورۃ التوبہ، ۱۰۳)

زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے جو شخص اسے ادا کرے گا وہ پُلِ صراط کو بھی عبور کرلے گا۔ جو زکوٰۃ روکے گا، اس کو پُلِ صراط پر روک لیا جائے گا۔ زکوٰۃ خدا کے غصے کو بجھا دیتی ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

اس امت پر خدا نے جو فرائض مقرر کئے ہیں ان میں سب سے سخت زکوٰۃ کا ادا کرنا ہے۔ اس کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس امت کے بہت سے لوگ ہلاک و برباد ہوں گے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

جو شخص نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (امام علی رضاؑ۔ از بحار، ۹۶)

(نماز خدا کا حق ہے اور زکوٰۃ خدا کے بندوں کا حق ہے۔ جو خدا کے بندوں کا حق ادا نہیں کرتا وہ خدا کا حق بھی ادا نہیں کرسکتا۔)

خدا نے تم پر زکوٰۃ کو اسی طرح واجب کیا ہے جیسے نماز کو واجب کیا ہے۔ اس لئے مسلمانو تم زکوٰۃ ادا کرنا تاکہ تمہاری نماز قبول ہو۔ (رسولؐ خدا۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۶)

زکوٰۃ کو اس لئے واجب کیا کہ زکوٰۃ فقیروں کے لئے غذا کا ذریعہ ہے اور امیروں کے لئے مال کے (بڑھانے اور) حاصل کرنے کا ذریعہ ہے کیونکہ خدا نے تندرست صحتمند آدمیوں کو بیماروں، فقیروں اور مصیبت میں گرفتار لوگوں کی دیکھ بھال کا پابند بنایا ہے۔ نیز مالوں کے ذریعہ تمہارا امتحان لیا ہے، اسی لئے زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے زکوٰۃ ادا کر کے صبر کا جوہر دکھاؤ اور اس طرح اپنے نفس پر قابو پاؤ۔ نیز زکوٰۃ ادا کرنا خدا کی نعمتوں کا (عملاً) شکر ادا کرنا ہے اور مال کے بڑھانے کی آرزو کا پورا ہونا ہے۔ پھر اس میں کمزوروں فقیروں کے لئے ہمدردی اور مہربانی ہے۔ فقیروں سے دلی محبت ہے اور لوگوں کے ساتھ

بھائی چارہ اور فقیروں کی مدد کرنا اور دینی کاموں میں مدد کرنا ہے جو مالداروں کے لئے مجسم نصیحت، بے حد فائدے اور عبرت کا سامان ہے۔ فقیروں کی مدد کر کے امراء اپنی آخرت کے فقر و فاقے کو دور کر سکتے ہیں۔ (امام علی رضاؑ۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد، ۱)

خدا نے تمام انسانوں میں ہر ہزار میں پچیس آدمیوں کو فقیر اور مسکین بنایا ہے۔ (اگر معاشرہ صحتمند ہوتا ہے تو یہی ہوتا ہے) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

خدا نے زکوٰۃ کو فقراء کی غذا (ضروریات) اور دولتمند کے مال کو بڑھانے کے لئے مقرر فرمایا۔ (امام موسیٰ کاظمؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۶)

زکوٰۃ مالداروں کا امتحان اور غریبوں کی مدد ہے۔ اگر سب زکوٰۃ ادا کریں تو کوئی مسلمان محتاج نہ رہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ)

زکوٰۃ کبھی کسی کا مال کم نہیں کرتی بلکہ زکوٰۃ رزق کو بڑھاتی ہے (کیونکہ زکوٰۃ جس خدا نے مقرر فرمائی ہے وہی خدا حقیقی رزق دینے والا ہے) (امام حسنؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

بندہ جس کار خیر (اچھے کام) کا ارادہ کرتا ہے تو خدا اس کے لئے خود آسانی کے راستے کھول دیتا ہے۔ (امام محمد باقرؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۶)

خشکی تری میں جہاں مال برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے زکوٰۃ دے کر اپنا مال محفوظ بنالو۔ (پھر خدا خود تمہارے مال کی حفاظت کرے گا۔)

(امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶۹)

جب لوگ زکوٰۃ دینا بند کر دیں گے تو زمین کی برکت زراعت، پھلوں اور معدنیات سے روک لی جائے گی۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

جو زکوٰۃ کو روکے گا وہ مرتے وقت دنیا میں واپس جانے کی درخواست کرے گا اور کہے گا کہ مجھے پلٹا دے تاکہ میں جا کر اچھے اچھے کام کروں (یعنی زکوٰۃ ادا کروں)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

جب امام مہدیؑ ظہور فرمائیں گے تو زکوٰۃ نہ دینے والے کی گردنیں اڑا دیں گے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

تین قسم کے لوگ بڑے سے بڑے چور ہیں:

۱۔ زکوٰۃ روکنے والا

۲۔ عورتوں کا مہر نہ دینے والا (اس کو حلال سمجھ کر کھا جانے والا)

۳۔ ادا نہ کرنے کی نیت سے قرض لینے والا (امام صادقؑ۔ از بحار۔ ۹۲۶)

خدا کی قسم جو شخص زکوٰۃ دینے میں خیانت کرے گا وہ خدا کے ساتھ خیانت کرے گا۔ اس لئے وہ مشرک ہوگا۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۶)

جو زکوٰۃ کی ایک کوڑی بھی روک لے گا وہ نہ مومن ہے نہ مسلمان۔ نہ اس کی کوئی عزت ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

جو زکوٰۃ کی ایک کوڑی بھی روکے گا اور مرجائے گا، وہ یہودی ہو کر یا عیسائی ہو کر مرے گا۔ (مسلمان کی موت نہ مرے گا۔) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

زکوٰۃ نہ دینے والے کو جہنم کی آگ میں کھینچ لیا جائے گا۔ اس کا مال ایک زہریلے سانپ کی شکل میں ظاہر ہوگا جس کے اندر اتنا زیادہ زہر ہوگا کہ اس کے سر پر بال تک نہ ہوں گے۔ وہ سانپ اس کو اس طرح کاٹ کر کھائے گا جس طرح گاجر مولی کو کھایا جاتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۶)

خدا نے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو اپنے قرب کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس لئے جو شخص شوق سے خوشی خوشی زکوٰۃ ادا کرے گا اس کے لئے یہ زکوٰۃ اس کے گناہوں کا کفارہ اور دوزخ سے بچنے کا سامان ہے۔ جو بے دلی سے زکوٰۃ دیتا ہے وہ رسول کی سنت کو نہیں جانتا۔ اس لئے اجر کے لحاظ سے نقصان اٹھاتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۱۹۹)

اور جن لوگوں کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کے لئے ایک مقرر حصہ ہے۔ (قرآن۔ سورۃ معارج، ۲۴)

یہ حصہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے جو خود انسان اپنے اوپر واجب قرار دے، وہ بھی فرض ادا کرنے کے بعد۔ پھر چاہے وہ حصہ (مراد صدقہ خیرات) روزانہ ادا کرے یا جمعہ کے جمعہ یا ہر ماہ ادا کرے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۶)

(یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں جو خدا کو زیادہ سے زیادہ راضی کر کے بلند ترین درجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔)

زکوٰۃ کے مستحقین

صدقات (مراد زکوٰۃ) فقراء کے لئے ہے۔ (قرآن) فقیر وہ ہے جو لوگوں سے بھیک نہیں مانگتا۔ مسکین وہ ہے جو اس سے بھی بُرے حال میں ہے اور بائس سب سے زیادہ پریشان حال کو کہتے ہیں۔ (امام صادقؑ۔ از وسائل)

زکوٰۃ ان کا حق ہے کہ جن کا نہ حکومت میں کوئی حصہ ہے نہ ان کے پاس کوئی عمارت (گھر) ہے، نہ تجارت کاروبار (کام) ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا نے زکوٰۃ واجب کی ہے تاکہ ان کی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۶)

بشرطیکہ کوششیں اور کام کریں مگر کامیاب نہ ہوں یا وہ جو معذور ہیں۔

ظاہری زکوٰۃ ہر ہزار پر پچیس روپیہ ہے (یعنی سال کے اخراجات کے بعد ہزار روپیہ بچیں تو ۲۵ روپیہ زکوٰۃ ہے) اور باطنی زکوٰۃ یہ ہے کہ اگر تیرا بھائی تجھ سے زیادہ ضرورتمند ہے تو اس کی ضرورتوں کو ترجیح دو اپنی ضرورتوں پر۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از معانی الاخبار و بحار۔ جلد، ۷۴)

اقتدار اور حکومت کی زکوٰۃ عدل کرنا ہے۔ حسن کی زکوٰۃ پاکدامنی ہے۔ فتح کی زکوٰۃ مفتوح کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے اور معاف کردینا ہے۔ دولتمندی کی زکوٰۃ پڑوسیوں ساتھیوں (فقیروں) پر رحم کرنا ہے۔

صحت کی زکوٰۃ خدا کی اطاعت کی کوشش کرنا ہے۔ بہادری کی زکوٰۃ خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ نعمتوں کی زکوٰۃ نیکی کمانا (یعنی دوسروں کو فائدہ پہنچانا) ہے۔ علم کی زکوٰۃ طالبان علم کو علم دینا اور خود (نیک کاموں میں) محنت کرنا ہے۔ علم کی زکوٰۃ علم کی اشاعت ہے۔ عقل کی زکوٰۃ جاہلوں کی ناگوار باتوں کو برداشت کرنا ہے۔ سفارش کرنا عزت و مقام کی زکوٰۃ ہے۔ خدا کے لئے عمل کرنا بدن کی زکوٰۃ ہے۔ جس جس چیز کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی وہ چیز چھننے سے محفوظ ہو جائے گی۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

آنکھ کی زکوٰۃ سبق سیکھنا اور عبرت حاصل کرنا ہے۔ کان کی زکوٰۃ علمی باتوں اور قرآن کا سننا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

روزے رکھنا بدن کی زکوٰۃ ہے۔ جسم کی زکوٰۃ آفتوں میں پڑنا ہے۔ مثلاً کسی کے جسم پر کوئی خراش، زخم کا آنا یا جسم کا زمین پر گرنا، ٹھوکر لگنا، کانٹا چبھنا اور بیمار ہونا، یہ سب جسم کی

زکوٰۃ ہیں۔ نیز بدن کی زکوٰۃ جہاد اور روزے بھی ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

روزہ اس وقت مکمل ہوتا ہے جب فطرہ کی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے جس طرح نماز اس وقت مکمل ہوتی ہے جب محمدؐ وآل محمدؐ پر درود پڑھا جاتا ہے۔ اگر روزہ دار جان بوجھ کر فطرہ نہ دے تو اس کے روزے صحیح نہیں۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد ۶)

تزکیہ (اپنے دل و دماغ کو پاک صاف کرنا)

ہم نے رسول بھیجا ہے تا کہ ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور تم کو پاک کرے۔

(قرآن۔ سورۃ البقرہ، ۱۵۱)

جس نے اپنے نفس (جان) کو (گناہوں سے) پاک رکھا وہ مکمل کامیاب ہوا۔

(قرآن۔ سورۃ الشمس، ۹)

جو شخص خدا کی یکتائی (توحید) کی سمجھ کر دل سے گواہی دیتا ہے اور اس طرح شرک کو دل سے نکال دیتا ہے اور اس بات کی بھی دل سے سمجھ کر گواہی دیتا ہے کہ میں (محمدؐ) اللہ کا (سچا) رسول ہوں، اس کے لئے خدا نے فرمایا ''یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے خود کو (شرک، گناہ اور کفر سے) پاک رکھا'' (قرآن) (جناب رسولِ خدا۔ از تفسیر در منثور۔ جلد ۶)

تزکیے کی ضد

تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ خدا ان سے قیامت کے دن نہ بات کرے گا نہ ان پر رحمت کی نگاہ کرے گا، نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا۔

۱۔ بوڑھا زنا کار۔

۲۔ جابر ظالم بادشاہ۔

۳۔ اکڑنے والا فقیر۔ (جناب رسولِ خدا۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد ۱)

دوسری روایت کے مطابق وہ تین آدمی (۱) زنا کار (۲) بدفعلی کرانے والا (۳) داڑھی سے سفید بال نوچنے والا (تا کہ جوان دکھائی دے) (امام صادقؑ۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد ۱)

تیسری روایت کے مطابق

۱۔ جو کسی امام کی صرف دنیا کی لالچ میں بیعت کرتا ہے۔ امام جب تک اس کو مال دیتا

رہتا ہے وفاداری کرتا ہے، اگر مال نہیں دیتا تو وفاداری نہیں کرتا (یعنی امام کو صرف مال حاصل کرنے کے لئے مانتا ہے۔)

۲۔ جو جھوٹی قسم کھا کر مال بیچتا ہے اور دوسرا اس کی قسم کو مان کر مال خریدتا ہے۔

۳ جس کے پاس صحرا میں پانی ہو مگر مسافروں کو نہ دے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد، ۱)

چوتھی روایت کے مطابق وہ تین (۱) بوڑھا زناکار (۲) بے غیرت انسان (۳) شوہر دار بدکار عورت۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد، ۱)

پانچویں روایت کے مطابق وہ تین آدمی یہ ہیں:

۱۔ جو عالم دین اپنے علم کے بدلے مال طلب کرتا ہے۔

۲۔ جو شبہات کے ذریعہ حرام کو حلال سمجھتا ہے۔

۳۔ جو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

چھٹی روایت کے مطابق:

۱۔ اپنا مال جھوٹی قسموں سے بیچنے والا۔

۲۔ مغرور متکبر جو تکبر کی وجہ سے اپنی چادر زمین پر گھسیٹے۔ (تکبر کا اظہار کرے)

۳۔ جو سامنے محبت کا اظہار کرے مگر اس کا دل نفرتوں سے بھرا ہو۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۵)

نوٹ: یہ سارے بدکار لوگ تزکیے کی ضد ہیں، بدنفس لوگ ہیں۔ ان کی برعکس صفات والے پاک نفس کے لوگ ہیں جن میں یہ برائیاں بالکل نہ ہوں۔ ان برائیوں کو خود سے دور کرنے کی کوشش کرنا تزکیے کا پہلا اہم قدم ہے۔

زناکاری

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یقیناً یہ بڑی ہی بے حیائی کا کام ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔ (قرآن۔ بنی اسرائیل۔ ۳۲)

بُرے راستہ کا مطلب یہ ہے کہ زنا کی وجہ سے انسان سخت ترین عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔ زنا کبیرہ گناہوں میں بہت بڑا گناہ ہے۔ (امام محمد باقرؑ ۔ از بحار۔ ۷۹)

سب سے بڑے گناہ تین ہیں:

۱۔ نبی یا امام کا قتل۔

۲۔ کعبہ کو گرانا۔

۳۔ جو عورت تم پر حرام ہو اس کے ساتھ زنا کاری کرنا (یعنی کنواری عورت سے بغیر نکاح کے مجامعت کرنا یا شوہر دار عورت سے مجامعت کرنا) قیامت کے دن ایسا آدمی سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔ غیرت مند کبھی زنا نہیں کرتا۔ (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔ جلد، ۷۹)

سب سے بڑی زنا کار وہ عورت ہے جو شوہر رکھتے ہوئے غیر کو تاکتی ہے، غیر سے محبت کرتی ہے۔ جب اجنبی شخص اس سے زنا کرتا ہے تو خدا پر حق بن جاتا ہے کہ ان دونوں کو قبر میں عذاب دے کر جہنم میں جلائے۔ (جناب رسولؐ خدا۔از بحار۔ جلد، ۷۶)

جو عورت اجنبی کے ساتھ زنا کر کے اس کی اولاد کو اپنے شوہر کی اولاد بتاتی ہے تو خدا اس سے قیامت کے دن بات تک نہ کرے گا۔ نہ اس کو گناہوں سے پاک کرے گا۔ اس کے لئے دردناک سزا ہوگی۔ (حضرت علیؑ ۔از بحار۔ جلد، ۱۹)

خدا نے زنا کو اس لئے حرام کیا

۱۔ زنا کی وجہ سے قتل ہوتے ہیں۔

۲۔ نسلیں برباد ہو جاتی ہیں۔

۳۔ اولاد کو اچھی تربیت نہیں ملتی۔

۴۔ میراث تباہ ہو جاتی ہے۔ (امام علی رضاؑ ۔از بحار۔ جلد، ۷۹)

زنا کو حرام کیا تا کہ نسب محفوظ ہوں۔ لواطت کو حرام کیا تا کہ اولاد کا سلسلہ جاری رہے۔

(حضرت علیؑ ۔از نہج البلاغہ۔ حکمت ۲۵۲)

زنا کاری کے نتائج

دنیا میں

۱۔ عزت ختم ہو جاتی ہے۔

۲۔ موت جلد آتی ہے۔

۳۔ روزی کٹ جاتی ہے۔

اور آخرت میں

۱۔ سخت ترین بُرا حساب لیا جاتا ہے۔

۲۔ خدا ناراض ہوتا ہے۔

۳۔ ہمیشہ جہنم میں رہنا پڑتا ہے (سوا اس کے کہ خدا سے معافیاں طلب کر کے اپنی اصلاح کرے) (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

چار چیزوں میں سے میں سے ایک چیز بھی جب گھر میں داخل ہوتی ہے تو گھر کو تباہ کر ڈالتی ہے۔

۱۔ خیانت (دوسروں کی امانتوں کو کھا جانا)

۲۔ چوری۔

۳۔ شراب پینا۔

۴۔ زنا کرنا۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ ۷۹)

جب زنا کاری عام ہوگی تو اچانک موتیں ہوں گی اور جب زنا اعلانیہ ہوگا تو زلزلے آنے لگیں گے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار، ۷۹)

آنکھ کا زنا نامحرم عورتوں کو دیکھنا ہے۔ پاؤں کا زنا حرام کام کے لئے چلنا ہے۔ کان کا زنا (حرام آوازوں کو) سننا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جب تک تم آنکھوں کو قابو میں رکھو گے، شرمگاہ زنا نہ کرے گی۔ اگر ہو سکے تو نامحرم عورت کے کپڑے تک نہ دیکھ۔ (حضرت عیسیٰؑ۔ از تنبیہ الخواطر)

پورا جسم زنا میں شریک ہوتا ہے اور پورا جسم لذت اٹھاتا ہے۔ زنا کار کو اس لئے بھی کوڑے مارے جاتے ہیں کہ دوسرے سبق سیکھیں۔ (امام علی رضاؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۹)

جو کسی عورت سے زبردستی زنا کرے گا اس کو قتل کیا جائے گا۔ چاہے وہ شادی شدہ ہو یا کنوارا۔ (امام محمد باقرؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

زنا سے پیدا ہونے والے بچے پر والدین کے گناہ کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

خدا تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں کرتا۔ ان میں ایک دیوث ہے جس کی بیوی کے ساتھ

زنا کیا جائے اور وہ جان بوجھ کر خاموش رہے۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۹)

کسی سے زنا نہ کرو ورنہ تمہاری عورتوں کے ساتھ زنا کیا جائے گا۔

جو کسی مسلمان کی بیوی سے زنا کرے گا اس کی بیوی سے بھی زنا کیا جائے گا۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۹)

زہد

دنیا میں زہد جیسی کوئی عبادت نہیں۔ (یعنی دنیا سے بے رغبتی اور حرام کو بالکل کو چھوڑ دینا زہد ہے)۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۰)

زہد دولتمندی ہے۔ فائدہ مند تجارت ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

زہد تمام نیکیوں کی چابی ہے۔ آخرت کے ثواب کے شوقین کی یہ علامت ہے کہ وہ دنیا کی چمک دمک سے بے پرواہ رہتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۳)

زاہد حلال کو ترک نہیں کرتا۔ جہنم اس کے لئے ہے جو حرام کام کرے (اور پھر اپنی اصلاح بھی نہ کرے) (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

زہد یہ ہے کہ دنیا محبوب نہ رہے۔ فقیر محبوب ہوں۔ خدا نے اسی طرح کا اپنے رسولؐ کو زاہد بنایا ہے۔ (حضرت علیؑ)

زہد دین کی بنیاد ہے (یعنی دنیا کا شوقین نہ ہونا اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا) دین کے لئے سب سے زیادہ مددگار یہ عادت ہے کہ انسان دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے (یعنی دنیا سے بہت زیادہ محبت نہ کرے) (حضرت علیؑ۔ از اصول کافی۔ جلد، ۲)

حقیقی زہد؟ اور زاہد کی پہچان؟

جو چیز تمہارے ہاتھ سے چلی جائے یا کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے تو رنج نہ کرو اور جب خدا تم کو کوئی نعمت دے تو اس پر نہ اتراؤ۔ (قرآن) (یعنی دنیا کی کامیابیوں کو اصل کامیابی نہ سمجھو)

زہد یہ ہے کہ جو چیز ہاتھ سے چلی جائے یا مصیبت آپڑے تو رنج نہ کرو (صبر کرو اور خدا سے دعا کرو) جو پچھلے نقصان پر رنج نہ کرے اور آنے والے فائدہ پر نہ اترائے وہی زاہد ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار، ۷۸)

جو کھوئی ہوئی دولت کا غم نہ کرے اور آنے والے مال کے نفع پر نہ اترائے، اس نے زہد کے دونوں حصے پا لیئے۔ (حضرت علیؑ۔از نہج البلاغہ)

مالک تو مجھے ایسا بنادے کہ دنیا میں اگر تو مجھے کچھ عطا کرے تو اس پر نہ اتراؤں اور جو نعمت روک لے اس پر غم نہ کروں۔ (امام زین العابدینؑ۔از صحیفہ سجادیہ)

(یہ وہی کر سکتا ہے جو دنیا کو زیادہ اہمیت نہ دے اور آخرت اس کا اصل زندگی کا مقصد ہو۔)

زاہد وہ ہے جو کسی نعمت دنیا پر بہت خوش نہ ہو اور جو ہاتھ سے چلی جائے اس پر بہت غم نہ کرے۔

(زاہد کی ضد) ''راغب'' وہ ہوتا ہے جو حلال حرام کا خیال کئے بغیر چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔)

زہد کا حاصلِ مطلب

یہ ہے کہ

۱۔ دنیا کی آرزوؤں کو کم کرو۔

۲۔ خدا کی ہر ہر نعمت کا (دل سے اور عمل سے) شکر ادا کرو۔

۳۔ خدا کی حرام کی ہوئی تمام چیزوں سے ہاتھ روک لو۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

(معلوم ہوا کہ زہد سے مراد ترک دنیا نہیں ہے بلکہ ترک حرام ہے اور آرزوؤں کا کم کرنا ہے۔)

زہد یہ ہے کہ تم یہ سمجھو کہ جو کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے وہ اس کے زیادہ قابل اعتبار ہے جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ (رسولؐ خدا)

کیونکہ جو تمہارے ہاتھ میں ہے وہ چھن سکتا ہے اور ختم ہوسکتا ہے۔ مگر جو خدا کے ہاتھ میں ہے وہ نہ چھن سکتا ہے نہ ختم ہوسکتا ہے۔ غرض زہد حلال کو حرام کرنے کا نام نہیں۔

(ترک حلال۔ زہد نہیں) (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

زاہد وہ ہے جو دنیا کے حرام سے بچا رہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۰)

زہد یہ ہے کہ تم ہر اس چیز کو چھوڑ دو جو تم کو خدا سے غافل کردے۔ نعمت کے چھن جانے

پر افسوس نہ کرو۔ دنیا کے ہاتھ سے چلے جانے کو راحت اور ملنے کو مصیبت سمجھو۔

(امام صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۷۰)

(کیونکہ دنیا کی نعمتوں کے ملنے پر امتحان شروع ہو جاتا ہے)

زہد کی بنیاد یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کی طرف رغبت کی جائے (دنیا سے بے رغبتی کی جائے)۔ (حضرت علیؑ ۔از مستدرک۔جلد،۲)

زہد حاصل کرنے کا طریقہ

(۱) آخرت کی نعمتوں اور عذابوں کو خوب یاد کرو۔ یہ چیز دنیا کو تمہاری نگاہوں میں معمولی اور حقیر بنا دے گی اور موت کو خوب یاد کرو گے تو دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگی۔

(امام محمد باقرؑ ۔از بحار،۷۳)

(۲) جو موت کو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھتا ہے، دنیا کا معاملہ اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

(۳) جو دنیا کے نقص اور خرابیوں کو سمجھ لیتا ہے وہ زاہد بننے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

(۴) دنیا کی مصیبتوں کو جس قدر غور سے دیکھو گے تو از خود دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ گے۔ دنیا کے طلب گار نہ ہو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ صرف تھوڑے سے فائدے پاؤ گے۔

(امام زین العابدینؑ ۔از بحار۔جلد،۷۸)

جو دنیا کو بہت طلب کرتا ہے اس کو موت زیادہ طلب کرتی ہے۔ اس طرح اس کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ (امام موسیٰ کاظمؑ ۔از بحار۔جلد،۷۸)

(۵) فنا اور ختم ہو جانے والی چیز (دنیا) کے زیادہ شوقین نہ ہو۔ دنیا کا فنا ہو جانا ہی اس کے نقصان دہ ثابت ہونے کے لئے کافی ہے۔ (حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

(۶) جو شخص آخرت کی قدر ہی نہیں جانتا وہ دنیا سے کیسے بے رغبتی اختیار کر سکتا ہے؟ جس کی نفسانی بُری خواہشات ختم ہی نہیں ہوتیں، وہ زہد تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟ جس کی دنیا سے محبت اور رغبت کم نہیں ہوتی وہ آخرت کے لئے کیسے عمل کر سکتا ہے؟

(جناب رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۷۷)

(۷) جو دنیا کا اپنا شوق اور محبت کم کرتا ہے خدا اس کے دل میں حکمت کو جما دیتا ہے۔ اس کو دنیا کے عیب، اس کی بیماریاں اور دوائی بتا دیتا ہے پھر اس کو ایمان کے ساتھ دار السلام (جنت) کی طرف لے جاتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

زہد کے فوائد

جو شخص دنیا کی محبت اور شوق کو اپنے دل سے کم کرتا ہے اور اپنی امیدوں اور آرزوؤں کو کم کرتا ہے تو خدا بغیر تعلیم کے اس کو علم عطا کرتا ہے، بغیر اس کے مانگے اس کو ہدایت عطا فرماتا ہے اور اس کے دل کے اندھے پن کو عقل سمجھ اور بصیرت سے بدل دیتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

جب انسان دنیا کی محبت اور شوق کو اپنے دل سے کم کرتا ہے تو پھر نہ دنیا کی ذلتوں سے گھبراتا ہے نہ دنیا کی عزتوں میں دلچسپی لیتا ہے۔ پھر خدا خود اس کو ہدایت کرتا ہے۔ بغیر علم حاصل کئے اس کو علم عطا کرتا ہے۔ اس کے دل میں حکمت کو جما دیتا ہے اور زبان سے حکمت کو جاری کرتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

جب خدا کا نور (علم) دل میں آتا ہے تو دل کھل جاتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ پھر انسان ہر وقت آخرت کی طرف متوجہ رہتا ہے اور موت کا اترنے سے پہلے موت کی تیاری کرتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہیں اور ہم نہیں؟ فرمایا تمہارے نزدیک مال کی کیا اہمیت ہے؟ لوگوں نے کہا بہت زیادہ اہمیت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "میرے نزدیک دینار اور مٹی کے ڈھیلے ایک جیسے ہیں۔" (حضرت عیسیٰ از تنبیہ الخواطر)

(جب دنیا کی اہمیت دل میں کم ہوتی ہے تو آخرت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان خدا کی طرف پورے دل سے متوجہ ہوتا ہے۔ نتیجہ میں خدا کی خاص توجہات کا مرکز بن جاتا ہے جس کی وجہ سے اس میں خدا کی صفات کی جھلک نظر آئے گی۔)

؎ غالب ندیم دست سے آتی ہے بوئے دوست

زہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) آرزوؤں کو کم اور محدود کر کے موت کو (آسان) نزدیک

اور پسندیدہ بنا کر دنیوی تمناؤں کو دور کرتا ہے۔ جسے زہد نصیب ہو وہ دنیا کے لئے صرف (حلال) کوششیں کرتا ہے اور جسے زہد نصیب نہیں ہوتا وہ (دنیا کے پیچھے بھاگ بھاگ کر) تھک کر ہار جاتا ہے۔ (حضرت علیؑ از بحار۔ جلد ۷۰)

علم وہ راستہ بتاتا ہے جس پر چلنے کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور زہد اس راستے پر چلنے کو آسان بناتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

دنیا میں کم دلچسپی لوگے تو خدا خود تم کو دنیا کے عیب دکھادے گا۔ اگر تم دنیا میں خدا سے غفلت برتو گے (دنیا کی سخت رغبت کی وجہ سے) تو تم سے بھی غفلت برتی جائے گی (اس لئے بجائے دنیا کے خدا کی طرف رغبت محبت اور پوری توجہ اختیار کرو) (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۰)

اگر زہد اختیار کرو گے تو بدبختی اور تباہی سے نجات پاؤ گے اور جنت کے ہمیشہ رہنے والے گھر حاصل کرلو گے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

زہد اس لئے اختیار کیا گیا تاکہ دل آخرت کے لئے خالی رہے۔ (دل میں اگر بے حد دنیا کی محبت بھر جائے گی تو آخرت کے لئے جگہ کہاں رہے گی؟)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۰)

زاہد دنیا میں بھی کامیاب ہے اور آخرت میں ثواب کا (بڑا) حصہ پاتا ہے۔ (دنیا میں وہ دنیا کی بے رغبتی کی وجہ سے پُرسکون رہتا ہے۔) (رسولؐ خدا۔ از شرح ابن ابی الحدید)

جب تک تم زہد اختیار نہ کرو گے تمہارے دلوں پر ایمان کی مٹھاس چکھنا حرام رہے گا۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۳)

جو زہد اختیار کرتا ہے اس کی دنیا کی زندگی آسان ہوجاتی ہے۔ مصیبتیں ہلکی ہوجاتی ہیں۔ بے پناہ راحت پاتا ہے۔ کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ حکمت پھل لاتی ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

سب سے بڑا زاہد

وہ ہے جو حرام سے بچا رہے۔ حرام کی طرف توجہ ہی نہ دے اور جو کچھ خدا نے دیا ہے اس پر راضی رہے گا تو سب سے بڑا زاہد بن جائے گا۔ (امام زین العابدینؑ۔ بحار ۷۸)

جو شخص بلاؤں پر بے حد صبر کرے گا (یعنی خدا پر اعتراض نہ کرے گا) وہ سب سے بڑا

زاہد ہوگا۔ (امام موسیٰ کاظمؑ ۔از بحار۔ جلد، ۷۸)

جو قبرستان جانا نہ بھولے گا۔ دنیا کی ضرورت سے زیادہ زینت کو چھوڑ دے گا۔ ہمیشہ باقی رہنے والی چیزوں کو دنیا کی فانی چیزوں پر ترجیح دے گا۔ وہ بڑا زاہد ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

اگر خود کو دنیا سے دور رکھو گے تو یہ بات تمہاری عزت کا سبب ہوگی۔ اگر دنیا سے دور نہ رہو گے تو تم اپنی آرزوؤں کو کبھی پورا نہ کر سکو گے۔ اس لئے دنیا کی طلب میں نرمی، کمی اور روزی کمانے میں درمیانی راہ اختیار کرو۔ (نہ بے حد محنت کرو نہ سستی)

(حضرت علیؑ ۔از بحار۔ ۷۷)

دنیا سے بے پرواہی اس کی لکھی ہوئی روزی کو کم نہیں کرتی اور حریص کی حرص، اس کی روزی کو نہیں بڑھاتی مگر حریص آخرت کے حصے سے محروم رہتا ہے۔

(حضرت علیؑ ۔از بحار۔ جلد، ۷۳)

(تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگئ داماں بھی تھا
کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں
محفل گداز گرئ محفل نہ کر قبول) (اقبالؒ)

اگر دنیا کو تھوڑا سا بھی پہچان لو گے تو اس کی طرف رغبت نہ کرو گے۔

(حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

شادی کرنا

خدا کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے سکون پاؤ۔ (قرآن۔ سورۃ روم، ۳۱)

بے شوہر عورتوں اور کنوارے مردوں، اپنے غلاموں لونڈیوں میں جن میں صلاحیت ہو، ان کا نکاح کر دیا کرو۔ (قرآن۔ سورۃ توبہ، ۳۲)

جو شخص اللہ کو خوش کرنے کے لئے نکاح کرتا ہے یا نکاح کراتا ہے، وہ خدا کی ولایت (سرپرستی) کا مستحق بن جاتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از محجۃ البیضاء۔ جلد، ۳)

نکاح کرنا میری سنت ہے اور جو اس سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے نہیں (یعنی اس سے میرا کوئی تعلق نہیں) (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۱۰۳)

جو میری سنت پر چلنے سے محبت کرتا ہے اس کو شادی کرنا چاہئے اس لئے کہ شادی کرنا میری سنت (طریقہ زندگی) ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۱۰)

جو نوجوانی میں شادی کر لیتا ہے شیطان چیخ اٹھتا ہے کہ "ہائے افسوس! اس نے مجھ سے اپنا دین بچالیا۔" (رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

جب مسلمان شادی کرتا ہے تو اپنا آدھا دین مکمل کر لیتا ہے۔ اب اسے باقی آدھے حصے کے بارے میں خدا سے ڈرنا چاہئے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

(یعنی حرام سے بچنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس کا آدھا دین محفوظ ہو جاتا ہے۔)

شادی شدہ کی نماز کنوارے کی ۷۰ رکعتوں سے افضل ہے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد،۱۰۳)

(یعنی جس قدر یکسوئی سے شادہ شدہ نماز پڑھے گا اس قدر اس کی نماز وزنی ہوگی۔)

سویا ہوا شادی شدہ کنوارے روزہ دار نمازی سے افضل ہے۔ کیونکہ شادی شدہ سوتے جاگتے شیطان سے بڑی حد تک محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی فطری ضرورتیں پوری ہو چکی ہوتی ہیں۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۱۰۳)

اگر شادی نہ کرنے میں کوئی فضیلت ہوتی تو جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اس فضیلت کی سب سے زیادہ حقدار تھیں کیونکہ کوئی شخص فضیلت میں ان سے بڑھا ہوا نہیں ہے۔ اسی طرح مردوں میں جناب رسولؐ خدا سب سے افضل ہیں جنہوں نے کئی شادیاں کیں۔

(امام علی رضاؑ ۔ از بحار۔ جلد،۱۰۳)

اگر روزی وسیع ہے تو شادی کر لو ورنہ گناہگاروں میں شمار ہو گے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۱۰۳)

جو کسی کنوارے کی شادی کرانے والوں میں شامل ہوگا خدا قیامت کے دن اس پر رحمت کی نظر فرمائے گا۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد،۷)

جو شخص کسی مومن کی شادی ایسی عورت سے کرادے جس کو وہ چاہتا ہوتا کہ شوہر کو آرام

ملے اور عورت کو قوت بازو مل جائے گا تو ایسے (مددگار) کی شادی خدا حور سے کرائے گا اور جس صدیق سے وہ چاہے گا اس کو اس کے ساتھ مانوس کر دے گا، جو رسول کے اہلبیتؑ میں سے ہوگا۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

تین قسم کے لوگ خدا کے سائے میں ہوں گے جس دن کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

۱۔ جس نے کسی مسلمان کی شادی کرائی ہوگی۔

۲۔ کسی مسلمان کی خدمت کی ہوگی۔

۳۔ جس نے اپنے مسلمان بھائی کا راز چھپایا ہوگا۔ (امام موسیٰ کاظمؑ۔ از بحار، ۷۵)

سب سے افضل سفارش نکاح کے بارے میں کی جانے والی سفارش ہے تاکہ دونوں اکٹھے ہو جائیں۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۱۰۳)

نوجوان کنواری لڑکیاں درختوں کے پھلوں کی طرح ہیں

کہ جب پھل پک جائے تو اس کا علاج صرف اس کا چن لینا ہے ورنہ سورج اس کو خراب کر دے گا۔ اسی طرح جب لڑکیاں جوان ہو جائیں تو ان کا علاج ان کے شوہر ہوتے ہیں ورنہ ان کو خراب ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

(خدا کا پیغام رسولؐ خدا کو۔ از بحار۔ جلد، ۱۶۔ بروایت امام علی رضاؑ)

جو شخص کسی عورت سے مال یا جمال کی وجہ سے شادی کرے گا

تو ذلت کے سوا کچھ نہ پائے گا اور خدا اس کو اس کے سپرد کر دے گا۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۱۰۳)

دیندار نیک عورتوں سے نکاح کرو، مالدار بن جاؤ گے۔

(امام محمد باقرؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۴)

جو شخص کسی عورت سے اس کے دین اور حسن و جمال کی وجہ سے شادی کرے گا تو وہ شادی اس کی ضرورت کو پورا کر دے گی۔ (رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

عورت سے چار خوبیوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے:

۱۔ مال

۲۔ دین وایمان

۳۔ حسن وجمال

۴۔ اچھانسب

مگر تم ان سے شادی کرو جو دیندار نیک ہوں۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

عورت کا مہر خدا نے اس لئے معین کیا ہے کہ (اکثر) عورتیں کاروبار وتجارت نہیں کر پاتیں (بچے پالنے کی وجہ سے)۔ (امام علی رضاؑ۔ تفسیر نور الثقلین۔ جلد ۱)

عورت کا منحوس ہونا اس کے مہر کے بہت زیادہ ہونے اور شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۶)

میری امت کی افضل ترین عورتیں وہ ہیں کہ جن کے چہرے خوبصورت اور مہر کم ہوں۔ بہترین مرد وہ ہے جس کا دین زیادہ آسان ہو۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال و بحار۔ جلد ۱۰۳)

عورت کی کوئی چیز برابری نہیں کرسکتی

نیک عورت کی برابری نہ سونا کرسکتا ہے نہ چاندی کیونکہ وہ سونے سے کئی گنا بہتر اور مفید ہوتی ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد ۱۴)

اچھے مردوں سے اچھی نیک عورتوں کا نکاح کرو۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

کوئی آدمی تمہارے پاس آئے اور تم سے تمہاری بیٹی مانگے اور تم اس کا دین اور اخلاق پسند کرتے ہو تو اس کی شادی کردو۔ (حضرت امام علی رضاؑ۔ از بحار۔ جلد ۳)

خدا فرماتا ہے کہ ”اگر وہ فقیر ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل وکرم سے غنی کردے گا۔“

(قرآن)

شادی کسی نیک متقی شخص سے کرو۔ اگر وہ تمہاری بیٹی بہن سے محبت کرے گا تو اس کی عزت کرے گا اور اگر محبت نہ کرے گا تو دشمنی میں اس پر ظلم بہرحال نہ کرے گا۔

(امام حسنؑ۔ از مکارم الاخلاق)

شراب خور کو رشتہ نہ دو ورنہ تم اس کی بیوی کو زنا کی طرف بھیجو گے۔

(فقہ الرضاؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۹۔ امام علی رضاؑ)

تنگ مزاجوں کی لڑکیوں سے خود شادی کرو مگر اس کو اپنی لڑکی نہ دو کیونکہ عورت مرد کے

طریقے اپناتی ہے۔ (امام جعفر صادق۔ از بحار۔۱۰۳)

خوبصورت عورت جو گندے ماحول میں پیدا ہو یا پلی ہو اور احمق عورت سے شادی نہ کرو کیونکہ ان کے ساتھ رہنا بے حد نقصان ہے اور اولاد بے کار پیدا ہوگی۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۱۰۳)

عورتیں تین طرح کی ہوتی ہیں

۱۔ اولاد دینے والی اور شوہر کا دین و دنیا کے کاموں میں ہاتھ بٹانے والی۔

۲۔ بانجھ بدصورت جو شوہر کا ساتھ نہیں دیتی۔

۳۔ بداخلاق، عیب ڈھونڈنے والی، زیادہ کو کم سمجھنے والی۔

آخری دونوں قسم کی عورتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ (امام رضاؑ۔ از فقہ الرضا و بحار۔ جلد،۱۰۳)

شوہر کے حقوق بیوی پر

عورت کے لئے شوہر کی رضامندی سے بڑھ کر کوئی شفیع مددگار نہیں۔ حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کی شادی پر فرمایا تھا کہ "مالک! میں تیرے نبیؐ کی بیٹی سے راضی ہوں۔ اب وہ اکیلی ہے۔ اس لئے تو اس کا مونس و مددگار بن۔" جس عورت سے اس کا شوہر ناراض ہو، اس کے لئے عذاب ہے اور اگر راضی ہے تو خوشخبریاں ہیں۔" (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد،۱۰۳)

اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ غیر خدا کو سجدہ کرو تو بیوی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

(رسولؐ خدا۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد،۱۴)

۱۔ عورت پر ضروری ہے کہ خود کو ہر قسم کی گندگی سے بچائے رکھے تاکہ شوہر کو اس پر پورا بھروسہ ہو جائے۔

۲۔ شوہر پر لازم ہے کہ بیوی کا پورا خیال رکھے۔ غلطی کرے تو اس پر مہربانی کرے۔

۳۔ عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے ساتھ عشق و محبت کا اظہار کرے اور اس کے سامنے بن سنور کر آیا کرے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۸)

شوہر پر بیوی کے حقوق

جب تک عورت کھلم کھلا بدکاری نہ کرے جو ظاہر بھی ہو جائے، اس کو طلاق نہ دو۔
(جبرئیل کی تاکید جناب رسولؐ خدا کو۔ بقول جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

شوہر پر لازم ہے کہ عورت کو کھلائے، پلائے، پہنائے اور اس کو بُرا بھلا نہ کہے (اس کی عزت کرے) (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

عورت کی عزت کرو وہ خدا کی نعمت ہے۔ اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ اس کا حق ہے کہ اس پر رحم کرو۔ خدا نے اس کو تمہارے سکون، انس اور محبت کے لئے پیدا کیا ہے۔ (امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۴)

بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جس قدر ممکن ہو اس کو عام ضروریات و آسائشات فراہم کرو اور اس کی حفاظت کرو عزت کے ساتھ۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد ۷۸)

مرد کا عورت سے یہ کہنا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، اس کے دل سے کبھی نہیں زائل ہوتا۔ نیز مرد پر ضروری ہے کہ عورت کو اچھی طرح کھلائے، پہنائے اور اگر وہ غلطی کرے تو اس کو معاف کردے۔ ہر وقت گرفت نہ کرے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد ۱۴)

مرد کا بن سنور کر رہنا عورتوں کی پاکدامنی کو بڑھاتا ہے۔ عورتیں پاکدامنی اس لئے بھی چھوڑ دیتی ہیں کہ مرد بن سنور کر نہیں رہتے۔ کیا تم عورت کو بلا بنے سنورے دیکھنا پسند کرو گے؟ (نہیں۔ اس لئے تم خود بھی بنے سنورے رہو) (امام صادقؑ ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد ۱۴)

مرد پر لازم ہے کہ عورت کے ساتھ موافقت کرے۔ اس سے محبت کرے اور اس کو اپنی طرف کھینچے۔ اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ اس کا دل جیتنے کے لئے بن سنور کر رہے۔ اس کی آنکھوں میں جچے اور بیوی کو وسعت کے ساتھ سامان فراہم کرے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔ از تحف العقول)

جو عورت گھر کو سجاتی بناتی ہے، خدا اس پر رحمت کی نظر فرماتا ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا اور اس کی خدمت میں کوشش کرنا ہے۔

(امام موسیٰ کاظمؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد ۱۴)

جو عورت سات دن شوہر کی خدمت کرتی ہے، خدا اس پر جہنم کے سات دروازے بند اور جنت کے سات دروازے کھولتا ہے۔ جو عورت ایک مرتبہ شوہر کو پانی پلاتی ہے، یہ عمل اس کے لئے سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ (امام محمد باقرؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد،۱۴)

اگر شوہر بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اس کو بھی یہی اجر ملتا ہے۔ اپنے گھر والوں کی خدمت یا تو صدیق کرتا ہے یا شہید یا پھر وہ کرتا ہے جس کی بھلائی خدا چاہتا ہے دنیا اور آخرت میں۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۱۰۴)

دو قسم کے کمزور کے بارے میں خدا سے ڈرو۔

۱۔ یتیم

۲۔ عورت

تم میں سب سے اچھا اور افضل وہ ہے جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۷۹)

جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے خدا اس کی عمر بڑھاتا ہے۔

(امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۱۰۳)

شوہر کا اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھنا خدا کو اس اعتکاف سے زیادہ پسند ہے جو میری مسجد میں ادا کیا جائے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

مرد کو اس لقمہ کا بھی اجر ملتا ہے جو وہ بیوی کو کھلاتا ہے۔ (رسولؐ خدا)

ملعون، ملعون ہے وہ عورت جو شوہر کو تکلیف دے اور خوش قسمت ہے وہ عورت جو شوہر کی عزت کرے اور ہر حال میں اس کی اطاعت کرے اور اس کو کبھی تکلیف نہ دے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۱۰۳)

جو عورت اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے، خدا اس کی نماز یا کسی اچھے عمل کو قبول نہیں کرتا، جب تک وہ شوہر کے ساتھ تعاون نہ کرے اور اس کو خوش نہ کرے۔ اگر وہ عورت زندگی بھر روزے رکھے پھر بھی خدا اس سے راضی نہ ہوگا۔ اسی طرح جو شخص اپنی بیوی کو ستاتا ہے، اس پر ظلم کرتا ہے، اس کا گناہ بھی (سرکش بیوی) جیسا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد،۱۴)

خدا اور اس کا رسول اس شخص سے بیزار اور الگ ہے جو اپنی بیوی کو اتنا ستاتا ہے کہ بیوی

مجبوراً خلع لے لے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۶)

مجھے اس پر تعجب ہے جو اپنی بیوی کو مارتا ہے۔ ایسا شخص تو خود مارے جانے کا مستحق ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

عورت کے بُرے اخلاق پر صبر کرنے والے

کو خدا اس صبر پر وہی ثواب عطا فرماتا ہے جو خدا نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی بلاؤں پر صبر کرنے میں عطا کیا تھا اور ایسی عورت کو صحرا کے ریت کے ذرّوں کی برابر گناہ ہوگا، وہ بھی ہر رات۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۶)

تقویٰ کے بعد مومن کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والی چیز نیک بیوی ہے۔ وہ دنیا کی سب سے اچھی دولت ہے اور انسان کے لئے خوش قسمتی ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال اور وسائل الشیعہ۔ جلد ۱۴)

نیک بیوی سے جو فائدہ ملتا ہے وہ کسی چیز سے نہیں ملتا۔ نیک بیوی وہ ہے کہ شوہر جب اسے دیکھے، خوش ہو اور شوہر کی غیر موجودگی میں وہ خود کی اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔

(امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ ۱۰۳)

بدترین چیز بُری بیوی ہے جو مومن کا غالب ترین دشمن ہوتی ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۶۳)

جو شخص حرام کاموں میں بیوی کی اطاعت کرے گا، خدا اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔ مثلاً بیوی کہے کہ مجھے باریک کپڑے دو (جس میں جسم نظر آئے تاکہ لوگ اسے دیکھیں۔)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

مومن خدا کے طریقوں کو اپناتا ہے اس لئے جب خدا اس کو وسیع رزق دیتا ہے تو وہ اپنی بیوی بچوں پر دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔ جب خدا روزی تنگ کر دیتا ہے تو مومن ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۷)

جو بازار سے کوئی تحفہ بیوی بچوں کے لئے اٹھا کر لائے وہ ایسا ہے جو ضرورتمندوں کی طرف صدقہ اٹھا کر لے جاتا ہے۔ تحفے لڑکوں سے پہلے بیٹیوں کو دے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۱۰۴)

خدا کا یہ فرمانا کہ ''جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان سے نکاح کرو۔ دو دو تین تین چار چار نکاح کرو۔'' (قرآن۔سورۃ النساء۔۳) اس آیت میں عدل کرنے کا جو حکم دیا ہے وہ نان نفقہ (یعنی ضروریات زندگی کے) دینے میں سب کے ساتھ انصاف کرو۔ دوسری آیت میں جو خدا نے یہ فرمایا کہ ''تم چاروں میں انصاف نہ کرو گے'' (قرآن) یعنی تم سب کو برابر محبت نہ دے سکو گے کیونکہ محبت کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے کوئی محبت کے بارے میں انصاف نہیں کرسکتا۔ (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۱۰)

جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اپنی ذات (توجہات) اور مال میں انصاف نہ کرے تو وہ خدا کے سامنے اس طرح پیش ہوگا کہ اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے اور پھر جہنم میں جائے گا۔ (رسولؐ خدا۔از وسائل الشیعہ۔)

شادی کی پہلی دعوت حق ہوتی ہے۔ دوسری دعوت معمول کے مطابق ہوتی ہے اور تیسری دعوت صرف شہرت کے لئے ہوتی ہے۔ (رسولؐ خدا۔از کنز العمال)

نکاح کا اعلان کرو اور اس کو مسجد میں کرو۔ نکاح کا اعلان کرو اور پیام دینے کو چھپا کر انجام دو۔ (رسولؐ خدا۔از کنز العمال)

اللہ کو خوش کرنے کے لئے مومنین سے ملنا جلنا

خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے خدا کی اطاعت کرنے والے مومنین کی زیارت کرو (ملاقاتیں کرو) اللہ کے دشمنوں سے دور رہو مگر خدا کے دوستوں کے ساتھ میل جول رکھو۔ (حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

جو شخص بلا کسی دنیوی ضرورت کے کسی مومن سے جا کر ملتا ہے اس کو خدا کی زیارت کرنے والوں میں لکھا جائے گا اور اس کا اللہ پر حق ہے کہ وہ اپنے زائر کی عزت کرے۔

(رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۷۷)

جو کسی مومن سے صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے جا کر ملتا ہے تو خدا کہتا ہے ''تو میرا مہمان ہے، میرا زائر ہے، تیری میزبانی میرے ذمہ ہے کیونکہ تو ایک مومن سے محبت کرتا ہے اس لئے میں نے تیرے لئے جنت واجب کردی۔'' (رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۷۴)

ایک دوسرے سے خدا کی خوشی حاصل کرنے کے لئے ملنے جلنے اور ایک دوسرے کی

زیارت کرنے سے دل زندہ (خوش) ہوتے ہیں کیونکہ اس طرح ہمارا (محمدؐ و آلِ محمدؐ کا) ذکر ہوتا ہے۔ اگر تم ہماری باتوں کو یاد کرلو گے تو ہدایت اور نجات پاؤ گے اور اگر ہماری باتوں کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو گے اور تباہ ہو گے۔ اس لئے اگر تم ہماری حدیثوں کو یاد رکھو گے تو میں خود تمہاری نجات کا ضامن ہوں۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از کافی ۔ جلد ۲)

ایک دوسرے کی زیارت (ملاقات) کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔ دل آباد ہوتے ہیں۔ ہماری باتیں زندہ ہوتی ہیں۔ (حضرت علیؑ ۔ از کافی ۔ جلد ۲) مگر زیادہ ملاقات سے دل تنگ ہو جاتا ہے اور خوشی میں کمی ہو جاتی ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از غرر)

(مومنین سے ملاقات ضرور کی جائے مگر مختصر۔ قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا)

رسول ﷺ خدا اور ائمہ اہلبیتؑ علیہم السلام کی زیارت

جو شخص میری زیارت کے لئے (مدینہ) آئے گا، میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور جو زمین کے کسی حصہ سے بھی مجھ پر سلام بھیجے گا، سلام مجھ تک پہنچے گا اور جو میری قبر پر آ کر مجھے سلام کرے گا، میں خود اس کو سنوں گا۔ (رسولؐ خدا ۔ از بحار ۔ جلد ۱۰۰)

جو میری وفات کے بعد میری زیارت کرے یا تمہارے باپ (حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ) اور بھائی (امام حسنؑ حسینؑ) کی زیارت کرے، میں خود قیامت کے دن اس کی زیارت کروں گا اور اس کو اس کے گناہوں سے بچاؤں گا۔

(رسولؐ خدا ۔ بروایت امام حسنؑ ۔ از بحار ۔ جلد ۱۰۰)

ہر امام کا شیعوں کی گردن پر ایک عہد ہوتا ہے جو اس وقت پورا ہوتا ہے جب شیعہ اماموں کی زیارت کرتا ہے۔ اس لئے کہ ہماری محبت کے شوق میں ہماری قبروں کی زیارت کرے اور ہماری امامت کی دل سے تصدیق کرتا ہو تو ہم قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے (کیونکہ اس کا عہد کیا گیا ہے) (امام علی رضاؑ ۔ از بحار ۱۰۰)

جو ہماری وفات کے بعد ہماری قبروں کی زیارت کرتا ہے وہ گویا ہماری زندگی ہی میں ہماری زیارت کر رہا ہوتا ہے۔ (امام صادقؑ ۔ از بحار ۔ جلد ۱۰۰)

اگر تم حضرت علیؑ کی زیارت کا ارادہ کرو گے تو گویا تم حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ اور حضرت علیؑ کے جسموں کی زیارت کر رہے ہو۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار ۔ جلد ۱۰۰)

(کیونکہ حضرت علی علیہ السلام کے ایک طرف حضرت آدم علیہ السلام اور دوسری طرف حضرت نوح علیہ السلام دفن ہیں۔)

کوفے کی جانب ایک قبر ہے جو غمزدہ وہاں جا کر چار رکعت نماز پڑھتا ہے، خدا اس کی حاجتیں پوری کر کے اس کو خوش کرتا ہے۔ (مراد حضرت علی علیہ السلام کی نجف جا کر زیارت کرنا ہے۔) (امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد ۱۰۰)

اے فاطمہؑ جو تم پر صلوٰۃ پڑھے گا اللہ اس کے گناہ معاف کر دے گا اور جنت میں میرے ساتھ اس کو ملا دے گا۔ (رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد ۱۰۰)

میری قبر اور ممبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور جنت کی نہروں میں سے ایک نہر ہے۔ (کیونکہ جناب فاطمہؑ کی قبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممبر اور قبر کے درمیان واقع ہے۔) (جناب رسولؐ خدا۔از امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔۱۰۰)

جو جنت البقیع جا کر امام حسن علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرے گا اس کے قدم پلِ صراط پر جمے رہیں گے جبکہ لوگوں کے قدم پھسل پھسل رہے ہوں گے۔ امام حسین علیہ السلام خود ہر جمعہ کی رات امام حسن علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرتے تھے۔ (امام محمد باقرؑ۔از بحار۔۱۰۰)

جو شخص امام حسین علیہ السلام کے حق (مقام) کو جانتے ہوئے ان کے قبر کی زیارت کرے گا، خدا اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج اور عمروں کا جو قبول ہوں، ثواب لکھے گا اور اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کرے گا۔ (امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد ۱۰۰)

جو زندگی بھر امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے (جبکہ کر سکتا ہو) تو وہ ناقص دین و ایمان پر مرے گا۔ وہ جنت میں بھی کم درجہ پائے گا۔ (امام صادقؑ۔از بحار۔جلد ۱۰۰)

خدا عرفات والوں پر اپنی تجلی ڈالنے سے پہلے قبر حسینؑ کے زائرین پر اپنی تجلی ڈالتا ہے اور ان کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد ۱۰۱۔ص ۴۷)

جو شخص ہماری زیارت کرے گا، اس کے گناہ معاف ہوں گے اور فقیر ہو کر نہ مرے گا۔ وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے رسولؐ خدا کی زیارت کی۔ (امام جعفر صادقؑ۔از وسائل الشیعہ۔جلد ۱۰)

جو امام موسیٰ کاظمؑ کی زیارت کرے گا، اس کے لئے جنت ہے۔ بغداد میں ایک پاک شخص کی قبر ہے (مراد امام موسیٰ کاظمؑ) جسے خدائے رحمٰن نے محفوظ جگہ چھپا رکھا ہے۔ ایک قبر

طوس میں ہے۔ ہائے مصیبت دل سے بار بار آہیں نکلتی ہیں (اس کی غربت و مصیبت پر)
(امام رضاؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۲)

امام علی رضا علیہ السلام کی قبر کی زیارت

عنقریب خراسان کی زمین پر میرا ایک ٹکڑا دفن کیا جائے گا۔ جو مومن اس کی زیارت کے لئے آئے گا، خدا جنت اس پر واجب کردے گا اور جہنم اس پر حرام کردے گا۔ وہ زہر سے شہید کیا جائے گا۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۱۰۲)

طوس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک زمین کا ٹکڑا ہے جو جنت سے اٹھا کر لیا گیا ہے جو اس میں آجائے گا جہنم سے محفوظ رہے گا۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۲)

میرا فرزند (علی رضاؑ) ظلم کے ساتھ شہید کیا جائے گا۔ طوس میں ہارون کے پہلو میں دفن ہوگا۔ جو اس کی زیارت کرے گا، گویا رسولؐ خدا کی زیارت کی۔ (امام موسیٰ کاظمؑ۔ از بحار ۱۰۲)

جو دور سے آکر میری زیارت کرے گا، میں قیامت کے دن تین جگہ اس کے پاس آؤں گا اور اس کو سخت خطروں سے بچاؤں گا۔

۱۔ جب نامہ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیئے جارہے ہوں گے۔

۲۔ پُلِ صراط پر۔ ۳۔ عمل کے تلتے وقت۔

امام حسین علیہ السلام کی زیارت سب پر مقدم ہے۔ سب کی جامع ہے اور سب سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ (امام حسن عسکریؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد ۱۰)

جو معصومہ قم کی زیارت کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۲)

حضرت شاہ عبدالعظیم کی زیارت (جو تہران کے قریب ہے) کرے تو یہ عمل امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا ثواب رکھتا ہے۔ (امام حسن عسکریؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۲)

جو شخص ہم (محمدؐ و آل محمدؐ) کی قبروں کی زیارت نہیں کرسکتا، اس کو چاہیئے کہ وہ ہمارے نیک بھائیوں (باعمل مومنین) کی قبروں کی زیارت کرے۔ ہمارے (زندہ) صالح دوستوں سے ملاقات کرے۔ اس کے لئے اس میں ہماری زیارت کا ثواب ہوگا۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۴)

اپنے مردوں کی قبروں کی زیارت کرو وہ تمہاری زیارت کرنے سے خوش ہوتے ہیں۔ اپنے ماں باپ کی قبروں کے پاس جا کر پہلے ان کے لئے دعائے مغفرت کے بعد اپنی حاجتیں خدا سے طلب کرو۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰)

تمہاری دعائیں تلاوتیں مرنے والے کو ایسے ہی مل جاتی ہیں جیسے تم کو اپنے کسی دوست کا تحفہ مل جاتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۲)

جو قبرستان سے گزرے اور یہ دعا پڑھے السلام علی اهل لا اله الا اللّٰه یا اهل لا اله الا اللّٰه کیف وجدتم کلمة لا اله الا اللّٰه یا لا اله الا اللّٰه بحق لا اله الا اللّٰه واحشرنا فی زمرة من قال لا اله الا اللّٰه جو یہ دعا پڑھے گا اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۹۳)

ذمہ داری اور جوابدہی

ہر شخص ذمہ دار ہے خاص کر اپنی رعیت (ماتحت) لوگوں کا۔ جو لوگوں کا امیر ہے وہ پوری رعیت کا ذمہ دار ہے اور جوابدہ ہے۔ عورت سے اس کے شوہر اور اولاد کے بارے میں سوال ہوگا (کہ ان کا حق ادا کیا یا نہ ادا کیا) اور مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار اور جوابدہ ہے (کہ ان کا پورا حق ادا کرے۔) (جناب رسولؐ خدا۔ از صحیح مسلم۔ جلد ۳)

خدا ہر چیز کے بارے میں سوال کرے گا جس کا باپ کو ذمہ دار بنایا گیا ہے کہ تم نے اس کی حفاظت کی؟ (صحیح جائز طریقے سے استعمال کیا؟) یا اسے ضائع کیا (یعنی غلط یا حرام جگہ استعمال کیا؟) یہاں تک کہ ہر انسان سے اس کے گھر والوں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا (کہ ان کا حق ادا کیا یا نہیں؟ کتنا حق ادا کیا؟) (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

کان سے جو کچھ سنا اس کے بارے میں سوال ہوگا (کہ حلال سنا یا حرام؟) آنکھ نے جو دیکھا اور دل (دماغ) نے جو سچا عقیدہ رکھا، اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا (پوچھا جائے گا) (از امام جعفر صادقؑ۔ از کافی جلد ۲)

ایک شخص نے امام سے پوچھا کہ میں کنیزوں سے گانے سنتا ہوں؟ امام نے فرمایا کیا تم نے خدا کا یہ حکم نہیں سنا "یقیناً کان آنکھ اور دل سب سے سوال کیا جائے گا؟

(قرآن۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد ۲)

دل تالے ہیں، ان کی چابیاں سوال کرنا (علماء سے پوچھنا) ہے۔ سوال کرنے سے چار قسم کے لوگوں کو ثواب ملتا ہے۔

۱۔ سوال کرنے والے کو

۲۔ جواب دینے والے کو

۳۔ سننے والے کو

۴۔ ان سے محبت کرنے والوں کو (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال) (عالم اور اس سے سوال کرنے والوں سے محبت اصل میں علم سے محبت کی دوسری شکل ہے)

جس چیز کا تجھے جاننا ضروری ہے اس کو نہ جاننے کا عذر قبول نہ ہوگا۔ اس لئے (واجبات و فرائض کے بارے میں) پوچھا کرو۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

سوال کرنا آدھا علم ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جب تم سوال کرو تو سمجھنے کے لئے کرو، الجھنے کے (لڑنے جھگڑنے) کے لئے نہ کرو کیونکہ جو جاہل سیکھنا چاہتا ہے وہ عالم جیسا ہے اور جو عالم الجھنا (جھگڑنا) چاہتا ہے وہ جاہل جیسا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو شخص "میں نہیں جانتا" کہنا چھوڑ دیتا ہے وہ ہلاکتوں کے بہت قریب ہوتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۲)

جو شخص ہر سوال کا جواب دے وہ پاگل ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۲)

جب تم کسی بات کو نہیں جانتے تو کہہ دو کہ میں نہیں جانتا (اس طرح تم (غلط جواب دینے کے گناہ کے) بُرے انجام سے بچ جاؤ گے یعنی عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۷)

مانگنے سے بچو

اے ابوذر! لوگوں سے مانگنے سے بچو کیونکہ یہ فوری ذلت ہے اور تیزی سے فقیری کو لاتی ہے۔ ایسے آدمی سے خدا لمبا حساب لے گا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۷)

لوگوں سے مانگنا زبان کو کمزور کر کے دل کو توڑ دیتا ہے۔ انسان جو آزاد ہے اس کو ذلیل کر کے اس کی آبرو برباد کر دیتا ہے اور رزق کو مٹا دیتا ہے۔ (اس لئے صرف اور صرف خدا

سے مانگو) (حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

جو خدا سے سوال کرتا ہے خدا اس کو اپنا مقرب بناتا ہے جبکہ لوگوں کا قرب سوال نہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

کم پر اکتفا کرنا صحیح ہے مگر کسی سے مانگنا صحیح نہیں۔ میرا شیعہ نہ کتے کی طرح غراتا ہے، نہ کوے کی طرح لالچ کرتا ہے، بھوکا مرجائے گا مگر بھیک نہ مانگے گا۔

(حضرت علیؑ ۔ از بحار ۔ ۷۸)

غیر خدا سے نہ مانگو

صرف خدا سے مانگو۔ کیونکہ خدا تم کو جو کچھ عطا کرے گا، عزت سے عطا کرے گا اور اگر روک لے گا تو اس سے بہتر چیز عطا کرے گا۔ (حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی لئے اپنا خلیل (خاص دوست) بنایا تھا کہ انہوں نے نہ تو کسی مانگنے والے کو رد کیا اور نہ (خدا کے سوا) کسی سے مانگا۔

(امام علی رضاؑ ۔ از بحار ۔ جلد ۹۶)

جو خدا کے سوا کسی اور سے مانگتا ہے وہ محرومی کا حقدار بن جاتا ہے۔

(حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

جب زمانہ تم کو کاٹنے لگے تو خدا کی مخلوق کی طرف نہ جھکو، رزق دینے والے خدا کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگو۔ (امام حسینؑ ۔ از بحار ۔ جلد ۹۸)

ایک شخص نے رسولؐ خدا سے پوچھا مجھے ایسا کام بتایئے کہ میرے اور جنت کے درمیان کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے؟ فرمایا (۱) غصہ نہ کرو (۲) اور (خدا کے سوا) کسی سے کوئی چیز نہ مانگو۔ (امام علی رضاؑ ۔ از بحار ۔ جلد ۷۳)

جو لوگوں سے مانگنے کا دروازہ اپنے لئے کھول لیتا ہے، خدا فقر و فاقے کا دروازہ اس کے لئے کھول دیتا ہے۔ (رسولؐ خدا ۔ از بحار ۔ جلد ۹۹)

لوگوں کو اپنے بُرے حالات نہ بتایا کرو۔ اس سے لوگوں کے نزدیک تمہاری عزت جاتی رہے گی۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از وسائل ۔ جلد ۶)

جبکہ وہ تم کو کوئی فائدہ بھی نہ پہنچائیں گے۔ (حضرت لقمانؑ ۔ از وسائل ۔ جلد ۶)

صرف بے حد سخت ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے (مانگنا جائز نہیں)
(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۹۶)

مانگنا صرف تین صورتوں میں جائز ہے

۱۔ سخت مشکل قرضہ ادا کرنے کے لئے۔
۲۔ کسی کو غلطی سے قتل کر دیا ہے تو اس کا خون بہا ادا کرنے کے لئے۔
۳۔ بہت سخت ضرورت کے وقت۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۹۶)

جب تک ممکن ہو کسی سے کچھ نہ مانگو۔ اس سے عزت جاتی رہے گی۔ اس لئے صبر سے کام لوگے تو خدا خود (رزق کا) دروازہ کھول دے گا۔ رب کی مہربانیاں مظلوم سے بے حد قریب ہیں اور خوفزدہ کے لئے امن وسکون بہت قریب ہے۔ اکثر حالات جو خراب ہوتے ہیں وہ ہماری اصلاح اور تنبیہ کے لئے ہوتے ہیں اور اس لئے تاکہ ہمارے مرتبے بلند ہوں۔ اس لئے جلدی نہ کرو کیونکہ خدا تمہارے معاملات ٹھیک کر رہا ہے۔ خدا اس وقت کو تم سے بہتر جانتا ہے کہ جب تمہارا کام بنا دیا جائے جس میں تمہارا فائدہ ہو۔ اس لئے اپنے تمام کاموں میں خدا کے انتخاب پر بھروسہ کرو (یعنی کوشش اور دعا کرتے رہو اور خدا پر پورا بھروسہ کرو) تو خدا خود تمہاری حالت اچھی بنا دے گا۔ (امام حسن عسکریؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۸)

نوٹ: خدا قرآن میں فرماتا ہے ”جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔“ (قرآن) اس لئے مصیبتوں میں خدا پر بھروسہ کرو۔ کثرت سے یہ آیت پڑھے حسبنا اللہ ونعم الوکیل. نعم المولیٰ ونعم النصیر یعنی ”ہمارے لئے خدا بہت کافی ہے۔ وہی ہمارا بہترین سرپرست ہے۔ بہترین مددگار اور بہترین آقا اور مالک ہے۔“ (قرآن) خدا اس کے بعد خود فرماتا ہے کہ جو اس آیت کو دل سے مان کر پڑھے گا لم یمسسھم سوء ”اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔“ اس لئے امام نے فرمایا ہے کہ ”جسے تکلیفیں تنگ کریں وہ اسی آیت کو کیوں نہیں پڑھتا جس کے بعد خدا نے خود فرمایا کہ ”اس کو کسی تکلیف نہ پہنچے گی۔“ (الحدیث)

نیز یہ کہ مصیبتوں میں لوگوں کے پیچھے بھاگنے کے بجائے خدا سے دعا کرو اور صبر کرو کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ ”خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ہے۔“ (القرآن) اور یہ سمجھ لو کہ یہ مصیبتیں تمہارے درجات کو بڑھانے اور خدا سے قریب لانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

(تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے (اقبال)
بجز ارادہ پرستی خدا کو کیا جانے
وہ بدنصیب جسے بخت نارسا نہ ملا)

جوشخص ناداری اور سخت ضرورت کے بغیر کسی سے کچھ مانگ رہا ہوتا ہے تو جہنم اس کے لئے واجب ہوجاتی ہے اور دنیا میں خدا اس کو ضرورت میں مبتلا کردیتا ہے۔ اس کا شمار اسراف کرنے والوں (یعنی شیطان کے بھائیوں) میں ہوتا ہے۔ وہ ایسا ہے گویا کہ وہ شراب پی رہا ہے۔ خدا ایسے شخص کو قیامت کے دن رحمت کی نگاہ سے نہ دیکھے گا۔

(امام جعفر صادق ۔ بحار۔ جلد، ۷۹)

کوئی شخص ہاتھ میں رسّی لے کر لکڑیاں کاٹے

اور کاندھے پر اٹھا کر لاکر بیچے اور اس طرح اپنی عزت بچائے تو یہ بات سوال کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

تمہاری عزت آبرو قائم ہے جس کو مانگنا گرادیتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ حکمت، ۳۴۶)

کثرت سے لوگوں سے مانگنا فقیر بنادیتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو شخص کسی چیز کو صحیح طریقے سے تلاش کرتا ہے وہ کبھی غلطی نہیں کرتا۔ اگر کوشش کے باوجود غلطی کرتا ہے تو خدا کوئی صورت ایسی نکال دیتا ہے کہ ناکامی سے بچ جاتا ہے۔

(امام علی رضاؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

نوٹ: (پیغام یہ بھی ہے کہ خود کو اور بچوں کو ایسی تعلیم اور فنی تربیت دی جائے جو روزی کمانے میں صحیح طور پر معاون ہو، یعنی ایسے کام سیکھے سکھائے جائیں اور کئے جائیں جن کی بازار میں ضرورت ہو اور وہ کام معاشرے کے لئے مفید بھی ہوں تاکہ پھر کسی سے مانگنے کی ضرورت نہ رہے۔)

کسی بھی مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ پلٹاؤ۔ چاہے کھجور کا چھلکا (یعنی بہت معمولی رقم) دے کر ہی کیوں نہ ہو۔ انسان کے لئے کتنی بری بات ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور وہ

انکار کر دے؟ (امام موسیٰ کاظمؑ ۔از مشکوۃ الانوار)

اگر مانگنے والے کو معلوم ہو جائے

کہ مانگنا کس قدر بُرا کام ہے تو وہ کسی سے کچھ نہ مانگے اور جس سے سوال کیا گیا ہے، اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ سوال پورا کرنے میں کتنا عظیم ثواب ہوتا ہے تو وہ کسی سے کچھ نہ روکے۔ (امام محمد باقرؑ ۔از بحار، ۷۸)

جو شخص تم سے امیدیں باندھ کر آئے اس کو ناامید نہ کرو ورنہ خدا تم سے ناراض ہو جائے گا بلکہ تمہارا دشمن ہو جائے گا۔ (جناب رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد، ۷۸)

نوٹ: نعمتوں مرتبوں کا اصل شکر یہی ہے کہ لوگوں کے کام آؤ کیونکہ خدا فرماتا ہے **ان اللّٰہ یحب المحسنین** یعنی ''خدا دوسروں کے ساتھ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (القرآن) اور جو لوگ کسی کے کام آسکنے پر بھی کام نہیں آتے وہ محسن یعنی نیکوکار نہیں بلکہ بے کار ہیں۔ اس لئے خدا ان کا دشمن ہے اور خدا کی دشمنی سے بڑی کوئی تباہی اور بربادی نہیں ہو سکتی۔

اصل مذہب احترام آدمی است
ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ

خدا جس کے پاس کسی سائل کو بھیجتا ہے تو وہ اصل میں خدا کی رحمت ہوتی ہے (جو خود چل کر اس کے پاس آتی ہے) اگر وہ کام کر دیتا ہے تو خدا اس کو ہماری ولایت (حکومت، محبت، سرپرستی) سے ملا دیتا ہے اور ہماری ولایت کا تعلق خدا کی ولایت سے ہے۔ (یعنی دوسروں کے کام آنے والا خدا کی سرپرستی میں آجاتا ہے) (امام موسیٰ کاظمؑ ۔از بحار۔جلد، ۷۵)

(معلوم ہوا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ خدا تم کو اپنی سرپرستی میں لے لے تو محتاجوں سائلوں کی مدد کرو۔)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بھی کوئی سوال کیا جاتا تھا، آپؐ کبھی ''نہیں'' نہیں کہتے تھے۔ یا سوال پورا کرتے یا اچھی طرح سے بات کر کے (اس کا حل سمجھا کر) رخصت کرتے یا پھر یہ فرماتے کہ ''اللہ تیری حاجت پوری کرے گا۔'' (انشاء اللہ)

(وسائل الشیعہ۔جلد، ٦۔از امام جعفر صادقؑ)

ہم غیر مستحق کو بھی

اس خوف سے عطا کرتے ہیں کہ مستحق کو رد نہ کر دیا جائے۔ مجھے خوف ہے کہ اگر ہم سائل کو بغیر کھلائے (کچھ دیئے) لوٹا دیں تو ہم پر وہی مصیبت نہ اتر آئے جو حضرت یعقوب علیہ السلام پر اتری تھی۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۲)

رسولؐ خدا سے پوچھا گیا کہ کیا فقیر کا زکوٰۃ کے علاوہ بھی کوئی حق ہے؟ فرمایا ''مسلمان کا حق بنتا ہے کہ اگر وہ بھوکا ہے تو کھانا کھلاؤ، ننگا ہو تو لباس پہناؤ، خصوصاً جب وہ سوال کرے۔ پوچھا گیا کہ ہوسکتا ہے کہ وہ جھوٹا ہو؟ فرمایا ''کیا اس کے سچ ہونے کا کوئی امکان نہیں؟''

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۵)

(یہ مثبت سوچ ہے اور کسی کو جھوٹا سمجھنا منفی سوچ ہے جس سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ منفی سوچ سے انسان کی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے اور وہ پورے معاشرے کے لئے ایک بوجھ، بلا یا گندگی بن جاتا ہے۔ منفی سوچ ذہنی مرض ہے اور شکی مزاج انسان عقلی طور پر مریض ہوتا ہے۔ یہ مسخ ذہنیت کا نتیجہ ہے۔)

مانگنے والوں کو خالی ہاتھ نہ پلٹاؤ۔ پھر جب مانگنے والا آیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا ''اللہ تم کو خود عطا فرمائے۔'' پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اگر اس طرح مسلسل ہر مانگنے والے کو دو گے تو پھر تمہارے پاس کچھ نہ بچے گا۔ ایک دو تین (۱،۲،۳) کو دو۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کیونکہ تم پر جو حق تھا وہ تم نے ادا کر دیا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۹۶)

(**نوٹ:** اگر ہر شخص کم سے کم تین آدمیوں کی حاجت پورے کر دے تو پورا معاشرہ لازماً غنی ہو جائے گا۔)

حضرت علی علیہ السلام نے ایک اندھے بوڑھے عیسائی کو بھیک مانگتے دیکھا تو حکم دیا کہ تم اس سے کام لیتے رہے ہو۔ اب اس پر بیت المال سے خرچ کرو۔

(حضرت علیؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد ۱۱)

(**نوٹ:** Welfare State کا تصور اسی حدیث کے مطابق ہے یعنی جس نے کام کیا ہے، اگر اب وہ کام نہیں کر سکتا تو پورا معاشرہ اس کا بوجھ اٹھائے کیونکہ اس نے معاشرے کی خدمت کی ہے۔)

سوال کرنے والے کو دیکھو۔ اگر تمہارا دل اس کے لئے نرم ہو جائے (تم کو اس پر رحم آجائے) تو اس کو دو کیونکہ وہ سچا ہوتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

تھوڑا دینے سے نہ شرماؤ

کیونکہ بالکل خالی ہاتھ لوٹانا بالکل محروم کر دینا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

ہاتھ تین قسم کے ہیں:

۱۔ اللہ کا ہاتھ جو سب سے بلند و اعلیٰ ہے۔

۲۔ دینے والا کا ہاتھ جو خدا کے ہاتھ کے بالکل پیچھے پیچھے ہوتا ہے۔

۳۔ تیسرا ہاتھ سوال کرنے والے کا جو نیچے ہوتا ہے۔

اس لئے اس کو بہت احترام کے ساتھ دیا کرو مگر خود کو فقیر نہ بنالو (یعنی) اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضرورتوں کا بھی خیال کرو۔ اعتدال سے خیرات کرو۔ نہ کنجوسی کرو نہ حد سے زیادہ خیرات کرو۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

جہاں تک ہو سکے اپنا ہاتھ اوپر رکھو

مگر جو عطا کرو اس کو کبھی زیادہ نہ سمجھو کیونکہ جو تم دیتے ہو وہ سوال کے برابر نہیں ہوتا۔ (سوال کرنے والا اپنی عزت داؤ پر لگا کر سوال کرتا ہے اور عزت مال سے اعلیٰ ہے۔)

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جب کوئی سوال کرے تو اس کی پوری عزت کرو یا پھر اچھے طریقے سے معذرت کر کے پلٹاؤ۔ سائل کا حق ہے کہ اس کو دیا جائے۔ (امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۴)

(سائل کو ذلیل کرنا یا جھڑکنا خدا کو سخت ناپسند ہے۔ قرآن میں سائل کو جھڑکنے والوں کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ یہ انتہائی بے رحمی، ناشکری، کمینگی، تکبر، خودسری کا نتیجہ ہے۔)

؎ اصل مذہب احترام آدمی است

اسباب

خدا ہر کام کو دنیا میں اسباب اور وسیلوں کے ذریعہ چلاتا ہے کیونکہ خدا نے ہر چیز کے

لئے سبب (ذرائع، وسائل) بنائے ہیں۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد ۱)

مثلاً علم کا سبب (ذریعہ)، تواضع (یعنی لوگوں کا احترام کرنا ہے)، علم حاصل کرنے کے بعد انسان میں انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔ علم اور عقل کا کام چیزوں کے اسباب و وجوہات کو معلوم کرنا ہے۔ محبت کا سبب (ذریعہ) سخاوت ہے (یعنی سخاوت سے آپ محبت حاصل کر سکتے ہیں) ایک دوسرے سے محبت کا سبب (ذریعہ) وفاداری ہے۔ دین کی بہتری کا سبب (ذریعہ) برائیوں سے بچنا ہے۔

یقین کے خراب ہونے کا سبب لالچ ہے اور عقل کے خراب ہونے کا سبب (بُری) خواہشات ہیں۔ بدقسمتی کا سبب دنیا کی محبت ہے۔ نعمتوں کے چھن جانے کا سبب نعمتوں پر کفرانِ نعمت ہے (یعنی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنا، ان کا غلط استعمال کرنا اور دوسروں کو نہ دینا ہے۔) محبت حاصل کرنے کا ذریعہ (سبب) دوسروں کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ ہلاکتوں کا سبب غصہ پر عمل کرنا ہے۔ اخلاق کے پاک ہونے کا سبب (ذریعہ) اچھے اخلاق اور آداب اختیار کرنا ہے۔ رنج و غم کا سبب حسد ہے۔ سرداری کا سبب (ذریعہ) سخاوت ہے۔ دشمنیاں پالنے کا سبب کثرت سے جھگڑے کرنا ہے۔ نعمتوں کے زوال کا سبب ضرتمندوں کو کچھ نہ دینا ہے۔ پاکدامنی (زنا نہ کرنے) سبب (وجہ) حیا اور شرم ہے۔ اپنی جان اور نفس کو اچھے سے اچھا بنانے کا سبب (ذریعہ) دنیا سے بے رغبتی اور کم محبت کرنا ہے۔ فقیری کا سبب (وجہ) فضول خرچی ہے۔ جدائی کا سبب اختلاف ہے۔ قناعت حاصل کرنے کا سبب (طریقہ خدا کے سوا) کسی سے کچھ نہ مانگنا ہے۔ بہت زیادہ کھانے کا سبب (وجہ) خواہشوں کا غلبہ ہے۔ عزت و وقار کے حاصل کرنے کا ذریعہ برداشت کرنا ہے۔ سلامتی حاصل کرنے کا (ذریعہ) خاموشی ہے۔ خوف خدا کا سبب (ذریعہ) علم ہے۔ اخلاص کے حاصل کرنے کا ذریعہ یقین ہے۔ تقویٰ یعنی برائیوں سے بچنا دین کی قوت ہے۔ (جتنا دین طاقتور ہوگا اتنا انسان بُرائیوں سے بچے گا) اور جتنا برائیوں سے بچے گا اس قدر اس کا دین طاقتور ہوگا۔ دین کے خراب ہونے کا سبب بُری خواہشات ہیں۔ عقل کے خراب ہونے کی وجہ دنیا سے محبت ہے۔ ہر نعمت میں اضافے کی وجہ شکر ادا کرنا ہے۔ نعمتوں کے چھننے کی وجہ کفرِ نعمت (انکار اور ناشکری) ہے۔ محبت حاصل کرنے کا ذریعہ مسکرانا ہے۔ تقویٰ کی خرابی لالچ ہے۔ بربادی کا سبب غلط طریقہ کار ہے۔

خدا لوگوں کو سختیوں سے آزماتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی ایسی غلامی کی جائے جس

میں مشقت اور تکلیف ہو۔ اس لئے خدا طرح طرح کی ناگواریوں سے ہمیں جانچتا ہے تاکہ ہمارے دلوں سے غرور اور تکبر کو نکال باہر کرے اور اس کی جگہ انکساری اور فروتنی پیدا کرے۔ اس طرح آزما آزما کر اور بلاؤں میں ڈال ڈال کر خدا ہمیں اپنے فضل و کرم کے کھلے ہوئے دروازوں تک پہنچانا چاہتا ہے اور ان ہی بلاؤں کو خدا نے اپنی معافیوں، بخششوں اور عطاؤں کا آسان وسیلہ اور ذریعہ قرار دیا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ ۱۹۲۔ غررالحکم)

(تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے)

تمہارے اور خدا کے درمیان جو مضبوط رشتہ ہے اس سے زیادہ کوئی رشتہ مضبوط نہیں ہوسکتا۔ بشرطیکہ تم اس تعلق کو مضبوطی تھامے رہو۔

(حضرت علیؑ کی وصیت۔ امام حسنؑ۔ از نہج البلاغہ۔ مکتوب ۳۱)

(**نوٹ:** خدا ہی ہمارا خالق، مالک، رازق، پالنے والا مالک ہے۔ اس لئے اس سے زیادہ ہم سے کوئی قریب اور کوئی مہربان نہیں ہوسکتا۔ اب صرف ہمارا کام یہ ہے کہ ہم خدا سے اپنے تعلقات اچھے رکھیں۔ جس کا طریقہ خدا کی عملاً اطاعت کرنا ہے۔ کیونکہ تم خدا کے غلام ہو۔ غلام وہی اچھا ہوتا ہے جو آقا کی مرضی پر چلتا ہے۔ مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ۔ خدا نے فرمایا کہ واللّٰہ یحب المحسنین (قرآن) خدا نیک کام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ نیز فرمایا خدا برائیوں سے بچنے والوں اور خدا کے مقرر کئے ہوئے فرائض ادا کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (قرآن) نیز فرمایا ''اگر تم چاہتے ہو کہ خدا سے محبت کرو تو میری (رسولؐ کی) عملاً پیروی کرو۔ پھر خدا خود تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ (قرآن) غرض اگر ہم یہ سب کام کریں گے تو ہمارے تعلقات خدا سے اچھے رہیں گے اور یہی ہماری سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔ کیونکہ ہماری تخلیق کا واحد مقصد ہی خدا کی غلامی یعنی مکمل اطاعت اور گناہ کرنے سے بچنا ہے۔ خدا سے ہمارے تعلقات گناہوں کی وجہ سے بے حد خراب ہوجاتے ہیں جس کا واحد علاج اپنی اصلاح کرنا اور خدا کی عملاً اطاعت کرنا ہے۔)

خدا نے کسی کو ایسی نصیحت نہیں کی جو قرآن جیسی ہو۔ اس لئے قرآن خدا کی مضبوط رسّی ہے اور خدا تک پہنچنے کا امانتدار وسیلہ (صحیح ذریعہ) ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ ۱۷۶)

نوٹ: اس لئے تم قرآن کی نصیحتوں اور احکامات پر عمل کر کے خدا سے اپنے تعلقات

بے حد اچھے بنا سکتے ہیں اور پھر خدا سے دنیا و آخرت کی ہر خوبی اور نعمت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن پر عمل کرنے سے مراد خدا کے ہر حکم کی اطاعت کرنا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچنا ہے۔)

گالی دینا

جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہیں (مراد شرک کرتے ہیں) انہیں بھی گالی نہ دو، ورنہ وہ لوگ بھی اللہ کو بے سمجھے بوجھے (تمہاری) دشمنی کی وجہ سے گالی دیں گے۔
(قرآن۔ انعام، ۱۰۸) (گویا اس طرح تم خدا کو گالی دلوانے والے بن جاؤ گے)

میں تمہارے لئے پسند نہیں کرتا کہ تم شامیوں کو گالیاں دو۔ ہاں تم ان کے بُرے کاموں کو بتاؤ۔ ان کے صحیح حالات پیش کرو تو یہ ایک صحیح طریقہ کار ہے (یعنی ان کی برائیوں کی نشاندہی کرو اور صحتمندانہ تنقید کرو تا کہ لوگ معاویہ کا ساتھ نہ دیں) گالیاں دینے کے بجائے یہ کہو "خدایا ہماری زندگیاں بھی محفوظ رکھ اور ان کی بھی۔" (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۲۰۶)

صبر کرو۔ جس نے تم کو گالی دی ہے اس کو اس کی اپنی پستیوں ہی میں رہنے دو (یعنی اس کو گندہ پڑا رہنے دو۔ تم گندے نہ بنو) کیونکہ اس سے خدا راضی ہوتا ہے (یہ بہترین صبر کرنا ہے) اس طرح تمہارا دشمن خدا کی سزا کا ازخود مستحق بن جاتا ہے۔ خدا کی قسم جتنا انسان برداشت کر کر کے خدا کو راضی کر سکتا ہے اتنا کسی اور طرح سے راضی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خاموش رہ کر شیطان کو جس قدر ناراض کیا جا سکتا ہے اتنا کسی اور بات سے ناراض نہیں کیا جا سکتا۔ (شیطان کو ناراض کرنا خدا کو راضی کرنا ہے) احمق (دشمن) کو خاموش رہنے کی وجہ سے جو سزا ملتی ہے، اتنی کسی اور ذریعہ یا طریقے سے نہیں دی سکتی۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱۔ امالی صدوقؒ)

(کیونکہ دشمن چاہتا ہے کہ تم اپنی تکلیف کا اظہار کرو تا کہ وہ خوش ہو۔ تمہاری خاموشی سے اس کو تکلیف ہوتی ہے)

ہواؤں، پہاڑوں، اوقات، دنوں راتوں، (بارشوں، طوفانوں، سیلابوں، گرمی، سردی وغیرہ) کو گالیاں نہ دو ورنہ گناہگار ہو جاؤ گے۔ اس لئے کہ یہ سب خدا کے حکم کے پابند ہیں۔ اس لئے تمہارا ان کو گالیاں دینا خود تمہاری طرف پلٹ آئیں گی۔ (یعنی تمہاری ان کو بددعائیں دینا تمہارے ہی اوپر آپڑیں گی کیونکہ سب کام خدا کے ہیں؛ ان چیزوں کے نہیں

ہیں) (جنابِ رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۶۰)

شیطان کو بھی گالیاں نہ دو بلکہ اس کے شر یا نقصان سے خدا کی پناہ طلب کرتے رہو (کہ خدا اپنی پناہ اور مدد دے کر تم کو شیطان کے دھوکوں اور نقصانات سے بچا لے)

(جنابِ رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ اللہ فرماتا ہے ''میں ہی زمانہ ہوں۔ دن رات میرے تابع ہیں جن کو میں گھماتا، نیا پرانا کرتا رہتا ہوں۔'' (جنابِ رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

لوگوں کو گالیاں نہ دو ورنہ ان کی دشمنی بھگتو گے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۵) گالی کی ابتداء کرنے والا بڑا ظالم ہوتا ہے اور جواباً گالی دینے والے کا گناہ بھی پہل کرنے والے کے سر ہوتا ہے بشرطیکہ جواب دینے والا حد سے آگے نہ بڑھے۔ (امام موسیٰ کاظمؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

جب دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں تو جو کامیاب ہوتا ہے وہی سب سے زیادہ کمینہ ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے دونوں شیطان ہوتے ہیں جو ایک دوسرے پر بھونکتے اور غراتے ہیں۔ (رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو گالیاں دے۔ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! انسان کب اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے؟ فرمایا ''ایک آدمی جب دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے تو دوسرا بھی اس کے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے (اس طرح وہ دوسروں کے ماں باپ کو گالیاں دے کر خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دلواتا ہے)

(رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

جو نبی یا اس کے وصی کو گالیاں دیتا ہے وہ اصل میں نبی ہی کو گالیاں دیتا ہے۔ جو رسولؐ خدا کو گالیاں دیتا ہے تو یہ معاملہ امام تک پہنچنے سے پہلے ہر معمولی آدمی اس کو قتل کر سکتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

(**نوٹ:** نواسہ رسولؐ خدا کو گالیاں دینا خدا کو گالیاں دینے کے برابر ہے کیونکہ وہ خدا کے پیغام سنانے والے تھے۔ نیز اس سے تمام مسلمانوں کے دل دکھتے ہیں، دین قرآن ایمان اسلام سب پر زد پڑتی ہے، اس لئے ایسا آدمی جو کھل کر سب کے سامنے رسولؐ خدا کو گالیاں دے وہ واجب القتل ہے۔)

بہت جلد تم سے کہا جائے گا کہ مجھے (علیؑ کو) گالیاں دو تو تم اپنی گردنیں (قتل ہونے کے لئے) نہ بڑھا دینا (یعنی مجھے بُرا کہہ دینا) لیکن دل سے مجھے بُرا نہ سمجھنا کیونکہ میں دین فطرت پر قائم ہوں۔ (حضرت علیؑ۔ از منہج السعادۃ۔ جلد، ۲)

یاد رکھو کہ معاویہ مجھے گالیاں دینے کا حکم بہت جلد دے گا۔ جہاں تک بُرا کہنے کا تعلق ہے تو تم مجھے بُرا بھلا کہہ دینا کیونکہ اس طرح میری پاکی ہوگی (خدا کے پاس میرا مرتبہ اور بڑھے گا کیونکہ میں اور مظلوم ہو جاؤں گا) اور تمہاری جان بچ جائے گی۔

(حضرت علیؑ۔ از شرح نہج البلاغہ۔ ابن ابی الحدید۔ جلد، ۶)

جو شخص مجبوراً دل نہ چاہتے ہوئے مجھے گالیاں دے گا تو اللہ جانتا ہے کہ وہ مجبور کر دیا گیا ہے۔ اس کا اور میرا دونوں کا قرب رسولؐ سے اور بڑھ جائے گا، لیکن جو مجھے گالیاں مجبوراً بھی نہ دے گا وہ مجھ سے بھی پہلے تیر کی طرح آنکھ جھپکتے ہی رسولؐ خدا کے پاس جا پہنچے گا۔ لیکن جو دل سے مجھے لعنت کرے گا، اس کے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب (رکاوٹ) نہ ہوگا (کہ خدا اس کو بلا کسی رکاوٹ کے سزا دے گا) اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کے پاس (بچنے کی) کوئی دلیل نہ ہوگی۔ (حضرت علیؑ۔ از امالی شیخ سعید)

ایک شخص نے حضرت علیؑ سے کہا کہ کچھ لوگ آپ کو گالیاں دے رہے تھے۔ میں نے ایک کو پکڑ لیا ہے۔ فرمایا تو کیا میں اس کو قتل کردوں؟ جبکہ اس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ اس شخص نے کہا کہ اس نے آپ کو گالیاں دی ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ''پھر تم بھی اس کو گالیاں دے دو یا چھوڑ دو۔'' (کنز العمال)

گالی کا بدلہ زیادہ سے زیادہ گالی ہی ہوسکتا ہے یا پھر اس کو معاف کردو۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ حکمت، ۴۲۰) (مارنا قتل کرنا گالی دینے کی سزا نہیں ہوسکتا)

زیادہ سے زیادہ کسی کے لئے یہ کہہ سکتے ہو کہ ''تو جھوٹا ہے، کنجوس ہے، بزدل ہے'' بشرطیکہ وہ ایسا ہو۔ اس کی قوم قبیلے ماں باپ بھائی بہنیں کو بُرا نہ کہو۔

(حضرت رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(نوٹ: کیونکہ گالی اکثر غصے اور جذبات کے غلبے کی وجہ سے دی جاتی ہے۔ اس لئے گالی دینے پر مارنا یا قتل کرنا جائز نہیں۔ زیادہ سے زیادہ برائی کا بدلہ اس جیسی برابری کی برائی سے دیا جاسکتا ہے۔ گالی کا بدلہ گالی ہے۔ لیکن معاف کرنا بہت بڑی فضیلت اور عقلمندی ہے اور

فساد اور خرابی کو جڑ سے کاٹ دینے کے برابر ہے۔)

سبحان اللہ کے معنی

''سبحان اللہ'' کا مطلب ہے کہ خدا ہر قسم کی بُرائی، نقص سے بالکل پاک صاف ہے۔
(رسولؐ خدا۔ از تفسیر در منثور۔ جلد، اوّل)

سبحان اللہ سے مطلب اللہ کے جلال، بڑائی کو بتانا ہے اور یہ بتانا ہے کہ مشرک جو باتیں اللہ کے لئے کرتے ہیں، ان سے خدا پاک صاف اور بلند ہے اور جب کوئی سبحان اللہ (دل سے) کہتا ہے تو ہر فرشتہ اس پر درود پڑھتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از تفسیر نور الثقلین۔ بحار، ۹۳)

ہر چیز کی حرکت خدا کی تسبیح ہوتی ہے۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم و بحار۔ ۶۰)

(یعنی ہر سیارہ حرکت کر کے خدا کی تعریف یعنی عملاً اطاعت کرتا ہے)

جو پورے یقین کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو پہاڑ بھی اس کے ساتھ ساتھ خدا کی تسبیح پڑھتا ہے مگر وہ اس کو سن نہیں پاتا۔ (رسولؐ خدا۔ از تفسیر در منثور۔ جلد، ۱)

نیکیوں میں مقابلہ کرو

اپنے پالنے والے مالک کی رحمتوں، عطاؤں، بخششوں اور جنتوں (کے حاصل کرنے) کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوششیں کرو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے جو (جنت) ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے بھیجے ہوئے پیغامبروں کے پیغامات کی سچائی کو سمجھ کر دل سے مانتے ہیں۔ یہ (جنت) اللہ کا فضل و کرم ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، عطا فرماتا ہے۔ (قرآن۔ حدید، ۲۱) (یعنی جنت جیسی عظیم خدا کی نعمت ہم صرف اپنے عمل سے حاصل نہیں کر سکتے۔) اس لئے ہر نماز کے بعد اور ہر وقت جنت کے لئے خدا سے دعا کرنی چاہئے کیونکہ جنت صرف خدا کی مہربانی کی وجہ سے مل سکتی ہے۔ نیز یہ کہ انسان کوششیں کر کے خدا رسول کو سمجھ کر دل سے مانتا ہے تو پھر اللہ اس کی اس کوششوں کی وجہ سے ان کو یہ توفیق اور صلاحیت عطا فرماتا ہے کہ وہ خدا کی رحمتوں، معافیوں اور جنت کی ابدی سرمدی نعمتوں سے بھرے باغوں کے لئے خدا کی عملاً اطاعت کرے اور بڑھ چڑھ کر وہ کام کرے جن کی وجہ سے خدا راضی اور خوش ہوتا ہے یعنی خدا کے مقرر کئے ہوئے فرائض کو

پورے ذوق وشوق سے ادا کرے اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچے اور خدا کی خاطر لوگوں کے کام آئے۔ گویا سب نیک کام ہم خدا کی دی ہوئی توفیق اور مدد سے کرپاتے ہیں۔

دنیا نے اپنا منہ پھیر کر (لوگوں کو موت دکھا کر) اپنے چلے جانے کا خود اعلان کردیا اور موت نے آکر اپنے آنے کا اعلان کردیا۔ اس لئے آج کا دن (نیک اعمال خدا کو راضی کرنے کی) نیت سے کرنے کا ہے اور کل نیکیوں کا مقابلہ ہوگا اور جہاں ہمیں جانا ہے وہ جنت ہے (جو ہماری اصل منزل ہے) رہے وہ جو (برے کام کریں گے) ان کے پہنچنے کی جگہ جہنم ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۲۸)

(یہ گھڑی محشر کی ہے، تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے) (اقبالؔ)

(عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے)

(اقبالؔ)

زندگی کا اصل مقصد اسلام (یعنی خدا کی اطاعت) کی طرف بڑھنا ہے۔ یہی سب سے اچھا عمل ہے۔ خدا کی اطاعت کی طرف بڑھنے والے شہ سوار ہیں جو واقعی عزت والے ہیں۔ اسلام کے اس راستے (یعنی خدا کی اطاعت) پر چلنا ہی اللہ رسول کی (عملاً) تصدیق کرنا ہے۔ خدا کی اطاعت کی طرف بڑھنے اور چلنے کا انعام جنت کے باغ ہیں۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۱۰۶)

جلدی کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ ان گھروں کو آباد کرنے کی طرف توجہ دو جن کے آباد کرنے کا تم کو حکم دیا گیا ہے اور جن کا شوق دلایا گیا ہے اور جن کی طرف بلایا گیا ہے (مراد جنت کے باغوں میں نعمتوں بھرے گھر ہیں کہ ہم اچھے عمل کر کے ہی ان میں رہ سکیں گے)

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۱۸۸)

نیکی کے کاموں کا ارادہ کرو اور اس کے پورا کرنے میں جلدی کرو۔ فرستوں میں اچھے کام میں جلدی کرنا (خدا کے نزدیک) قابل تعریف ہے۔ اس کی تمنا اور حرص کرنی چاہیے۔

(حضرت علیؑ)

(نوٹ: نیک کام میں اس لئے جلدی کرنی ضروری ہے کہ جب انسان نیک کام کا

ارادہ کرتا ہے تو شیطان فوراً اپنی پوری قوت سے اس کو ہٹانے اور بھلانے پر اتر آتا ہے۔ ذرا دیر کی اور انسان کو وہ دوسرے کاموں میں الجھا دیتا ہے اور نیک کام کرنا بھلا دیتا ہے۔ کیونکہ اس کا اسی میں فائدہ ہوتا ہے۔)

اللہ کا راستہ (فی سبیل اللہ)

اللہ کی راہ میں جہاد (کوششیں) کرو۔ (قرآن۔سورۃ بقرہ، ۲۱۸)

اللہ کی راہ میں خرچ کرو (یعنی اللہ کو خوش کرنے کے لئے خرچ کرو)

(قرآن۔سورۃ بقرہ، ۱۹۵)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھ۔ (قرآن۔آل عمران، ۱۶۹)

(**نوٹ:** اللہ کے راستے سے مراد اللہ کو خوش کرنے یا صرف اللہ سے اجر لینے کے لئے اللہ کی اطاعت کرنا ہے۔)

خدا کے سب سے زیادہ پسندیدہ محبوب راستوں میں دو گھونٹ پینا بھی شامل ہے۔

۱۔ غصہ کا گھونٹ جسے تم برداشت کر کے پیو۔

۲۔ دوسرا رنج و غم کا گھونٹ جسے صبر کے ساتھ پیو۔ اور خدا کے محبوب ترین راستوں میں دو قطرے ہیں۔ ایک وہ آنسو کا قطرہ جو آدھی رات میں (خدا کے خوف یا شوق ملاقات) میں گرے اور دوسرا وہ خون کا خطرہ جو خدا کی راہ میں (خدا کو خوش کرنے اور خدا کے دین کی حفاظت کرنے میں) گرے۔ خدا کے راستوں میں وہ قدم بھی ہے جو مسلمان جہاد کی صف کو مضبوط کرنے کے لئے اٹھائے اور دوسرا جو صلہ رحمی (کسی رشتہ دار پر رحم کرنے کے لئے) اٹھائے۔ یہ قدم اٹھانا خدا کو بے حد پسند ہیں۔

خدا کو سب سے زیادہ وہ بندہ پسند اور محبوب ہے جسے خدا نے اس کو اپنی بُری خواہشوں کے خلاف کام کرنے کی قوت دی ہے۔ یہ اس لئے دی گئی کہ اس نے (ہدایت کا) میٹھا پانی پیا (یعنی خدا کی ہدایتوں پر عمل کرنے کی کوشش کی گویا) اس نے پہلی دفعہ جھک کر ہدایت کا پانی پی لیا (یعنی سب سے پہلے اس نے خدا رسول کی ہدایتوں کو سنا سمجھا اور اپنا لیا) اور پھر سیدھے ہموار راستے پر چل پڑا (یعنی خدا کی عملاً اطاعت کرنی شروع کردی)

(حضرت علیؑ۔از نہج البلاغہ۔خطبہ، ۸۷)

ہم نے تم کو سیدھا راستہ دکھادیا۔ اب تم چاہو تو شکر ادا کرو (یعنی اس راستے پر عملاً چلو) یا کفر اختیار کرو (کہ اس کا عملاً انکار کردو) (قرآن۔ سورۃ دہر، ۳)

اے رسول کہہ دو کہ میرا طریقہ کار میں یہ ہے کہ میں اللہ کی (اطاعت کی) طرف بلاتا ہوں۔ (کیونکہ) میں اور میرے پیچھے چلنے والے مضبوط دلیل پر ہیں۔

(قرآن۔ سورۃ یوسف، ۱۰۸)

نوٹ: اس سے بڑی مضبوط دلیل اور کیا ہوگی کہ خدا نے ہمیں صرف اپنی اطاعت ہی کے لئے پیدا کیا ہے اور میں خدا کے کہنے پر تمہیں خدا ہی کی اطاعت کی طرف بلا رہا ہوں تا کہ تم کو خدا کی اعلیٰ ترین نعمتوں اور خدا سے قرب کا مستحق بنادوں)۔

''اس لئے اب تم پر لازم ہے کہ تم (خدا کے بنائے ہوئے) سیدھے صاف راستے پر چلو (یعنی خدا کی ہدایتوں پر عمل کرو) ورنہ خدا تم لوگوں کے بدلے دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔'' (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں)

(**نوٹ:** خدا کے راستہ کا مطلب خدا کی ہدایتیں اور احکام پر عمل کرنا ہے، وہ بھی صرف اور صرف اس لئے کہ ہم خدا کے غلام ہیں۔ ہمیں خدا کی طرف لوٹنا ہے۔ اس لئے ہماری زندگی کا اصل مقصد ہی خدا کی اطاعت کر کے اس کو راضی کرنا ہے۔ مرضی مولا راز ہمہ اولیٰ۔

آقا کی مرضی اور خوشی حاصل کرنا سب سے اہم ترین اور بلند ترین کامیابی ہے۔ ہم خدا کے غلام ہیں اور وہ ہمارا آقا ہے۔ غلام کا اصل کام اپنے آقا کو راضی کرنا ہوتا ہے۔ اس سے بڑی کوئی کامیابی نہیں۔ خدا نے فرمایا ''رضوان من اللہ اکبر سب سے بڑی چیز خدا کو راضی کرلینا ہے۔'' (قرآن)

سجدہ

اولادِ آدم کا خدا کو دل سے سجدہ کرنا ہی عبادت کی انتہا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۸۵)

آسمانوں زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب اللہ کے آگے سجدہ کئے ہوئے ہیں (یعنی اللہ کی مرضی پر چل رہی ہیں) (قرآن۔ نحل، ۴۹)

(معلوم ہوا سجدہ کا اصل مطلب اور حاصل انکساری کے ساتھ خدا کی عملاً اطاعت کرنا ہے۔ خدا نے فرمایا ''سجدہ کرو اور خدا کا قرب حاصل کرلو۔'' (قرآن۔علق،۱۹))

جب بندہ سجدہ میں ہوتا ہے تو خدا سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ جو خدا کے اس قول سے ثابت ہے کہ ''سجدہ کرو اور خدا کے قریب ہوجاؤ۔'' (امام رضا۔از بحار،۸۵)

سجدہ کی حالت میں اپنی دنیا اور آخرت کے لئے دعائیں مانگو کیونکہ سجدہ میں آدمی خدا سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے۔ کثرتِ رکوع اور سجود سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

اصل اور دل و جاں کا سجدہ

یہ ہوتا ہے کہ

۱۔ دل کو دنیا کی فانی چیزوں کی محبت سے خالی کر کے سجدہ کرنا، پوری پوری توجہ کو خدا کی طرف لے جاتا ہے۔

۲۔ خود سے تکبر اور تعصب کو بالکل دور کر دے۔

۳۔ دنیوی تعلقات کو (کچھ دیر کے لئے) بھلا دیا جائے۔

۴۔ اور اخلاق نبویؐ کو اپنا لیا جائے۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

یہ سجدہ کا اصل حاصل ہے۔ جب بندہ سجدہ کر رہا ہوتا ہے تو وہ خدا سے کہہ رہا ہوتا ہے کہ مجھے تو نے اس مٹی سے پیدا کیا ہے۔ جب سجدے سے سر اٹھاتا ہے تو کہہ رہا ہوتا ہے کہ تو مجھے اسی مٹی سے دوبارہ اٹھائے گا۔ سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اے شان شوکت کے مالک خدا تو ہر عیب سے پاک پاکیزہ ہے (یعنی ہر طرح سے ہر اعتبار سے کامل و اکمل ہے) تو ہی میرا خالق مالک پالنے والا، ہر چیز سے بلند و برتر ہے۔ تمام مخلوقات تیرے سامنے پست و حقیر ہے۔ تو اپنی طاقت کے ساتھ سب پر غالب ہے۔ تو ہی وہ ذات ہے جو تمام نظامِ کائنات کو چلا رہی ہے۔ ہر بلندی کی انتہا تیری ذات پر ہے (یعنی کوئی تجھ سے بلند نہیں) (حضرت علیؑ۔از بحار۔جلد،۸۵)

جس نے ایسا حقیقی سجدہ دل سے سمجھ کر زندگی میں صرف ایک دفعہ کیا ہوگا وہ کبھی نقصان میں نہ رہے گا۔ رہا وہ جو اس حالت میں سجدہ کرے کہ اس کا دل خدا سے غافل ہو (خدا کی

طرف متوجہ نہ ہو) سجدہ کی ان شرطوں سے بے پرواہ ہو، دنیا کی محبت میں گرفتار ہو اور آخرت کی راحتوں لذتوں کے شوق سے اس کا دل خالی ہو، اس کا سجدہ کامیاب نہیں ہوتا۔ جو سجدہ کی حالت میں غیر خدا سے اپنے دل کا تعلق نہیں توڑتا، وہ کبھی خدا سے قریب نہیں ہو سکتا (غیر خدا سے دل کا تعلق توڑنا ہی لا الہٰ کی حقیقت ہے)

(توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دوعالم سے خفا میرے لئے ہے) (اقبالؔ)

رہا وہ جو انکساری اور خود کو ذلیل سمجھ کر خدا کے سامنے سجدہ کرتا ہے، اس کے دل میں انکساری پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ مٹی پر سر رکھ کر وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں اس مٹی سے بنایا گیا ہوں جسے لوگ پیروں تلے روندتے ہیں اور ایسے نطفہ سے بنا ہوں جس سے ہر شخص نفرت کرتا ہے۔

غرض خدا نے سجدہ کرنے کو اپنی ذات سے قریب کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ بشرطیکہ انسان دل سے اور روح سے (یعنی پوری توجہ سے یہ باتیں سمجھ کر) سجدہ کرے۔ ایسا کرتے ہی وہ اللہ کے قریب ہو جاتا ہے اور خدا کے غیر سے دور ہو جاتا ہے۔ کیا وہ نہیں دیکھتا کہ سجدے کی حالت میں وہ سب چیزوں سے چھپا ہوا ہو جاتا ہے (یعنی اسے کچھ اور نظر ہی نہیں آتا) خدا یہی چاہتا ہے کہ اس کا دل دماغ بھی تمام غیر اللہ سے اس طرح چھپا ہوا ہو۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۸۵)

نتیجہ: (انسان جس قدر غیر اللہ سے اپنی توجہ اور توقعات توڑتا ہے اسی قدر خدا سے قریب ہوتا ہے)

جب کوئی بندہ کسی ایسی جگہ لمبا سجدہ کرتا ہے جہاں اسے کوئی آدمی نہ دیکھ رہا ہو تو شیطان کہتا ہے ”افسوس یہ خدا کی اطاعت کر رہا ہے اور میں نے خدا کے حکم پر سجدہ نہ کر کے خدا کی نافرمانی کی۔ یہ سجدہ کر رہا ہے اور میں انکار کر رہا ہوں۔ اس لئے تم پر لازم ہے کہ سجدے کو لمبا کرو کیونکہ یہی خدا کی طرف رجوع کرنے اور پوری طرح توجہ کرنے والوں کا طریقہ کار ہے (یعنی لمبے سجدے کرنے کی وجہ سے تمہاری دلی توجہات خدا کی طرف مڑ جائیں گی جو حاصل عبادت ہے) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۸۵)

(شوق ترا اگر نہ ہو تیری نماز کا امام
ایسی نماز بھی حجاب ایسا سجود بھی حجاب) (اقبالؔ)

کیا نمازِ شاہ تھی ارکانِ ایمان کے ساتھ
دل بھی جھک جاتا تھا، ہر سجدے میں پیشانی کے ساتھ

(جوش)

کی ادا شہؑ نے نماز اس ذوقِ وجدانی کے ساتھ
کعبہ مَس ہوتا تھا ہر سجدے میں پیشانی کے ساتھ

(ایک ہندو شاعر)

لوگوں نے رسولؐ خدا سے عرض کی کہ آپؐ ہمیں خدا سے جنت کی ضمانت دلوادیں (کہ وہ ضرور ہمیں جنت عطا فرمائے گا) رسولؐ خدا نے فرمایا "اس شرط پر کہ تم لمبے لمبے سجدے کرکر کے میرے ساتھ تعاون کرو گے۔" (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۸۵۔ ص، ۱۶۴)

(لمبے سجدے کرنے سے خدا کا قرب یعنی خدا کی پسندیدگی حاصل ہوجاتی ہے۔ جسے خدا پسند کرنے لگے اس کے لئے جہنم جانے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔)

اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم کو میرے ساتھ محشور کرے تو تم خدائے واحد و یکتا و قہار کے سامنے لمبے لمبے طولانی سجدے کرو۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۸۵)

امام زین العابدینؑ اس وقت تک سجدے سے سر نہ اٹھاتے تھے جب تک آپ کے ماتھے پر پسینہ نہ آجاتا تھا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۸۵)

مجھے وہ شخص پسند نہیں آتا جس کی پیشانی صاف ہو اور اس پر سجدے کا کوئی نشان نہ ہو۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

(سجدے کا نشان خدا سے تعلق محبت، عبادت، غلامی اور اطاعت کی نشانی ہے۔

یہ نشان عشق ہیں جاتے نہیں
داغ ماتھے کے عبث دھوتا ہے کیا؟)

سجدہ صرف ان چیزوں پر جائز ہے جو زمین (مٹی) سے اگیں بشرطیکہ کھائی پی نہ جائیں کیونکہ سجدہ کرنا خدا کے سامنے اپنی دلی انکساری کا نام ہے۔ اس لئے سجدہ ایسی چیز پر ہونا چاہئے جو نہ کھائی جاتی ہوں نہ پی جاتی ہوں اور نہ پہنی جاتی ہوں۔ کیونکہ دنیا کے غلام انہی چیزوں کے غلام ہوتے ہیں جسے وہ کھاتے پیتے اور پہنتے ہیں جبکہ خدا کو سجدہ کرنے والا، اور لا الہ کہنے والا، صرف اللہ کا غلام ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو نہیں چاہئے کہ وہ اپنی پیشانی سجدے

میں ایسی چیزوں پر رکھے جس سے دنیا والے محبت کرتے ہیں اور ان کے دھو کے میں پڑے ہیں۔ اس لئے زمین پر سجدہ کرنا افضل ہے کیونکہ مٹی پر سر رکھنے سے اللہ کے لئے انکساری، خدا کا رعب اور خوف، ذلت، انکساری اور خلوص پیدا ہوتا ہے یا اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد، ۸۵)

امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی پر سجدہ کرنا (یعنی خاکِ شفا پر سجدہ کرنا) خدا اور بندے کے درمیان سات پردوں کو ہٹا دیتا ہے اور دعاؤں کو قبولیت کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد، ۸۵)

(کیونکہ خدا اور ہمارے درمیان پردہ ہمارے گناہوں اور تکبر کی وجہ سے پڑا رہتا ہے۔ دل سے لمبے لمبے سجدے کرنے سے خدا ہمارے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے اور دل سے تکبر ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے خدا اپنے اور نمازی کے درمیان کے پردے ہٹا دیتا ہے اور دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔)

(حسینؑ نازِ مشیت حسین امامِ نیاز
حسینؑ ایسی حقیقت جو اصل میں اعجاز
حسینؑ اپنے ہی جد کی یہ مستقل آواز
ہزار کرب و بلا ہوں مگر نماز نماز
جناں کی سمت نہ وقتِ نماز بڑھ کے چلے
نماز رہ گئی ایسی نماز پڑھ کے چلے
خضوع (خدا کی طرف جھکاؤ) جس میں دل سوئے حق لپکتا تھا
خشوع (خدا کا خوف اور رعب) جس میں نظامِ نفس کو سکتہ تھا
خلوص جس کو بہ حیرت خلوص تکتا تھا
رکوع جس میں کہ تازہ لہو ٹپکتا تھا
پھر اپنے خون سے محکم بنائے دیں رکھ دی
زمین کو ہوگئی معراج یوں جبیں رکھ دی

(حضرت آلِ رضاؒ)

کیا نماز شاہ تھی ارکانِ ایمانی کے ساتھ
دل بھی جھک جاتا تھا ہر سجدے میں پیشانی کے ساتھ
(جوشؔ)

شیخ پڑے محراب حرم میں برسوں دوگانے پڑھتے رہیں
سجدہ اک اُس تیغ تلے کا، ان سے ہو تو سلام کریں
(میر تقی میرؔ)

اللہ کا گھر (مساجد)

یہ مسجدیں خاص اللہ کے گھر ہیں۔ تم لوگ کبھی اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرنا۔

(قرآن۔ سورۂ جن ۱۸)

زمین میں میرے گھر مسجدیں ہیں۔ خوشیاں ہی خوشیاں ہیں اس کے لئے جو اپنے گھر سے پاک صاف ہو کر میرے گھر (مسجدوں) میں میری ملاقات اور زیارت کے لئے آتے ہیں۔ یاد رکھو کہ جس کی زیارت (ملاقات) کی جاتی ہے اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ آنے والے زائر ملاقاتی کی عزت کرے۔ جو لوگ اندھیروں میں چل کر میرے گھر (مسجدوں) میں آتے ہیں ان کو اس نور کی خوشخبری سنا دو جو ان کے لئے قیامت کے دن روشن ہوگا۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۸۳۔ از زبور۔ حدیث قدسی)

جو شخص مسجدوں میں پاک صاف (نہا دھو کر پاک کپڑے پہن کر باوضو) آئے گا خدا اس کو اس کے گناہوں سے پاک کردے گا۔ اس کا نام اللہ کی زیارت (دیدار و ملاقات) کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔ اس لئے تم مسجدوں میں بہت زیادہ (دل سے) دعا کیا کرو اور نمازیں پڑھا کرو (تاکہ تم کو خدا کی خوشی اور قرب حاصل ہو جائے)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۸۳)

جو شخص مسجد بناتا ہے چاہے وہ پیڑ کے چھوٹے سے گھونسلے کے برابر ہی کیوں نہ ہو، خدا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ ۷۷)

گھر میں ایک کمرے کو حضرت علیؑ نے نماز کے لئے مقرر کرلیا تھا۔ اس میں دوپہر کو آرام فرماتے۔ یہ کمرہ نہ بہت چھوٹا تھا نہ بڑا۔ اس طرح تم بھی کسی کمرے کو مسجد (نماز پڑھنے

کے لئے) مقرر کرلو۔ پھر دو چادریں اوڑھ کر خدا سے (دل سے) دعا مانگو کہ وہ تم کو جہنم سے چھڑا کر جنت لے جائے۔ کوئی غلط بات زباں سے نہ نکالو۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۸۴)

سب سے افضل نماز کی جگہ: کعبہ کے حرم میں اور میری مسجد میں (مسجد نبویؐ مدینہ) میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ مگر ان سب سے وہ نماز زیادہ افضل نماز ہے جو انسان اپنے گھر میں ایسی جگہ ادا کرے جہاں اسے سوائے خدا کے کوئی نہ دیکھے اور اس کا واحد مقصد خدا کو خوش کرنے کے سوا کچھ نہ ہو۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۸۳)

حضرت ابوذرؓ نے رسولؐ خدا سے پوچھا کہ مسجدوں کو کیسے آباد کریں؟ فرمایا "نہ مسجدوں میں آوازوں کو بلند کیا جائے، نہ غلط باتیں کی جائیں، نہ کاروبار کیا جائے۔ اگر ایسے غلط کام مسجدوں میں کرو گے تو قیامت کے دن خود کو بُرا بھلا کہو گے۔" (رسولؐ خدا۔ از بحار، ۷۷)

جو شخص جماعت کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد جاتا ہے اس کو ہر ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں دی جاتی ہیں اور اتنے ہی اس کے درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ اس حال میں مر جائے تو خدا ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس کے ساتھ اس کی قبر میں رہتے ہیں جو اس کو اکیلا نہیں چھوڑتے۔ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے لئے خدا سے معافیوں اور رحمتوں کو مانگتے رہتے ہیں۔ یہ سلسلہ قبر سے اٹھائے جانے تک جاری رہتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۷۶)

مسجد میں ایک سانس کے لئے بیٹھنے پر خدا ہر سانس پر ایک درجہ جنت کا بڑھا دیتا ہے۔ ہر سانس کے بدلے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ فرشتے رحمتیں لکھیں گے۔ ہر سانس پر دس گناہ مٹائے جائیں گے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار، ۸۵)

مسجد میں ہر طرح کا بیٹھنا فضول ہے سوا

۱۔ نماز پڑھنے کے لئے۔

۲۔ اللہ کا ذکر فکر و شکر کرنے کے لئے۔

۳۔ عالم سے سوالات کرنے کے لئے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار، ۷۷)

(اس میں تلاوتِ قرآن یقیناً شامل ہے)

مسجد ان لوگوں کی خدا سے شکایت کرے گی جو قریب رہ کر بھی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آتے۔ خدا مسجدوں پر وحی کرتا ہے کہ "مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں ان کی کوئی نماز

قبول نہ کروں گا، نہ ان کی عدالت (خوبیوں) کو ظاہر کروں گا۔ نہ میری رحمت ان کے شاملِ حال ہوگی۔ نہ یہ لوگ جنت میں میرے سایہ رحمت میں میرے قریب ہوں گے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۸۳)

تین چیزوں خدا سے شکایت کریں گی۔

۱۔ وہ ویران مسجد جس کے پڑوسی اس میں آ کر نماز نہ پڑھیں۔

۲۔ وہ عالم جو جاہلوں میں گھرا ہو (اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ کرے)

۳۔ وہ قرآن جو گھر میں لٹکا ہو۔ اس پر غبار ہو اور کوئی اسے نہ پڑھے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۸۳)

مسجد کا پڑوسی اگر صحیح معنی میں فارغ ہو اور پھر بھی (فرض) نماز اپنے گھر میں پڑھے تو اس کی فرض نماز نہیں ہوتی۔ (حضرت علیؑ ۔از بحار،۸۳)

مسجد کا ہمسایہ وہ ہوتا ہے جو اس مسجد کی اذان سن سکے اور مسجد کے چاروں طرف کے چالیس گھر مسجد کے پڑوسی ہیں۔ (حضرت علیؑ ۔از بحار۔جلد،۸۴)

حدیث قدسی: (خداوند عالم نے فرمایا): اگر تم نے میرے کسی بندے پر ظلم کیے ہیں تو میرے گھر (مسجد) نہ آؤ۔ ظالم جب تک میرے سامنے کھڑا نماز پڑھے گا، میں اس پر لعنت کرتا رہوں گا۔ جب تک وہ اپنے ظلم کی تلافی نہ کردے گا۔ اگر وہ اپنے ظلم کو ختم کر کے مظلوم کا حق ادا کردے گا تو میں اس کے کان بن جاؤں گا جس سے وہ سنے گا، اس کی آنکھ بن جاؤں گا جس سے وہ دیکھے گا۔ پھر وہ میرے اولیاء (خاص دوستوں) میں شامل ہوگا اور جنت میں انبیاء صدیقین اور شہداء کا ساتھی ہوگا۔ (جناب رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۸۴)

(**نوٹ:** معلوم ہوا کہ خدا کے گھر جا کر نماز کے لئے خدا کے سامنے کھڑے ہونے کا اہل صرف وہ ہے جو خدا کی مخلوق پر ظلم نہ کرے۔ کسی کا حق نہ مارے اور اگر کسی کا حق مارا ہے تو خدا کو راضی کرنے کے لئے اس کو فوراً ادا کردے تا کہ اس کی اور خدا کی دوستی میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے کیونکہ ان کا حق مارنے کے ساتھ ساتھ خدا سے دوستی نہیں ہوسکتی اور خدا سے سچی حقیقی دوستی اور محبت حاصل کرنے کا طریقہ خدا کے بندوں خاص کر ماں باپ بھائی بہن رشتہ داروں اور دوستوں، مسلمانوں، پڑوسیوں اور فقراء و مساکین کا حق ادا کرتا ہے جو زکوٰۃ خمس اور خیرات اور ان کی عزت کرنے اور ان کی خدمت کرنے ہی سے ادا ہوسکتا ہے۔ یہی نماز کا ایک

مقصد بھی ہے کہ خدا نے فرمایا "یقیناً نماز گندے بُرے کاموں (یعنی ظلم) سے روکتی ہے۔"
(قرآن)

نماز کی مثال دوا کی سی ہے۔ دوا وہی کامیاب ہے جو بیماری کو دور کرے۔ اس طرح نماز وہی مقبول ہے جو انسان سے ظلم اور بُرائی کو دور کردے۔ اس لئے قرآن نے کہا "نماز (وہی ہے جو) بُرے کاموں سے روکے۔ (اگر نہیں روکتی تو وہ نماز نہیں، ضرور نماز کی بدنما نقل ہے۔) تم مجھے یاد کرو (نماز پڑھو) میں تم کو یاد کروں گا۔ (قرآن)

آداب

جب مسجد کے دروازے پر آجاؤ تو پہلے سوچو کہ

۱۔ کس عظیم ذات کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو؟ جس میں صرف پاک لوگ قدم رکھ سکتے ہیں، جس میں صرف صدیقین کو آنے کی اجازت ہے۔ تم سب سے بڑے کائناتِ عالم کے شہنشاہ کی خدمت میں کھڑے ہو۔ اگر تم نے اس کی عظمت اور عزت کرنے سے غفلت برتی تو پھر تم سب سے بڑے خطرے میں پڑ جاؤ گے۔

۲۔ اس لئے خدا کے سامنے اپنی عاجزی، کمزوری اور گناہوں کا دل سے اقرار کرو۔

۳۔ صرف خدا کی طرف توجہ دو اور جان لو کہ اس کو تمہاری ہر ہر بات کا علم ہے۔

۴۔ خود کو خدا کے سامنے بالکل محتاج فقیر ناچیز سمجھو۔

۵۔ دل سے ہر وہ بات نکال دو جو خدا سے دور یا غافل کر کے تم کو خدا سے چھپا دے کیونکہ خدا صرف پاک خالص دل کی بات سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ پھر مسجد کے اندر جاؤ۔ اور سمجھ لو کہ تم نے خدا کی رحمتوں کو چکھ لیا۔ خدا کی خدمتوں کے لائق ہوگئے۔ تم کو امن اور خوشخبری مل گئی۔ اگر ایسے نہ بن سکو تو دروازہ پر ہی رک جاؤ۔ جب خدا کو تمہارے دل کی اس آرزو کا پتہ چل جائے گا کہ (تم خدا کی طرف واقعتاً توجہ کر کے، خود کو ناچیز سمجھ کر، دل کو پاک کر کے آئے ہو) مگر تمہاری کوشش ناکام ہو چکی ہے تو خدا خود تم پر رحم کی نظر فرمائے گا۔ وہ خود تمہیں ہر وہ کام کرنے کی توفیق (صلاحیت) دے گا جسے وہ پسند کرتا ہے۔ کیونکہ خدا کریم اور بے حد مہربان ہے۔ اپنے غیور کمزور بندوں کی عزت کرتا ہے اور جو لوگ خدا کو راضی کرنے

کے لئے خدا کے گھر کے دروازے پر آتے ہیں اور اس کے کرم کا انتظار کرتے ہیں (ان کا بھی احترام کرتا ہے) خود فرماتا ہے "کون ہے جب کوئی بے چین تڑپ کر پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔" (قرآن۔ سورۂ نمل، ۶۱) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار، ۸۳)

مسجد میں آنے کے فائدے

جو مسجدوں میں آتا ہے وہ آٹھ میں سے کسی ایک خوبی کو ضرور پالیتا ہے۔

۱۔ کوئی بھائی جس سے خدا کی راہ میں فائدہ حاصل کرے۔
۲۔ علم جس سے نئی نئی راہیں کھلیں۔
۳۔ محکم واضح آیت کا علم۔
۴۔ خدا کی رحمت جس کا اس کو انتظار ہے۔
۵۔ کوئی بات جو اس کو تباہی سے بچائے۔
۶۔ کوئی بات جو سیدھا راستہ دکھادے۔
۷۔ ایسا خوف جس کی وجہ سے وہ گناہ کرنا چھوڑ دے۔
۸۔ یا وہ کوئی گناہ اس لئے چھوڑ دے کہ لوگوں سے حیا کرے۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار، ۸۷)

کم سے کم مسجد میں آنے والا تین میں سے ایک فائدہ ضرور حاصل کرتا ہے۔

۱۔ وہ یہ دعا مانگتا ہے کہ کہ خدا اس کو جنت میں پہنچا دے۔
۲۔ جب لوگ دعائیں مانگتے ہیں جس سے اس کی بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔
۳۔ کوئی بھائی ملے گا جس سے وہ راہِ خدا میں فائدے اٹھائے گا۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار، ۸۷)

ان مسجدوں کی زیارت نہ چھوڑو۔

۱۔ مسجد قبا (مدینہ)۔
۲۔ مشربہ ام ابراہیم۔
۳۔ مسجد فضیخ (مدینہ)۔
۴۔ قبرستان شہداء۔

۵۔ مسجد احزاب جسے مسجد فتح بھی کہتے ہیں (مدینہ) (امام صادق علیہ السلام)

نیز مسجد کوفہ کہ اگر اس میں انسان ۱۰۰ دفعہ بھی داخل ہو تو خدا سو دفعہ اس کے لئے مغفرت لکھتا ہے کیونکہ مسجد کوفہ حضرت نوح علیہ السلام کا گھر ہے اور انہوں نے دعا کی تھی۔ ''مالک مجھ کو، میرے ماں باپ کو اور جو مومن میرے گھر داخل ہوا اس کو بخش دے۔'' (قرآن)

(امام علی رضاؑ۔ از بحار۔ جلد،۱۰۰)

حرام کمائی

حرام کی کمائی کے آٹھ دروازے (طریقے) ہیں۔

۱۔ فیصلہ کرنے میں رشوت لینا جو سب سے بدتر حرام کمائی ہے۔

۲۔ زنا کے ذریعہ کمانا۔

۳۔ نر جانور کے ذریعہ مال لینا وہ بھی نسل بڑھانے کے لئے۔

۴۔ مردار بیچنا۔

۵۔ شراب بیچنا۔

۶۔ کتے بیچنا۔

۷۔ بچھے لگانے کی اجرت۔

۸۔ کاہن نجومی کی اجرت۔ (حضرت علیؑ۔ از کنز العمال)

۹۔ نیز ظالم حکمرانوں کے کام کر کے ان سے اجرت لینا۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد،۱)

جادو

جو تھوڑا سا بھی جادو سیکھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ اگر توبہ کر لے تو سزا معاف ہو جائے گی (اور وہ کفر سے باہر آ جائے گا۔)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ ۷۹،)

نجومی کاہن جیسا ہے، کاہن جادوگر کی طرح ہے، جادوگر کافر کی مانند ہے اور کافر جہنمی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ،۷۹)

ایک عورت نے رسولؐ خدا سے کہا کہ میرا شوہر مجھ پر سختی کرتا تھا۔ میں نے اس پر جادو کیا ہے تاکہ وہ مہربان ہو جائے۔ فرمایا "تو نے اپنا ذہن خراب کیا۔" پھر تین دفعہ فرمایا "تجھ پر آسمان و زمین کے فرشتوں کی لعنت ہو۔" (حضرت علیؑ۔از بحار۔جلد،۷۹)

جادو کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک قسم طب جیسی ہے جس میں بیماروں کا علاج کیا جاتا ہے۔ مگر جادوگروں کی دوا ہر تندرستی کے لئے آفت، ہر سلامتی کے لئے ایک مصیبت ہے۔ جبکہ طبیب (مراد حکیم ڈاکٹر) جب علاج کرتا ہے تو مرض دور کر دیتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد،۶۳)

نتیجہ: (مقصد یہ ہے کہ جادوگروں سے علاج بھی نہ کراؤ۔)

مسخرہ پن

اے ایماندارو! تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کے مردوں کے ساتھ مسخرہ پن نہ کرے۔ ممکن ہے کہ وہ لوگ (خدا کے نزدیک) اچھے لوگ ہوں۔ اس طرح عورتیں بھی مسخرہ پن نہ کریں۔ کیا عجب کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ (قرآن۔حجرات،۱۱)

جو لوگ دوسروں کا مذاق اڑا کر (اس کو ذلیل کرتے ہیں) ان کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جاؤ۔ جب دروازے کے قریب آئے گا تو دروازہ بند ہو جائے گا۔ پس یہی (مذاق) ہوتا رہے گا۔ (رسولؐ خدا۔از کنز العمال)

جو لوگوں کا مذاق اڑاتا ہے، اس سے سچی محبت کی توقع نہ رکھ۔

(امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد،۷۵)

جہاد بالنفس، باطن (دل و دماغ) کی درستی اور اصلاح.... قلب سلیم

خوشخبری ہے اس کے لئے جو اپنے باطن دل و دماغ کو درست رکھے (یعنی طمع، حرص، تکبر اور کسی کے لئے بُرائی یا نقصان پہنچانے کا خیال نہ رکھے) اس کا ظاہر بھی اچھا ہو اور اس کی بُرائی لوگوں سے دور رہے۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

دل کا صاف صحیح سالم (بُرائیوں سے محفوظ رہنا) افضل ترین ذخیرۂ آخرت ہے۔
(یعنی کسی بُرے کام کا ارادہ بھی نہ کرے) (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

نوٹ: قرآن میں خدا نے فرمایا ''جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے۔ سوا اس کے جو قلب سلیم لے کر اللہ کے پاس آئے۔'' (قرآن)

('' قلب سلیم'' سے مراد ایسا دل ہے جو ہر بُرائی سے محفوظ ہو۔ نہ اس میں شرک ہو نہ کفر نہ نفاق نہ مومنین سے دشمنی۔ پس ہر شخص کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہو۔ ہر ایک کو فائدہ پہنچانے کا خیال ہو۔ کسی کو ذلیل کرنے یا نقصان دینے کا وہم و خیال نہ ہو۔ صرف خدا پر بھروسہ ہو اور خدا کو راضی کرنے یا آخرت بنانے کی فکر ہو۔)

جو شخص (چھپا کر) اچھے کام کم کرتا ہے مگر اس کا دل صرف خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے (لوگوں کی تعریف یا برتری نہیں چاہتا) تو خدا اس کے عمل کو زیادہ کرتا ہے اور ظاہر بھی کرتا ہے۔ لیکن جو اچھے کام بہت کرتا ہے مگر لوگوں کو خوش کرنا چاہتا ہے تو اللہ کو یہ بات پسند نہیں آتی۔ اس لئے وہ اس کے عمل کو سننے دیکھنے والوں کے لئے قلیل کر دیتا ہے۔ چاہے وہ اس کام میں جسم تھکا تھکا دے اور راتیں جاگ جاگ کر گزارے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

نوٹ: معلوم ہوا کہ انسان نیک عمل کرنے سے پہلے پوری کوششیں کر کے اپنی نیت اور خواہش کو درست کرے۔ نیک عمل چھپا کر کرنے اور صرف اس لئے کرے کہ خدا اس سے خوش ہو جائے۔ اس کا اعلان نہ کرے۔ یہ دل کی پاکیزگی ہے۔ اسی پر عمل کی قوت اور نتیجہ کا دارومدار ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (الحدیث)

جس طرح ایک جسم ہوتا ہے اور دوسرے جسم کی قوت یا روح ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح عمل جسم ہے اور نیت اس کی اصل قوت روح اور توانائی ہے۔ اس لئے رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ''عمل کی نیت خود عمل سے بھی افضل ہے۔''

جو شخص اللہ کے ساتھ اچھا رہتا ہے (یعنی خدا کو اپنا حقیقی مالک سمجھ کر اس کی عملاً اطاعت کرنے کی کوششیں کرتا ہے) وہ لوگوں کے ساتھ بُرا سلوک نہیں کرتا (کیونکہ وہ جانتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ بُرا سلوک کرنے سے میرے تعلقات خدا سے بے حد خراب ہو جائیں گے کیونکہ مخلوق خدا کی عیال ہے اور خدا کو اپنی مخلوق سے بے حد پیار ہے) اس لئے وہ اپنے باطن (دل و دماغ) کو ٹھیک کرتا رہتا ہے (یعنی دل و دماغ کو خدا کی بڑائی سمجھا کر خدا کی اطاعت پر لگاتا ہے) پھر خدا بھی اس کے ظاہر کو ٹھیک کر دیتا ہے۔

جو اللہ کو خوش راضی کرنے کی کوششیں کرتا ہے، خدا لوگوں کو بھی اس سے خوش کر دیتا ہے

اور اپنی رضامندی بھی اس کو عطا فرماتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(**نوٹ:** معلوم ہوا کہ سب سے افضل اور اعلیٰ کوشش اور کام یہ ہے کہ انسان صرف خدا کو خوش کرنے کی کوشش کرے۔ اپنے دل و دماغ اور وجود کو اسی ایک مقصد پر لگا دے۔ نتیجتاً لوگ بھی اس سے خوش ہو جائیں گے اور خدا بھی۔ بندگی کی اس سے بڑی کوئی کامیابی نہیں ہوسکتی کہ غلام کا مالک اس سے راضی ہو اور لوگ بھی اس سے خوش ہوں۔ اس کام کے لئے سب سے پہلے اپنی نیت اور مقصد کو درست کرنا ہوگا اور پھر عملاً خدا کی اطاعت کرنی ہوگی۔ "عمل کی ترازو میں خدا کو راضی کرنے کی نیت بے حد وزنی ہوتی ہے۔" (الحدیث))

جس کا باطن خوبصورت ہوتا ہے اس کا ظاہر بھی خوبصورت ہوجاتا ہے اور ظاہر کے خراب ہوجانے سے باطن خراب ہوجاتا ہے۔ انسان کی سیرت کردار اس کے باطن کے خوبصورت ہونے کا آئینہ ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم) سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ انسان اپنے پالنے والے مالک کو بھول جائے اور پھر اس پر خوش بھی رہے۔ یہ سب سے بڑی خرابی حرص اور تکبر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۳،)

(معلوم ہوا سب سے بڑی خرابیاں لالچ اور تکبر ہیں جن سے دل کو پاک کرنا سب سے بڑا جہاد بالنفس ہے کیونکہ ان دونوں کی وجہ سے انسان خدا کو بھول جاتا ہے اور صرف مال و دولت، عیش و عشرت، ظلم و ستم اور برتری کے حصول کے لئے وقف ہوجاتا ہے۔ جب انسان کا باطن مضبوط ہوجاتا ہے تو اس کا ظاہری وجود بھی مضبوط ہوجاتا ہے اور انسان اپنے باطن کو خوب جانتا ہے۔ خدا فرماتا ہے "انسان خود اپنے اوپر گواہ ہے۔" (قرآن۔ سورۃ قیامت)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۱،)

(یعنی انسان خوب جانتا ہے کہ اس کا اصل مقصد مال اولاد عورت عہدہ برتری حاصل کرنا ہے یا خدا کو راضی کرنا ہے؟ اس لئے وہ خود اپنے دل و دماغ کی اصلاح کرسکتا ہے۔ خدا کی عظمت، بڑائی اور نعمتوں، عطاؤں کو یاد کر کر کے اپنے دل کو خدا کی بڑائی کی طرف متوجہ کرسکتا ہے اور بالآخر دل و دماغ کو صرف خدا کی رضامندی حاصل کرنے پر لگا سکتا ہے۔ حقیقتاً یہی خلوص سب سے بڑی چیز ہے کیونکہ خدا نے فرمایا "خدا کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے۔" (قرآن))

اصل راحت اور خوشی کیسے حاصل ہوتی ہے؟

تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی نعمتوں پر ہونی چاہئے (یعنی نیک کام کرنے، خدا اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے کے بعد) مال میں سے کوئی چیز اگر جاتی رہے تو اس پر رنج نہ کرو۔

۱۔ مومن کی اصل خوشی خدا کی اطاعت کرنے میں ہے (کیونکہ یہی اس کا اصل مقصدِ تخلیق ہے) اور مومن کا اصل غم گناہ کرنے پر ہے (کیونکہ گناہ کی وجہ سے وہ خدا سے دور ہو جاتا ہے) (حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

۲۔ خوشی صرف نرمی کے ساتھ لوگوں کے ساتھ تعاون اور کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (حضرت علیؑ ۔از بحار۔ جلد، ۷۸)

۳۔ عقل کی جڑ قدرتِ (عمل) ہے اور اس کا پھل خوشی ہے (یعنی عقلمندی یہ ہے کہ اچھا عمل کرے جس کا نتیجہ حقیقی خوشی ہے۔) (حضرت علیؑ ۔از بحار، ۷۸)

جو کسی کے دل کو خوش کرے

خدا کی قسم جو کسی کے دل کو خوش کرتا ہے، خدا اس کے لئے اسی خوشی سے ایک خاص خوشی کو پیدا کرتا ہے۔ پھر جب اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہی خوشی اونٹوں کو ہنکانے والے کی طرح اس مصیبت کو اس سے بھگا دیتی ہے۔ (حضرت علیؑ ۔از نہج البلاغہ۔ حکمت، ۲۵۷)

جو مومن کی مصیبت میں مدد کرتا ہے، اللہ اس پر بہتر (۷۲) رحمتیں بھیجتا ہے۔ اس میں سے ایک خدا اس کو دنیا میں عطا فرماتا ہے جس سے اس کی معاشی حالت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ باقی اکہتر (۷۱) رحمتیں قیامت کی سخت مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار، ۷۵)

جنت میں ایک گھر "دار الفرج" یعنی خوشیوں کا گھر ہے۔ اس میں صرف وہی جائے گا جو مومنین کے یتیم بچوں کو خوش کرتا ہوگا یا عام بچوں کو خوش کرتا ہوگا۔ (جناب رسولِ خدا۔ از کنز العمال) جو کسی مومن کو خوش کرتا ہے وہ اصل میں مجھے خوش کرتا ہے جو مجھے خوش کرتا ہے وہ خدا کی خوشی حاصل کر لیتا ہے۔ جو خدا کو خوش کر لیتا ہے وہ قیامت میں ان لوگوں میں شامل

ہوگا جو ہر لحاظ سے خوش اور مطمئن ہوں گے۔ (یعنی مکمل کامیاب ہوں گے۔)

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۷۴)

جناب رسولؐ خدا کسی مومن کی حاجت پورا کرنے سے خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر تم رسولؐ خدا تک پہنچنا چاہتے ہو تو کسی مومن کی کوئی ضرورت پوری کرو اور اس طرح ان سے تعلق پیدا کرلو۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار،۷۴)

جو مومن کو ملاقات پر خوش کرتا ہے، خدا اس کو خوش کرتا ہے۔ جو مومن کو خوش کرتا ہے، وہ رسول خدا کو خوش کرتا ہے اور اس طرح وہ خدا تک جا پہنچتا ہے۔ اس طرح جو مومن کو تکلیف پہنچاتا ہے (وہ رسولؐ خدا کو تکلیف پہنچا کر خدا سے دور ہو جاتا ہے)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار،۷۴)

جو کسی مومن کی کوئی ایک تکلیف دور کرتا ہے، خدا قیامت کے دن اس کے دل کو کھول دے گا (خوش کردے گا) اور قیامت کے دن اس کے ستر (۷۰) دکھ دور کردے گا۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۷۴)

وہ اپنی قبر سے اتنا خوش اٹھے گا کہ اس کا دل برف کی طرح ٹھنڈا (مطمئن اور خوش) ہوگا۔ اس کے آگے آگے ایک چیز چل رہی ہوگی۔ جب وہ ڈرے گا تو آگے چلنے والا جسم اس سے کہے گا نہ ڈر نہ غم کر۔ مومن اس سے پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ کہے گا "میں وہی خوشی ہوں جو تم اپنے مومن بھائی کو دیا کرتے تھے۔" (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۷)

جو کسی مومن کی اس کی فقیری کی حالت میں مدد کرے گا اور اس کی ضرورتوں کو پورا کرے گا اور تکلیفوں کو دور کرے گا، خدا آخرت میں اس کے تمام کام آسان کردے گا۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۴)

فضول خرچی

بیشک حد سے زیادہ بڑھ جانے والے جہنمی ہیں۔ (قرآن۔ سورۃ مومن،۴۳) کھاؤ پیو مگر فضول خرچی نہ کرو۔ خدا فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (قرآن۔ سورۃ اعراف،۳۰)

مالک مجھے فضول خرچی سے یعنی اپنی روزی تباہ کرنے سے بچا۔

(امام زین العابدینؑ۔ از صحیفہ کاملہ)

میانہ روی

میانہ روی اختیار کرو۔ آج کے دن کل کو یاد رکھو۔ صرف ضرورت بھر مال روک کر باقی آخرت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے آگے بھیج دو۔ فضول خرچی تباہ کرتی ہے۔

بدترین خرچ فضول خرچی ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم) (یعنی بلاضرورت صرف لوگوں کو دکھانے اور ان پر برتری جتانے کے لئے یا صرف بے حد لطف اٹھانے اور عیاشی کے لئے خرچ کرنا)

وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچ کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ ان کا خرچ درمیانہ ہوتا ہے۔ (قرآن۔ سورۃ فرقان، ۶۸)

امام علیہ السلام نے مٹھی بھر پتھر کے ٹکڑے اپنی مٹھی میں لئے پھر سب کو گرا دیا۔ فرمایا یہ فضول خرچی ہے۔ پھر مٹھی میں پتھر کے ٹکڑے لئے اور ہاتھ ہلایا مگر کچھ نہ گرایا۔ فرمایا یہ کنجوسی ہے۔ پھر کچھ گرائے اور کچھ کو روکے رکھا۔ فرمایا "یہ میانہ روی ہے۔"

(امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۶)

فضول خرچی اور بخل کے درمیان کی مقدار (میں خرچ کرنا) میانہ روی ہے۔

(امام موسیٰ کاظمؑ ۔ از تفسیر نور الثقلین ۔ جلد، ۶)

(یعنی جائز ضرورتیں اچھی طرح پورا کرنا اور بلاضرورت عیاشی یا دکھاوے یا برتری کے لئے نہ خرچ کرنا)

فضول خرچ کرنے والے کی تین نشانیاں ہیں:

۱۔ وہ چیزیں خریدتا ہے جو اس کے فائدے اور ضرورت کی نہیں ہوتیں۔

۲۔ وہ پہنتا ہے جو اس کی شان کے مطابق نہیں ہوتا۔
(یعنی بہت مہنگا کپڑا، جوتا سامان وغیرہ)

۳۔ وہ کھاتا ہے جو اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہوتا۔ (یعنی مرغن قیمتی غذائیں جو بیمار کر دیں) (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۲)

سخاوت کی ایک حد ہے۔ اگر اس سے آگے بڑھ جائے تو فضول خرچی ہے (یعنی اتنی سخاوت نہ کرے کہ کل سر پکڑ کر بیٹھ جائے) (امام حسن عسکریؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

بدن کی اصلاح (علاج) کرے، اس میں فضول خرچی نہیں۔ فضول خرچی یہ ہے کہ مال برباد کرے اور بدن کو نقصان دے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۵)
(صحت اچھی ہوگی تو دنیا بھی کمائے گا اور آخرت بھی۔ اچھے کام بھی کرے گا اور لوگوں کی مدد بھی۔)

چوری

صرف اس چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا جو دیوار میں سوراخ کرے یا تالا توڑ کر چوری کرے۔ مگر قحط کے سال چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ چور اگر از خود توبہ کر لے اور از خود مال واپس کر دے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)
(معلوم ہوا سخت احتیاج میں چوری کرنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔)
تین قسم کے لوگ چور ہیں۔
۱۔ زکوٰۃ نہ دینے والا۔
۲۔ بیوی کے مہر کو حلال سمجھ کر خود کھا جانے والا۔
۳۔ اس نیت سے قرض لینا کہ واپس نہ کروں گا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از خصائل)

کامیابی کا راز اور سعادت..... خوش قسمتی اور نیک بختی؟

اصل خوش قسمت انسان وہ ہے:
۱۔ جو خدا کی سزاؤں سے ڈرے اور خدا کو دل سے اپنا پالنے والا مالک جانے۔
۲۔ ثواب کمانے کے لئے نیک کام کرے اور جنت کے شوق میں راتوں کو جاگے۔
۳۔ دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا رہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)
۴۔ نیک بخت وہ ہے کہ ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں کو حاصل کرنے پر لگ جائے اور دنیا کو جو فانی ہے اور جس کا عذاب ختم نہیں ہوتا، اس کو آخرت پر خرچ کر دے، بجائے اس کے کہ دوسروں کے لئے چھوڑ جائے جو اس کو خرچ کر کے کامیاب ہوں اور خود جمع کرنے والا بدبخت، بدقسمت قرار پائے۔
(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

۵۔ خوش قسمت وہ ہے جو صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے خدا کی اطاعت کرے اور ہاتھوں سے نکل جانے والی چیزوں کو اہمیت نہ دے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

۶۔ اے علیؑ! مکمل خوش قسمت وہ ہے جو میری اور تمہاری عملاً اطاعت کرے اور تم سے محبت کرے۔ (رسولؐ خدا کا حضرت علیؑ سے خطاب۔ امالی شیخ)

خوش قسمت بننے کے طریقے

جو عالم نہیں وہ خوش قسمت نہیں۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

تم صرف علم حاصل کر کے حقیقی کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

علماء کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے (مراد علم و ادب سیکھنے) اور ایمان حاصل کرنے سے سعادت اور کامیابی کی بلندیوں تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اس طرح حق کو اختیار کر لینا اصل سعادت ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

انسان جب تک ناگوار مشکلات کا مزہ نہیں چکھتا اور جب تم خود اپنا محاسبہ کر کے اپنی اصلاح کی خود کوششیں نہیں کرتا وہ خوش قسمت کامیاب نہیں بن سکتا۔ جو صرف لذتوں کو حاصل کرنے میں پڑا رہتا ہے وہ کبھی خوش قسمت نہیں بن سکتا۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

تین کام کرنے سے انسان خوش قسمت بن جاتا ہے۔

۱۔ جب کوئی نعمت پائے تو دل سے خدا کا شکر ادا کرے۔

۲۔ جب رزق میں کمی ہو تو کثرت سے استغفار کرے (یعنی خدا سے اپنے گناہوں کی معافیاں طلب کر کے اپنی اصلاح کرے)

۳۔ جب کوئی مشکل سامنے آجائے تو کثرت سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

کوئی شخص خدا کی اطاعت کیے بغیر خوش قسمت کامیاب نہیں ہو سکتا اور کوئی شخص خدا کی نافرمانی کے بغیر بد قسمت نہیں ہوتا۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

خوش قسمتی کی نشانیاں

۱۔ دل کا دشمنیوں اور حسد سے پاک ہونا۔

۲۔ خدا سے دعائیں کرنا۔

۳۔ خدا کے فیصلوں پر راضی رہنا۔

۴۔ نیک اعمال بجالانا۔

۵۔ خدا کی تسبیح وتعریف کرتے کرتے اپنے جبڑوں کا ہلکا کردینا (یعنی خدا کا بہت شکر، تعریف اور ذکر کرنا۔) (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۹۳)

تین چیزیں خوش قسمتی اور کامیابی (کا ذریعہ) ہیں۔

۱۔ ہم خیال بیوی۔

۲۔ نیک اولاد۔

۳۔ آسان کاروبار کہ صبح کمائے اور شام کو گھر آجائے۔ (امام صادقؑ ۔ از بحار، ۱۰۳)

خوش قسمتی کی اصل علامتیں صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے اچھے اچھے کام کرنا اور نیک کاموں میں جلدی کرنا ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ اصل حکومت خدا کی ہے تو آخرت اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور امیدیں تمنائیں اس کے پیٹ کے پیچھے چلی جاتی ہیں۔ (یعنی کم اہم ہوجاتی ہیں) لیکن جب انسان شیطان کی حکومت (کے قبضہ) میں آجاتا ہے تو اس کی بدقسمتی طے ہوجاتی ہے۔ پھر اس کی آرزوئیں اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں اور اس کی آخرت اس کے پیٹ کے پیچھے چلی جاتی ہیں (یعنی وہ آخرت کی فکر بالکل چھوڑ دیتا ہے۔)

(جناب رسولؐ خدا۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد، ۳)

کھویا نہ جا صنم کائنات میں
محفل گداز گرمی محفل نہ کر قبول اقبالؔ

حماقت

گھٹیا کاموں کا کرنا، گمراہ لوگوں کو دوست بنانا حماقت ہے۔ (امام حسن علیہ السلام)

اپنے سے کمزوروں پر رعب جمانا اور امیروں کے سامنے سر جھکانا حماقت ہے۔

(امام صادقؑ ۔از بحار۔۷۵)

جو تم سے اپنی حماقت کی وجہ سے کوئی بدکلامی کرے تم اپنے خوبصورت قلم کے ذریعہ اس کو نصیحت کرو۔ (حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

احمق کا مقابلہ جواب نہ دے کر کرو۔ اس سے منہ پھیرلو۔ جواب نہ دو گے تو لوگ تمہارے مددگار بن جائیں گے۔ احمق کو جواب دینا آگ میں لکڑیاں ڈالنا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۱۷)

جو احمق کا مقابلہ کرتا ہے، خود کو گالیوں کے لئے پیش کرتا ہے۔ مگر کبھی کبھی تلخ کلامی ہی احمق کو ٹھیک کرسکتی ہے۔ (حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

سکر (نشہ) حرام ہے

ہر نشہ لانے والی چیز سے بچو کہ وہ حرام ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔از کنز العمال) جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لاتی ہے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔ (امام محمد باقرؑ ۔بحار۔۷۹)

گناہوں کی اور دولت کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو کیونکہ اس کا علاج بہت دور کی بات ہے۔ (حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم) (گناہوں کی مستی کا مطلب کہ گناہ کرکر کے خوش رہنا)

مکان

جو مکان ضرورت سے زیادہ ہوگا، وہ اپنے مالک کے لئے قیامت کے دن وبال ہوگا۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از وسائل الشیعہ۔جلد،۳)

جو شخص دکھانے اور مشہور ہونے کے لئے بڑا گھر بنائے گا، وہ قیامت کے دن اس کو سر پر اٹھائے پھرے گا اور پھر آگ کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ صرف اپنی ضرورت کے لحاظ سے گھر بناؤ۔ فخر کرنے اور اترانے کے لئے زیادہ نہ بناؤ۔

(رسولؐ خدا۔از بحار۔۷۶)

گھر بیچو تو رقم کو دوسرے گھر کے خریدنے پر خرچ کرو۔ ورنہ اس مال میں برکت نہ ہوگی۔ (رسولؐ خدا۔از کنز العمال)

اسلام

اسلام سے بڑھ کر کوئی مضبوط پناہ گاہ نہیں۔ اور قرآن ایسی رسّی ہے جس کے حلقے بے حد مضبوط اور ایسی چوٹی ہے جس کی پناہ گاہ زبردست مضبوط ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

جب انسان مسلمان ہو کر پوری طرح اسلام کی تعلیمات کو اپنا لیتا ہے تو خدا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ صرف بعد کے گناہوں کا بدلہ لیا جائے گا۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ زبان سے مسلمان محفوظ ہیں۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

ایک مسلمان دوسرے کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو بُرا کہتا ہے۔
(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

مسلمان نہ خیانت کرتا ہے نہ جھوٹ بولتا ہے نہ دوسرے مسلمان کو مصیبتوں میں چھوڑ دیتا ہے۔ البتہ ایک مسلمان دوسرے کا آئینہ ہوتا ہے، بھائی ہوتا ہے، مصیبت کے وقت کا ساتھی ہوتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

مسلمان ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں۔ دشمنوں کے مقابلے میں ایک ہو جاتے ہیں۔ اپنے عہد اور وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمانوں پر تقویٰ کے سوا کسی طرح کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ تمام مسلمان ایک شخص کی مانند ہوتے ہیں۔ جب ایک عضو (ایک مسلمان) کو تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم چیخ اٹھتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

بہترین مسلمان

سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جس کی نظر انجام پر ہو اور صبر کرنا اس کا ظاہر اور باطنی لباس (عادت) ہو۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

بلند ترین اسلام خدا کی راہ میں جہاد (کام، کوششیں اور جنگ) کرنا ہے۔ جس میں صرف افضل ترین مسلمان ہی داخل ہوتے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از کنز العمال)

جو عہد کو پورا کرتا ہے اس کا اسلام بہترین اسلام ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

اسلام کے ارکان یا بنیادیں

سات (۷) ہیں:

۱۔ عقل جس پر صبر کی بنیاد ہے۔
۲۔ سچ بولنا اور اپنی عزت بچانا۔
۳۔ قرآن کو سمجھ کر صحیح طریقے سے پڑھنا۔
۴۔ صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے محبت اور دشمنی کرنا۔
۵۔ محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق کو جان کر ان کی حکومت کو ماننا۔
۶۔ مومن بھائیوں کا پورا پورا حق ادا کرنا۔
۷۔ لوگوں کے ساتھ اچھی طرح رہنا ملنا جلنا۔ (حضرت علیؑ۔ از تحف العقول)

اسلام کے پانچ ستون ہیں

۱۔ باقاعدگی سے نماز پڑھنا۔
۲۔ زکوٰۃ ادا کرنا (یعنی بچت کا ڈھائی فیصد غریبوں کو دینا)
۳۔ رمضان کے روزے رکھنا۔
۴۔ حج کرنا۔
۵۔ ہم محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولایت (سرپرستی، حکومت) کا دل سے اقرار کرنا۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶۸)

یہی اسلام وہ مذہب ہے جسے خدا نے اپنے پہنچوانے کے لئے پسند فرمایا، اس کی دیکھ بھال کی۔ اس کو اپنی مخلوق کے لئے چن لیا۔ اس کے ستونوں کو اپنی محبت پر مضبوط کیا (یعنی اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ خدا سے محبت کی جائے اور نتیجتاً اس کی اطاعت کی جائے)

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶۸)

آل محمدؐ اسلام کا ستون اور حفاظت کا ٹھکانہ ہیں

اس لئے ان سے محبت کرنا اور ان کی پیروی کرنا اسلام ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

(ڈوب کر پار اتر گیا اسلام
آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے؟
تم مل ملا کے بابری مسجد بچا سکے؟
تنہا حسینؑ دین نبیؐ کو بچا گیا
واں دگر مولائے ابرار جہاں
قوتِ بازوئے احرارِ جہاں

(اقبال)

دیں است حسین دیں پناہ است حسین)

(معین الدین اجمیریؒ))

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

۱۔ خدا کو یکتا دل سے سمجھ کر مان کر اس کی گواہی دینا۔

۲۔ نماز پابندی سے قائم رکھنا۔

۳۔ زکوۃ ادا کرنا۔

۴۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

۵۔ حج ادا کرنا۔ (صحیح مسلم۔ جلد،۱۔ از ابن عمر)

اسلام کا پھل نیک عمل ہے اور اسلام کی بنیاد ہم محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے (اس لئے کہ یہی محبت اچھے عمل کی بنیاد ہے۔) (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

اسلام کے معنی

خدا کے ہر حکم کی اطاعت کا اقرار کرنا اور عملاً اس کو ادا کرنا (یعنی عملاً خدا کے ہر حکم کی اطاعت کرنا) اب جو ظاہراً صرف زبان سے خدا کی اطاعت کرنے کا اقرار کر لیتا ہے، چاہے دل میں خدا کی اطاعت کرنے کو نہ مانتا ہو، وہ اسلام (مسلمان) کہلانے کا حقدار ہو جاتا ہے۔ میراث کا حق پاتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ نفع نقصان میں شریک ہو جاتا ہے۔ (کیونکہ) اسلام ایمان سے پہلے ہے۔ اسلام کی بنیاد پر لوگ ورثے پاتے ہیں مگر ایمان کی

بنیاد پر خدا سے اجر وثواب کے مستحق بن سکتے ہیں۔ اسلام کا اعلان کرنے کے بعد اس کی جان کی حفاظت کی جاتی ہے، اس کی امانت کو ادا کیا جاتا ہے جبکہ ثواب ملنے کا تعلق ایمان سے ہے۔ (یعنی سمجھ کر خدا کو مان کر عملاً اس کی اطاعت کرنے سے آخرت کا ثواب ملتا ہے)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶۸)

میں اسلام کی صحیح تعریف بیان کرتا ہوں جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی

۱۔ اسلام خدا کے سامنے سر اطاعت جھکانے کا نام ہے۔

۲۔ یہ ماننا کہ صرف خدا میرا مالک خالق پالنے والا ہے۔

۳۔ یہی تصدیق (دل سے سچے معنی میں سمجھ کر کی جائے تو) یقین ہے۔

۴۔ اس یقین (کا منطقی تقاضہ) خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو عملاً ادا کرنا ہے۔

خدا کے سامنے سر تسلیم و اطاعت کو جھکانا اسلام ہے۔ (یعنی واقعتاً دل سے خدا کی ربوبیت اور مالکیت) کی تصدیق اور اعتراف کرنا اسلام ہے۔ خدا کی حاکمیت و مالکیت کا دل سے اعتراف کرنے (کا تقاضہ خدا کے مقرر کیے ہوئے) فرائض کو عملاً ادا کرنا ہے۔ خدا کی حاکمیت مالکیت کا اعتراف کرنا ہی "عمل" کی بنیاد ہے اور عمل یہ ہے کہ خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا کیا جائے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶۸)

اسلام کا مقصد خدا کی عملاً اطاعت کے لئے سر تسلیم جھکانا ہے (یعنی خدا کو مالک جان کر اس کی مکمل اطاعت کے لئے خود کو پیش کرنا ہے) اس کا اصل مقصد خدا کی خاص نعمتوں کے گھر (مراد جنت اور خدا کا قرب) کے حصول میں کامیابی حاصل کرنا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

اسلام یہ ہے کہ تمہارا دل (شرک، کفر، نفاق اور ہر برائی سے) محفوظ رہے اور دوسرے مسلمان بھی تمہاری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

اسلام اچھے اخلاق اور اچھی عادتوں کا نام ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جو مومن دوسرے مومن کے خلاف مدد کرتا ہے وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

ہم اہلبیتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سے ایک شخص از سر نو اسلام کی طرف

لوگوں کو اسی طرح بلائے گا جس طرح رسولؐ خدا نے بلایا تھا۔ (مراد امام مہدیؑ ہیں)

(امام صادقؑ ۔از بحار۔جلد، ۸)

اسلام غریب بن کر آیا تھا اور عنقریب غریب ہو کر ہی واپس جائے گا۔ اس لئے غریبوں کو خوشخبری ہو۔ صحابہ نے پوچھا غریب کون ہوتا ہے؟ فرمایا ''وہ لوگ کہ جب سب لوگ خراب ہو جائیں تو وہ صحیح حالت میں رہیں۔'' (رسولؐ خدا۔از کنز العمال)

(یعنی دنیا داروں کی خرابیوں سے دور رہیں گے۔ عام طور پر وہ غریب لوگ ہوتے ہیں یا پھر غریب سے مراد عجیب وغریب لوگ ہیں۔)

اگر کوئی مسلمان مدد کے لئے پکارے اور دوسرا مسلمان جواب نہ دے (مدد نہ کرے) تو وہ مسلمان نہیں۔ جو اس حالت میں صبح کرے کہ مسلمانوں کے مسائل کی فکر نہ کرے وہ اہلِ ایمان سے نہیں۔ (رسولؐ خدا۔ از کافی۔جلد، ۲)

اسلام تمام انسانوں کی عزت کرنے اور جھک کر ملنے کا نام ہے۔ اس طرح اسلام انسان کو صاف ستھرا کر کے کندن (سونا) بنا دیتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(؎ اصل مذہب احترام آدمی است)

اسلام کی بنیاد امانت اور نفاق کی بنیاد خیانت ہے۔ اسلام کا معیار سچی زبان ہے۔ جس شخص کے ہاتھ زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں وہی سچا مسلمان ہے۔ (حدیثِ رسولؐ)

سلام، مصافحہ، ملاقات

جب تم آپس میں ایک دوسرے سے ملو تو سلام اور مصافحہ کے ساتھ ملا کرو اور جب ایک دوسرے سے الگ ہو تو استغفار کرتے ہوئے الگ ہو۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔جلد، ۷۶)

خدا کی رحمت اور معافیوں کے حاصل کرنے کے طریقوں میں سلام کرنا اور اچھی طرح بات کرنا شامل ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ ۷۶)

سب سے زیادہ کنجوس وہ ہے جو سلام کرنے میں کنجوسی کرے۔ (امام حسنؑ۔ از بحار۔ ۷۸)

(سلام نہ کرنا تکبر اور ذہنی مرض کی علامت ہے) خدا دو باتوں کو پسند کرتا ہے۔

۱۔ کھانا کھلانا (مراد غریبوں کی مدد)

۲۔ سلام کرنا (مراد لوگوں کی عزت، محبت کرنا اور امن وسلامتی کو پھیلانا)

اس لئے دنیا میں سلام (سلامتی) کو عام کرو۔ اس سے تمہارے گھر میں برکت ہوگی۔ یہ بہترین اخلاق میں سے ہے۔ کیونکہ سلام خدا کے ناموں میں ایک نام ہے۔ اس لئے اس کو عام کرو (خدا کا ذکر عام ہوگا) (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

اللہ رسول سے سب سے زیادہ قریب وہ انسان ہوتا ہے جو ملاقاتوں کی ابتداء سلام سے کرتا ہے۔ سب سے زیادہ خدا کا فرمانبردار وہ ہوتا ہے اور جو ساتھی کو پہلے سلام کرے۔

(رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

خدا نے فرمایا "جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے اوپر سلام کرو۔" مطلب یہ ہے کہ گھر والوں کو سلام کرو۔ جب وہ لوگ تم کو سلام کا جواب دیں گے تو یہی اپنے اوپر سلام کرنا ہوگا۔

(امام محمد باقرؑ ۔ بحار۔ ۷۶)

اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو السلام علینا من عند ربنا "ہمارے رب کی طرف سے ہم پر سلام ہو۔" اسی کے لئے خدا فرمایا "یہی سلام اللہ کی طرف سے پاک و پاکیزہ تحفہ ہے۔"

(قرآن) (امام محمد باقرؑ ۔ بحار۔ ۷۶)

سلام کرنا خدا کی رضا کا راستہ ہے اور عبادت ہے۔ مگر سلام کا جواب دینا فرض ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

چھوٹا بڑے کو سلام کرے، سوار پیدل کو سلام کرے، چلنے والا کھڑے ہوئے کو سلام کرے۔ کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، کم تعداد کے لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

خدا کی مرضی پر راضی ہو کر سر جھکا دینا

خدا نے داؤد علیہ السلام کو وحی کی "ہوتا وہی ہے جس کا میں ارادہ کرتا ہوں۔ اس لئے اگر تم میری مرضی کے سامنے سر جھکا دو گے تو میں تمہارے ارادوں کو پورا کردوں گا۔ اگر تم میری مرضی کے آگے سر نہ جھکاؤ گے (میرے فیصلے پر ناراض رہو گے) تو میں تم کو تمہارے ارادوں میں ناکام کردوں گا۔ پھر وہی ہوگا جو میں چاہوں گا۔" اس لئے سب سے زیادہ خدا کی مخلوق میں خدا کی مرضی پر وہی راضی رہنے کا مستحق ہوتا ہے جو خدا کو زیادہ پہچانتا ہے۔

(امام محمد باقرؑ ۔ از بحار۔ جلد ۷۱)

انسان ہمیشہ تین چیزوں کے درمیان رہتا ہے۔

۱۔ بلا ۲۔ قضا (خدا کا فیصلہ) ۳۔ نعمت

جب خدا کی طرف سے بلا آئے تو صبر کرنا فرض بن جاتا ہے۔ جب اللہ کی طرف سے قضا (کوئی حتمی فیصلہ) آئے تو سر جھکا دینا فرض بن جاتا ہے۔ جب خدا کی طرف سے نعمت ملے تو شکر ادا کرنا فرض بن جاتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔۸۲)

نوٹ: جو شخص یہ جان لیتا ہے کہ خدا جو اپنے بندے کے ساتھ کرتا ہے اس کے اپنے فائدے کے لئے کرتا ہے کیونکہ وہ ہمارا خالق مالک پالنے والا مہربان ہے۔ پھر وہ خدا کی ہر بھیجی ہوئی بلا یا فیصلوں پر صبر کرتا ہے اور اس کی بھیجی ہوئی نعمتوں پر شکر کرتا ہے۔ صبر و شکر صرف وہی کر سکتا ہے جو خدا کو خوب پہچانتا ہے۔ اسلام صبر و شکر ہی کا نام ہے۔

لوگو تم بیماروں کی طرح سے ہو اور خدا معالج ہے۔ ڈاکٹر خوب جانتا ہے کہ بیماری کا کیا علاج ہے؟ اس لئے اپنا ہر معاملہ خدا کے حوالے کر دو، کامیاب رہو گے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

جو سب سے مضبوط سہارا تھام لے گا، نجات پالے گا۔ امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سب سے مضبوط سہارا کیا ہے؟ فرمایا ”اللہ کی مرضی کے سامنے سر جھکا دینا۔“

(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔ جلد،۳)

(سر تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے)

جب انسان خدا کے کے ہر فیصلے کے سامنے سر جھکا دیتا ہے، خدا اس کو اپنا خاص غلام بنا لیتا ہے۔ جس کے بعد خدا اس کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے کیونکہ وہ اس کو اپنی سرپرستی میں لے لیتا ہے۔ خدا کی مرضی کے سامنے سر جھکا دینے کا مطلب خوشی اور غم میں خدا سے راضی رہنا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ تنبیہ الخواطر)

اس طرح انسان کا خدا سے غلامی کا مضبوط تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

جناب رسولؐ خدا سے جب کوئی چیز چھن جاتی تھی تو آپ کبھی نہ کہتے کہ کاش ایسا نہ ہوتا۔ فرماتے کہ ہم یہی چاہتے ہیں کہ جو چیز ہم دوست رکھتے ہیں وہ ہمیں خدا عطا کر دے۔ مگر جب خدا کا حکم آ جاتا ہے (یعنی وہ چیز نہیں ملتی) تو ہم خدا کی پسند کے آگے اپنا سر جھکا دیتے ہیں۔ (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔۴۶)

(مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ۔ یعنی آقا کی مرضی سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ یہی بندگی، عبدیت یا غلامی کی سب سے بڑی دلیل اور نشانی ہے۔)

جب بندہ مصیبت کے وقت **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ** (دل سے سمجھ کر) کہتا ہے تو خدا فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے نے میری اطاعت کے لئے سر جھکا دیا (یعنی میری قوت اور فیصلے کو مان لیا) اس لئے اب اس کی حاجتوں کو پورا کرو۔

(امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔۹۳)

خدا کی مرضی پر سر جھکانے کا مطلب یہ ہے کہ تم خدا پر الزام نہ دو۔ (مانو کہ نقصان خود تمہاری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے اور خدا نے جو کیا ہے تمہاری بہتری کے لئے کیا ہے۔)

(حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

اچھی وضع قطع لباس انداز

میری امت کی زینت اچھے صاف لباس اور انداز میں ہے۔ کیونکہ مومنین فضیلت والے لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے خاموش طبیعت، ظاہری انکساری میں محبت خلوص اور اچھی وضع قطع رکھتے ہیں۔ (حضرت علیؑ ۔ از بحار۔۷۸)

پانچ چیزیں صرف حقیقی مومن میں جمع ہو سکتی ہیں جس کی وجہ سے خدا ان پر جنت کو واجب کر دیتا ہے۔

۱۔ دل میں نورانیت (یعنی خدا کا ذکر فکر شکر یاد)۔

۲۔ اسلام کی تعلیمات پر غور و فکر۔

۳۔ برائیوں سے بچنا۔

۴۔ لوگوں سے محبت کرنا۔

۵۔ چہرے کو اچھی طرح بنا سجا کر رکھنا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔۷۷)

نوٹ: (چہرہ انسان کی سیرت اور باطن کا آئینہ ہوتا ہے۔ سب سے پہلے چہرہ دیکھ کر ہی ہم انسان کے بارے میں کوئی تصور بناتے ہیں۔ اس لئے چہرہ لباس انداز شخصیت کی اولین پہچان ہے۔ نیز یہ خدا کی بڑی نعمت ہے اس لئے اس کو بنانا سنوارنا چاہئے۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ "خدا خود جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔")

اچھی باتیں سننا پڑھنا اور غور کرنا

جو خدا کا ذکر سن رہا ہے، وہ گویا خدا کا ذکر کر رہا ہے۔ جو اچھی باتیں غور سے سنتا ہے، بہت جلد فائدے پالیتا ہے۔ بُری باتوں کا سننے والا بُری بات کرنے والے کا شریک اور ساتھی ہے۔ (چور کا ساتھی گرہ کٹ) غیبت سننے والا بھی غیب کرنے والا ہے۔ اگر کوئی ناپسندیدہ بات سن کر تم چپ ہو جاؤ گے تو تم کو اس نیکی کا ثواب ملے گا۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(بُری بات سن کر چپ ہو جانا فتنے کو دبا دیتا ہے)

کان کا فرض ہے کہ وہ گناہ کی باتوں کو غور سے نہ سنے۔

(امام علی رضاؑ۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد ۱)

اولاد کا نام اچھا رکھو

ہر شخص کا اس کی اولاد کو پہلا تحفہ اس کا اچھا نام رکھنا ہے۔ یہی اس کی اولاد سے پہلی نیکی ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۱۰۴)

سب سے سچے (اچھے) نام وہ ہیں جو خدا کی عبدیت (غلامی) کے ناموں پر ہوتے ہیں جیسے ''عبداللہ'' اس کے بعد انبیاء کرامؑ کے نام ہیں۔ (امام محمد باقرؑ۔ جلد ۱۰۴)

کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ہم اپنے نام آپؑ کے باپ داداؑ پر رکھتے ہیں، اس سے ہمیں کوئی فائدہ ہوگا؟ فرمایا ''خدا کی قسم ضرور فائدہ ہوگا کیونکہ دین محبت کے سوا اور ہے ہی کیا؟'' خدا فرماتا ہے ''اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری (رسولؐ کی) عملاً پیروی کرو۔ (بحار۔ جلد ۱۰۴)

(امام کے ناموں پر نام رکھنے کا واضح مطلب اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا اور ان کی محبت کو پروان چڑھانا ہے)

اللہ کا اسم اعظم

لفظ اللہ ''اِلٰـہ'' سے نکلا ہے (یعنی انتہائی حیرانی) یہی لفظ اللہ کا اسم ذات ہے۔ جو شخص اس لفظ کے معنی کو بھلا کر صرف اس لفظ یا اسم ''اللہ'' کی عبادت کرتا ہے، وہ کافر ہے کیونکہ وہ

کسی چیز کی بھی عبادت نہیں کرتا۔ جو خدا کے نام اور معنی دونوں کی ملا کر عبادت کرتا ہے، وہ مشرک ہے۔ رہا وہ جو اللہ کے نام کو سامنے رکھ کر صرف اور صرف اس کے معنی (یعنی خدا کی ذات) کی عبادت (اطاعت، غلامی) کرتا ہے، وہ سچا موحد اور اصل توحید کا ماننے والا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔ از توحید صدوق)

۱۔ آنکھ کی سیاہی آنکھ کی سفیدی سے اتنی قریب نہیں ہے جتنا خدا کا اسم اعظم، **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کے قریب ہے۔ (امام حسن عسکریؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸۔ ص، ۳۷۱)

۲۔ اللہ کا اسم اعظم تہتر (۷۳) حرفوں میں ہے۔ آصف برخیا کے پاس صرف ایک حرف (کا علم) تھا جو انہوں نے منہ سے نکالا تو ملکہ بلقیس کا تخت اور ان کے درمیان کی زمین کی طنابیں کھنچ گئیں اور انہوں نے (تقریباً ۱۰۰۰ میل کا فاصلہ والے) تخت کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ پھر زمین پلک جھپکنے سے پہلے اصل حالت میں آ گئی۔ جبکہ ہم (ائمہ) اہلبیت علیہ السلام کے پاس بہتر (۷۲) حروف کا علم ہے۔ صرف ایک حرف کا علم خدا نے اپنے پاس رکھا ہے جس کی بنیاد پر علم غیب کو خدا نے اپنی ذات کے لئے پسند فرمایا ہے۔ غرض ہر قسم کی قوت اور طاقت اصل میں صرف خدا ہی کے پاس ہے (کیونکہ اسم بھی اس کا ہے اور اسی نے ہمیں اس کا علم دیا ہے) (امام محمد باقرؑ ۔ از کافی۔ جلد، ۲۔ بحار۔ جلد، ۱۴)

خدا نے اپنے اسم اعظم کو بہتر (۷۲) حرفوں میں رکھا ہے جن میں پچیس (۲۵) حروف کا علم حضرت آدم علیہ السلام کو دیا۔ دو حروف کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا۔ صرف دو حروف کے علم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے۔ مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو شفا بخشتے۔ جناب رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر (۷۲) حروف کا علم دیا۔ صرف ایک حرف کا علم ان سے چھپا لیا گیا تاکہ وہ لوگوں کے دلوں کا حال نہ جان سکیں۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۴۔ صفحہ، ۲۱۱)

سعد خفاف کہتا ہے کہ میری آواز بہت اچھی تھی۔ مگر قرآن کا کوئی علم نہ تھا۔ حضرت علیؑ نے مجھے اشعار پڑھتے دیکھا تو پوچھا قرآن کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کی مجھے قرآن کا علم نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میرے قریب آؤ، میرے کان میں کچھ کلام پڑھا جسے میں نہ سمجھ سکا۔ پھر فرمایا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ خدا کی قسم میں نے ایک قدم بھی نہ رکھا تھا کہ پورا قرآن تمام اعراب وحرکات کے ساتھ مجھے پوری طرح یاد

ہوگیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ''حضرت علیؑ نے ان کے لئے ایسے اسم اعظم کے ساتھ دعا فرمائی تھی جو کبھی رد نہیں ہوتی۔ (الکنی والالقاب۔ جلد،ا۔ صفی، ۱۲۸)

سنت

کوئی قول اور عمل سنت رسولؐ کے (مطابق ہوئے) بغیر صحیح نہیں۔ پھر کوئی قول یا عمل صحیح نیت کے بغیر صحیح نہیں ہوتا۔ اور کوئی نیت سنت تک پہنچے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(جب تک کسی اچھے عمل کی یہ نیت نہ ہو کہ ہم رسولؐ کی پیروی کریں گے اور اسی طرح عمل کریں گے جس طرح رسولؐ نے کیا تھا، کوئی عمل صحیح نہ ہوگا۔)

خدا کے نزدیک سب سے افضل عمل وہ ہے جو سنت رسولؐ (یعنی رسولؐ خدا کے طریقے) کے مطابق ادا کیا جائے۔ (امام زین العابدینؑ۔ از کافی۔ جلد،۹۲)

(قرآن میں ہے کہ ''اے رسول کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، خود خدا تم سے محبت کرے گا۔'' (قرآن) معلوم ہوا جو رسولؐ خدا کی سنت پر عمل کرتا ہے وہ خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ اس سے بڑی کامیابی کوئی نہیں۔)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں جن کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

۱۔ اللہ کی کتاب

۲۔ میری سنت (طریقہ زندگی)

یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ پہنچ جائیں۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(**نوٹ:** دوسری حدیث جو مسلم شریف میں ہے اس میں رسولؐ خدا نے قرآن کے ساتھ اپنی اولاد اہلبیت علیہ السلام کو بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ آلِ محمدؐ ہی رسولؐ کی سنت اور طریقوں کے اوّلین ترجمان اور آئینہ دار ہیں۔ ان ہی سے ہم رسولؐ کی سنت کو معلوم کر سکتے ہیں اور وہ معتبر ترین ذریعہ ہیں۔ کیونکہ خدا نے قرآن میں ان کی طہارتِ کردار کا خود کلمہ پڑھا ہے اور ان کی محبت کو واجب قرار دیا ہے اور بار بار ان کی تعریف کی ہے خدا نے خود فرمایا۔ ''خدا نے اے اہلبیت یہ ارادہ کرلیا ہے کہ تم کو ہر نجاست (گناہ، بھول چوک) سے پاک

رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔'' (القرآن))

سنت دو طرح کی ہوتی ہے۔

۱۔ نبی کے طریقے

۲۔ امام عادل (معصوم) کی طرف سے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

نوٹ: (معلوم ہوا کہ رسولؐ کی سنت بھی سنت ہے اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام کا طریقہ زندگی بھی اس سنت رسولؐ کی تفسیر ہے۔

کسی اچھے کام کی بنیاد رکھنا

جو شخص کسی اچھے کام کی بنیاد رکھتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس پر لوگ عمل کرتے ہیں تو اس کو اجر بھی اتنا ہی ملے گا جتنا اجر عمل کرنے والوں کو ملے گا۔ جبکہ شروع کرنے والے کا اجر کم نہ ہوگا۔ یہی حال بُرے عمل کی ابتداء کرنے والے کا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص سنتیں (طریقے)

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا: پانچ طریقے میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔

۱۔ نیچی جگہ بیٹھ کر غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا (یعنی انکساری اور عام لوگوں غریبوں کے برابر بن کر رہنا)

۲۔ گدھے پر چادر ڈال کر سواری کرنا (یعنی معمولی سواری پر سفر کرنا)

۳۔ اپنے ہاتھ سے بکری کا دودھ دوہنا (یعنی گھر کے اور اپنے معمولی کام خود انجام دینا)

۴۔ اونی (معمولی) لباس پہننا۔

۵۔ بچوں (کمزوروں) کو سلام کرنا (یعنی غریبوں کمزوروں کی عزت کرنا اور ان پر خاص توجہ کرنا)

(اصل مذہب احترام آدمی است)

یہ پانچ کام اس لئے ضرور کروں گا تا کہ یہ میری سنت (طریقے) قرار پائیں۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۶)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خاص سنتیں (طریقے)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پانچ سنتیں سر سے متعلق ہیں اور پانچ جسم سے متعلق ہیں۔

سر سے متعلق:

۱۔ مسواک کرنا۔ (دانت صاف رکھنا)

۲۔ مونچھیں کٹوانا۔ (لمبی مونچھیں نہ رکھنا)

۳۔ سر کے بالوں کو بنانا اور مانگ نکالنا۔

۴۔ کلی کرنا۔

۵۔ ناک میں پانی ڈال کر منہ کو صاف کرنا۔

جسم سے متعلق سنتیں یہ ہیں۔

۱۔ ختنہ کرانا۔

۲۔ زیر ناف بال صاف رکھنا۔

۳۔ بغل کے بال صاف رکھنا۔

۴۔ ناخن کاٹنا۔

۵۔ استنجا کرنا (یعنی پوشیدہ اعضاء کو پانی سے پاک صاف رکھنا)

(امام موسیٰ کاظمؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۶)

(نوٹ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب سے بڑی سنت خدا کی یکتائی کو ماننا، خدا کی مکمل اطاعت کرنا، شرک کی نفی کرنا اور خدا کی اطاعت میں قربانی دینا ہے۔)

راتوں کو جاگنا

رات کو جاگ (کر خدا کو یاد کرنا) خدا کے عاشقوں کا باغ ہے۔

متقیوں کا طریقہ ہے۔ خدا کے چاہنے والوں کی عادت ہے۔ خدا کو پہچاننے والوں کا مخلص ساتھی ہے اور خدا کے مقربین کے لئے خدا کا میٹھا تحفہ ہے۔ (کہ وہ رات کو خدا کا ذکر کر کے خدا کے قرب کا لطف اٹھائیں) خدا کی اطاعت میں راتوں کو جاگنا خدا کے اولیاء (خاص دوستوں) کے لئے بہار (بے حد خوشی) اور نیک لوگوں کا باغ (دل کی ٹھنڈک) ہے۔ افضل

ترین عبادت خدا کی یاد میں آنکھوں کو جگانا ہے۔ (یہ دلیل محبت ہے) (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

مگر یقین کی حالت میں سونا شک کی حالت میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (اس لئے فروعی عبادتوں سے پہلے اصولِ دین کو سمجھنا ضروری ہے) (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ حکمت، ۹۷)

صرف تین کاموں کے لئے جاگنا چاہئے۔

۱۔ علم حاصل کرنے کے لئے۔

۲۔ دلہن کے لئے۔

۳۔ نمازِ شب میں قرآن پڑھنے کے لئے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ ۷۶)

حضرت علی علیہ السلام ان تین راتوں میں بالکل نہیں سوتے تھے۔

۱۔ ماہ رمضان کی ۲۳ ویں رات کو۔

۲۔ عید الفطر کی رات۔

۳۔ اور پندرہ شعبان کی رات۔

کیونکہ ان راتوں میں رزق، عمریں اور سال بھر ہونے والے واقعات طے ہوتے ہیں۔
(حضرت امام علی رضاؑ۔ از بحار۔ ۹۷)

سردار کون ہے؟

سردار وہ ہوتا ہے جو دوسروں کے اخراجات برداشت کرے، منافقت نہ کرے، دھوکہ نہ دے، طمع لالچ نہ کرے، قوم کی خدمت کرے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو خدمت کر کے لوگوں سے آگے بڑھتا ہے، اس سے کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا سوائے شہید کے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

قوم کا خادم ہی قوم کا سردار ہے۔ (الحدیث)

چار خصوصیات کی وجہ سے انسان سردار بنتا ہے۔

۱۔ پاکدامنی، پاک کردار۔

۲۔ دوسروں کا ادب کرنا۔

۳۔ سخاوت کرنا۔

۴۔ عقلمندی۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۱)

سیاست اور تدبیر

جو صحیح طریقے سے کام نہیں کرتا تو اس کا وہ عمل فقر کی چابی ہے۔ اچھی تدبیر (غور و فکر سے کام کرنا) کم مال کو بڑھاتا ہے اور بُری تدبیر بہت مال کو تباہ کرتی ہے۔ اچھی تدبیر اور سیاست یہ ہے کہ فضول خرچی سے بچے، دوستوں میں انصاف کرے، سب سے عدل کرے (سب کا حق پورا ادا کرے) سیاست کا معیار عدل کرنا ہے۔ اصل سیاست نرمی سے کام لینا ہے۔ نرمی مخالفتوں کو ختم کر دیتی ہے۔ اس لئے جب اختیار مل جائے تو نرمی کرو۔ مگر علم کی حکمرانی افضل ترین حکمرانی ہے۔ مگر دین کی سیاست یہ ہے کہ ہر برائی سے اچھی طرح بچو اور خدا پر پورا یقین رکھو۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

توبہ کرنے میں ٹال مٹول

خدا سے ہر وقت ڈرتے رہو اور موت کو نہ بھولو۔ یاد رکھو کہ دنیا کی امیدیں سراسر دھوکہ ہیں۔ یہی امیدیں گناہوں کو سجا کر دکھاتی ہیں تاکہ انسان گناہ کرے اور یہ سوچے کہ توبہ کر کے گناہ ختم کرا لوں گا پھر شیطان اس کو ٹال مٹول میں ڈال دیتا ہے (کہ آج نہیں کل توبہ کر لوں گا۔ ابھی تو میں جوان ہوں) یہاں تک کہ موت اچانک غفلت کے عالم میں آجاتی ہے (اور انسان ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جاتا ہے) (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

توبہ کو ٹال دینا دنیا کا سب سے بڑا دھوکہ اور گمراہی ہے۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ ۷۳)

اس ٹال مٹول کے سمندر میں بہت لوگ ڈوب کر ہلاک ہو چکے ہیں۔

(امام محمد باقر علیہ السلام)

توبہ ٹالتے رہنے والے کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ توبہ ٹالنے والوں پر نفس کی بُری خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ جلدی جلدی گناہ پر گناہ کرتے ہیں اور توبہ کرنے کو ٹالتے ہی رہتے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ حکمت، ۱۵)

(توبہ کو ٹالتے رہنا شیطان کی زبردست چال ہے جو پوری طرح انسان کو تباہ کر دیتی ہے اور شیطان کا یہی مقصد ہے)

بازار

زمین کے بدترین ٹکڑے بازار ہیں۔ یہاں شیطان صبح سویرے ہی آ کر اپنا جھنڈا لہراتا ہے۔ اپنی اولاد کو سارے بازار میں پھیلاتا ہے پھر لوگ ناپ تول میں بے ایمانی کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔ (جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں وغیرہ) (رسولؐ خدا۔ از بحار۔۸۴)

بازاری بیٹھکیں شیطانوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہیں۔ بازاروں میں خدا کو بھلا دیا جاتا ہے۔ اس لئے جو بازار میں ایک دفعہ بھی خدا کو یاد کرتا ہے اور تسبیح پڑھتا ہے، خدا اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھتا ہے۔ (کیونکہ بازار میں مال کمایا جاتا ہے، اس لئے انسان آسانی سے شیطان کے جال میں آجاتا ہے) (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

بازار والو خدا سے ڈرو۔ قسمیں نہ کھاؤ۔ اس سے مال بک جاتا ہے، لیکن برکت اٹھ جاتی ہے۔ تاجر فاجر ہوتا ہے، سوا اس کے جو صرف اپنا حق بنائے اور دوسروں کا حق بھی ادا کرے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

چھپا ہوا شرک، ریا کاری ہے (یعنی) دکھاوے کے لئے نیک کام کرنا

جس کا ظاہر اس کے باطن سے زیادہ بھاری بھرکم (اچھا) دکھائی دے، اس کی نیکیوں کے ترازو کا پلہ ہلکا ہوگا۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار، ۷۱)

نوٹ: (یعنی جو ظاہر یہ کرے کہ وہ خدا سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرے۔ اس کی نیکیاں بالکل بے وزن ہوتی ہیں کیونکہ نیکیوں میں وزن نیت سے پیدا ہوتا ہے)

نیک کام جتنا خدا سے اجر لینے یا خدا کو خوش کرنے کے لئے کیا جائے گا اسی قدر وزنی اور قیمتی ہوگا۔ اس لئے نیک کام چھپا کر کیا جائے اور کسی کو نہ بتایا جائے۔ تاکہ وہ صرف خدا کے لئے کیا جائے۔

اے ابن مسعود! اس بات سے بچو کہ لوگوں کے سامنے تو یہ ظاہر کرو تم خدا سے ڈرتے ہو جبکہ تم چھپ کر گناہ کرو، وہ بھی بار بار۔ خدا فرماتا ہے "خدا تو خیانت کرنے والی نظروں کو خوب جانتا ہے اور وہ وہ بھی جانتا ہے جسے وہ دلوں میں چھپائے رکھتے ہیں۔"

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

قیامت کے دن سب سے زیادہ سزا اس کو دی جائے گی جس کو لوگ نیک سمجھتے ہوں گے جبکہ اس میں کوئی بھی نیکی نہ ہوگی۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

حدیثِ قدسی: خدا فرماتا ہے "میں شرک سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ اس لئے جو شخص کوئی اچھا عمل میرے لئے کرے۔ اگر میرے غیر کو شریک بھی کرے، تو میں اس کے اس عمل سے الگ ہو جاتا ہوں۔ پھر اس کا وہ عمل پورے کا پورا اسی کو دے دیتا ہوں جس کو اس نے میرا شریک کیا ہوتا ہے۔" (حدیث قدسی۔ مروی رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

(**نوٹ:** یعنی جو خدا کے خوش کرنے کی نیت سے عمل کرتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگ بھی دیکھیں اور تعریفیں کریں، خدا اس کا پورے کا پورا عمل لوگوں کے لئے کیا ہوا قرار دیتا ہے۔ پھر لوگ تو بڑی تعریفیں کرتے ہیں، لیکن خدا سے کچھ اجر نہیں ملتا۔)

"میں صرف اس عمل کو قبول کروں گا جو خالصۃً صرف اور صرف میرے لئے کیا ہوگا۔"

(حدیث قدسی۔ مروی از امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

خدا کے خوش کرنے کے لئے کوئی ایسا عمل نہ کرو جس سے تم لوگوں کی تعریف بھی سننا چاہو۔ اسی میں تمہاری نجات ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

تم خدا کو دھوکہ نہ دو ورنہ خدا تم کو اسی دھوکے میں ڈال دے گا۔ خدا اس طرح تم کو دھوکے میں ڈال دے گا کہ تم خدا کے حکم پر تو عمل کرو گے مگر تمہارا اصل مقصد دوسرے لوگ ہوں گے۔ (اس لئے اجر لینا یا ان کی تعریف سمیٹنا اصل مقصد ہوگا۔ اس طرح تم سمجھو گے کہ تم نیک عمل کر رہے ہو جبکہ وہ بے حد بُرا عمل ہوگا اور اس کا کوئی اجر نہ ملے گا۔)

(جناب رسولؐ خدا۔ از مستدرک الوسائل۔ جلد ۱۔ در منثور۔ جلد ۱)

جو شخص خدا کے کسی حکم پر عمل کرے، لیکن اس کا اصل مقصد لوگوں کو دکھانا ہو، تو وہ بھی مشرک ہے۔ یہ شرک ریاکاری کا شرک ہے۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

میں اپنی امت پر شرک کے خوف سے رو رہا ہوں۔ جبکہ وہ کسی بت کو نہ پوجیں گے۔ وہ اچھے کام لوگوں کو دکھانے کے لئے کریں گے۔ (حضرت علیؑ۔ از شرح ابن ابی الحدید۔ جلد ۲)

جہنمی تک ریاکاروں کے خوف سے چیخیں گے۔ یعنی جہنم کی اس گرمی سے چیخیں گے، جس میں ریاکار ہوں گے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از مستدرک الوسائل۔ جلد ۱)

ریا کار کی علامتیں

چار ہیں:

۱۔ جب کوئی اس کے پاس ہوتا ہے تو وہ خدا کے لئے عمل کرنے کا شوق ظاہر کرتا ہے۔

۲۔ مگر جب اکیلا ہوتا ہے تو وہ سستی سے کام لیتا ہے۔

۳۔ ہر کام لوگوں کی تعریف سننے کے لئے کرتا ہے۔

۴۔ جب لوگوں میں ہوتا ہے تو خوشی سے اچھے کام انجام دیتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از تحف العقول)

نیز جب تعریف کی جائے تو زیادہ اچھے کام کرتا ہے، جب تعریف نہ کی جائے تو کمی کر دیتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از کافی)

اکیلے میں نیک کام نہیں کرتا. کیونکہ اس کا اصل مقصد لوگوں کی تعریف سمیٹنا ہوتا ہے۔ اس لئے رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ''حرم کعبہ میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ مگر سب سے افضل نماز وہ ہے جو انسان گھر کے کونے میں اکیلا پڑھے جسے کوئی نہ دیکھے اور جس کا واحد مقصد خدا کی خوشی حاصل کرنا ہو۔'' (الحدیث)

ریا کاری پر تحقیق

راوی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کوئی شخص اچھا کام کرتا ہے اور اس پر خود بھی خوش ہوتا ہے اور لوگ بھی خوش ہوتے ہیں۔ امام نے فرمایا ''اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ (فطرتاً) انسان چاہتا ہے کہ اس کی اچھائیاں ظاہر ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ اسی مقصد کے لئے اچھے کام نہ کرے۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

(اچھے کام کر کے خوش ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ فطرت کا تقاضہ ہے، لیکن کام کا اصل مقصد لوگوں کو خوش کرنا نہ ہو)

جناب رسولؐ خدا سے پوچھا گیا کہ آپؐ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو اچھے کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ (مگر اس کا مقصد صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے کام کرنا ہوتا ہے)

رسولؐ خدا نے فرمایا ''یہ تعریف مومن کے لئے دنیا میں خوشخبری ہے جو اس کو جلد مل جاتی ہے۔ اور آخرت کی خوشخبری یہ ہے جو خدا فرماتا ہے کہ ''تمہیں آج کے دن خوشخبری یہ ہے کہ تمہارے لئے جنت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔''

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، مگر شیطان ہم سے آکر کہتا ہے کہ تم لوگ دکھاوے کے لئے سب کچھ کرتے ہو۔ رسولؐ خدا نے فرمایا تم خدا سے اسی وقت کہو ''اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جانتے بوجھتے میں کسی چیز کو تیرا شریک قرار دوں۔ اب جو میں نہیں جانتا (کہ مجھ سے کیا غلطی خود بخود ہو رہی ہے) اس کے لئے میں تجھ سے معافیاں مانگتا ہوں۔ (بروایت حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

ایک شخص صلہ رحمی کرتا ہے۔ خدا کے لئے خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل چھپے ہوئے (خالص) عمل کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ پھر جب وہ اس کو لوگوں سے خود بیان کرتا ہے تو مٹا کر ظاہر داری والے عمل (کی قسم) میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر جب دوسری مرتبہ بھی وہ اس کو خود بیان کرتا ہے تو مٹا کر ریاکاری کا عمل لکھ دیا جاتا ہے۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

(معلوم ہوا کہ آدمی کو نیک عمل کر کے کبھی بیان نہیں کرنا چاہئے۔ نیکی کر اور دریا میں ڈال۔ جس قدر ممکن ہو جلد بھول جانا چاہئے۔)

سب سے زیادہ چھپا کر عمل کرنا سب سے بڑی عبادت ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۰)

چھپا کر کی جانے والی نیکی ستر (۷۰) نیکیوں کے برابر ہے۔

(امام علی رضاؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۰)

جنت کے خزانوں میں:

۱۔ اچھے عمل کا چھپا کر کرنا اور چھپائے رکھنا ہے۔

۲۔ مصیبتوں پر صبر کرنا ہے۔

۳۔ اور ان کا چھپانا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۰)

جنت کا خازن (انچارج) کچھ لوگوں کو جنت میں دیکھے گا۔ ان سے پوچھے گا تم کون ہو؟ اور (بغیر میری اجازت) کیسے جنت میں آئے؟ تم کہاں سے داخل ہوئے؟ وہ لوگ کہیں گے

''تمہیں اس سے کیا مطلب؟ ہم نے چھپ کر خدا کی عبادت کی تھی، خدا نے ہمیں مخفی طور پر چھپا کر جنت میں پہنچا دیا۔'' (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۵)

جب نماز پڑھا کرو تو پردے گرا لیا کرو کیونکہ خدا وہی ہے جو تعریفوں کو بھی ویسے ہی تقسیم کرتا ہے جس طرح روزیوں کو تقسیم کرتا ہے۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ از بحار۔ جلد، ۷۰)

(معلوم ہوا کہ ریا کاری سے تعریفیں نہیں ملا کرتیں۔ کام صرف خدا کے خوش کرنے کے لئے کرو۔ خدا خود لوگوں سے تمہاری تعریفیں کروائے گا، جب اور جس قدر چاہے گا)

تمام اچھے کام جو فرض نہیں ہوتے وہ چھپا کر انجام دو۔ البتہ جو واجب کام ہیں ان کے لئے افضل ہے کہ ظاہری طور پر انجام دو۔ (مگر اس کا مقصد صرف لوگوں کو ترغیب دینا ہو)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۶)

سب سے بڑا اندھا کون ہے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا ''جو خدا کے علاوہ کسی اور کو خوش کرنے کے لئے نیک عمل انجام دے۔'' (بحار۔ جلد، ۷۷)

رجعت کا عقیدہ

سب سے پہلے جن کے لئے زمین پھٹے گی اور وہ دنیا میں واپس تشریف لائیں گے۔ وہ امام حسین ابن علی علیہ السلام ہوں گے۔ (بحار۔ جلد، ۵۳۔ از امام جعفر صادقؑ)

پھر وہ (دنیا پر) حکومت کریں گے یہاں تک کہ لمبی عمر کی وجہ سے ان کے ابرو نیچے کی طرف گر جائیں گے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۵۳)

خداوند عالم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر نبی کو زندہ اٹھائے گا۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۵۳)

رجعت عمومی نہیں ہوگی۔ صرف خالص مومن آئیں گے یا خالص مشرک۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۳)

ہر مومن جسے (ناحق) قتل کیا گیا ہے (رجعت کے زمانے میں) لوٹے گا پھر طبعی موت مرے گا اور ہر مومن جو طبعی موت مرا ہے دوبارہ لوٹے گا اور قتل ہو کر دنیا سے جائے گا۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۵۳)

(تاکہ شہادت کے ثواب سے محروم نہ رہے)

خدا سے امید رکھنا (رجاء)

ہر خدا سے امید رکھنے والا (خدا کی رحمتوں کا) طلب کرنے والا ہے اور ہر (خدا کی سزاؤں سے) ڈرنے والا (گناہوں سے) بھاگ جایا کرتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔از بحار۔جلد،۶۹)

(یعنی جو واقعی خدا کی سزاؤں سے ڈرتا ہے وہ عملاً گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں مگر گناہ پر گناہ کرتے رہتے ہیں؟ امام نے فرمایا "ایسے لوگ اپنی آرزوؤں کو (خدا پر) ترجیح دیتے ہیں۔ وہ جھوٹے لوگ ہیں۔ وہ صحیح معنی میں خدا کی رحمت کے امیدوار نہیں ہیں کیونکہ جو شخص کسی چیز کی امید رکھتا رکھتا ہے اس کو حاصل کرنے کی کوششیں ضرور کرتا ہے اور جو کسی سے ڈرتا ہے اس کی (نافرمانی سے) ضرور بھاگتا ہے۔ (از کافی۔جلد،۹۲)

(**نوٹ:** خدا کی رحمت سے امید رکھنے کا اصل مطلب یہ ہے کہ ہم خدا پر بھروسہ کر کے حلال رزق کے لئے کوششیں کریں اور خدا سے عطاؤں کی امیدیں رکھیں۔ لیکن گناہ پر گناہ کر کے خدا سے معافیوں کی امیدیں رکھنا خود کو دھوکہ دینا ہے کیونکہ کسی کو ناراض کر کر کے اس سے رحم کی امید رکھنا سراسر بے عقلی ہے۔)

تم لوگ ان لوگوں میں سے ہرگز نہ ہوجانا چاہئے جو بغیر اچھے کام کئے اچھے انجام کی امیدیں رکھتے ہیں۔ اور اپنی امیدوں کو بڑھا چڑھا کر توبہ کرنے (یعنی گناہوں کو چھوڑ کر خدا کی اطاعت کی طرف لوٹنے) کو ٹالتے رہتے ہیں۔ باتیں زاہدوں جیسی کرتے ہیں اور کام دنیا داروں جیسے کرتے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔از نہج البلاغہ)

تم میں سے کوئی خدا کے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھے اور اپنے گناہوں کے سوا کسی چیز سے نہ ڈرے (یعنی صرف ڈرے اس بات سے کہ اگر گناہ کروں گا تو خدا سے سزا پاؤں گا)

(حضرت علیؑ۔از نہج البلاغہ۔حکمت،۸۲)

ملکہ سبا اپنے وطن سے باہر گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں مسلمان ہوگئی۔ جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے آئے تھے، مومن بن کر واپس گئے۔

(حضرت علیؑ۔از بحار۔جلد،۱۷)

(معلوم ہوا کہ خدا مومن کو وہاں سے عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کو ملنے کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ اس طرح خدا مومن کو اپنی قدرت اور رحمت کی معرفت کراتا ہے۔ تاکہ وہ صرف خدا پر بھروسہ کریں اور صرف خدا سے تمام توقعات باندھیں)

تمام امیدیں صرف اور صرف خدا سے باندھو۔ اس لئے کہ جو خدا کے سوا کسی اور سے امیدیں باندھتا ہے وہ ناکام اور نامراد ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟) (اقبالؔ)

(عام لوگوں کے نزدیک) سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت یہ ہے کہ ''اے رسول کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے گناہ کر کر کے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے (خود کو بے حد نقصان پہنچایا ہے) وہ خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ خدا یقیناً تمام گناہ معاف کر دے گا (کیونکہ) وہ بڑا معاف کرنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔'' (قرآن)

لیکن ہم اہلبیت (علیہم السلام) ایسا نہیں کہتے۔ ہم اس آیت کو سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت قرار دیتے ہیں کہ ''(اے رسولؐ) تمہارا پالنے والا مالک عنقریب تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔ (قرآن۔ والضحیٰ، ۵) ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ یہ شفاعت ہے۔ خدا کی قسم یہ شفاعت ہے۔ خدا کی قسم یہ شفاعت ہے۔''

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۸۔ تفسیر نور الثقلین)

جہاں سے تم کو امید ہو، وہاں سے زیادہ وہاں سے امید رکھو جہاں سے تم کو ملنے کی امید نہ ہو۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے گئے تھے۔ خدا نے ان سے وہیں باتیں کیں (اور کلیم اللہ بنا دیا) (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(خدا کی دین کا موسیٰ علیہ السلام سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے)

قبر

قبر آخرت کی پہلی منزل (Station) ہے۔ اگر اس منزل سے انسان نجات پا جاتا ہے تو اس کے تمام مراحل آسان ہو جاتے ہیں اور اگر قبر میں نجات نہ پا سکا تو بعد کے مراحل اس سے

بھی سخت ہوتے ہیں۔ (جنابِ رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۶)

ہر قبر ہر روز کہتی ہے کہ میں مسافرت کا گھر ہوں۔ اکیلے رہنے کا مقام ہوں۔ کیڑوں مکوڑوں کا مکان ہوں۔ مگر جب کوئی مومن قبر میں دفن ہوتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید کہتی ہے مگر کافر اور فاجر کو خوش آمدید نہیں کہتی۔ (جنابِ رسولؐ خدا۔ از الترغیب۔ جلد، ۴)

قبر میں کیا کیا پوچھا جائے گا؟

قبر میں تمہاری روح کو پلٹا دیا گیا اور پھر دو فرشتے تمہارے پاس آپہنچے۔ ایک منکر دوسرے کا نام نکیر۔ وہ تم سے سوال کریں گے اور سختی کے ساتھ تمہارا امتحان لیں گے۔ سب سے پہلا سوال تمہارے رب، پالنے والے مالک کے بارے میں ہوگا۔ پھر اس رسولؐ کے بارے میں ہوگا جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ پھر دین کے بارے میں ہوگا جس کی تم پابندی کرتے تھے (یا نہیں کرتے تھے) پھر کتاب کے بارے میں ہوگا جس کو تم سمجھ کر پڑھتے تھے (یا نہیں پڑھتے تھے؟) پھر امام کے بارے میں ہوگا جس کی ولایت (حکومت) کو تم نے قبول کیا تھا۔ پھر تمہاری عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس کو تم نے کہاں ختم کیا؟ پھر مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ اس لئے ابھی سے تیاری کرلو اور اپنے بارے میں غور و فکر کرلو (اپنی اصلاح کرلو) سوال سے پہلے سوالوں کا جواب تیار کرلو۔

(امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

جب مومن دنیا سے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے قبر تک اس کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔ اگر وہ قبر میں سوالوں کا صحیح جواب دیتا ہے تو وہ فرشتے حد نگاہ تک اس کی قبر کو پھیلا دیتے ہیں۔ اس کو طرح طرح کے کھانے کھلاتے ہیں اور ہر طرح کا آرام پہنچاتے ہیں۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶)

سب سے پانچ باتوں کا سوال کیا جاتا ہے۔ نماز، زکوۃ، حج، روزہ اور ہم اہلبیتؑ کی ولایت (حکومت اور محبت) پھر قبر کے ایک کونے میں موجود ہماری ولایت نماز، روزے، حج، زکوۃ، سے کہتی ہے، اب تم ہٹ جاؤ، میں اس کی کمی خود پوری کردوں گی۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶)

قبر میں صرف خالص ایمان یا صرف خالص کفر والوں سے سوال ہوگا۔ باقیوں کو رہنے

دیا جائے گا۔ (امام محمد باقرؑ ۔از بحار۔ جلد،۶)

جب مومن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو نماز اس کے دائیں طرف آجاتی ہے۔ اس کی دوسری نیکیاں اس کے سر پر سایہ کرتی ہیں۔ مگر اس کا صبر ایک کونے میں اکیلا کھڑا ہوجاتا ہے اور دوسری نیکیوں سے کہتا ہے تم اپنے ساتھی کا خیال رکھنا۔ جب تم کام نہ آسکو تو پھر میں حاضر ہوجاؤں گا۔ (اس کو بچالوں گا) (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار)

تمہاری مختصر دو رکعت نماز جسے تم بہت معمولی چیز سمجھتے ہو، اس قبر والے کے لئے تمہاری تمام دولت سے کہیں بہتر ہے۔ (جنابِ رسولؐ خدا۔ تنبیہ الخواطر۔ ص،۴۵۳)

جب کسی قبر کو دیکھو تو کہو "مالک اس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا نہ بنا۔" (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔ جلد،۸۲)

جو شخص مومن کی کوئی تکلیف دور کرے گا خدا اس کی آخرت کی تکلیفیں دور کردے گا۔ وہ قبر سے ٹھنڈے کلیجے کے ساتھ باہر آئے گا۔ (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔ جلد،۷۴)

بوسہ لینا

اولاد کا بوسہ لینا رحمت ہے۔ بیوی کا بوسہ لینا شہوت ہے۔ والدین کا بوسہ لینا عبادت ہے اور دینی بھائیوں کا بوسہ لینا دینداری ہے۔ (حضرت علیؑ ۔از بحار۔ جلد،۱۰۴)

یقیناً تم کو ایک نور عطا کیا گیا ہے، اس لئے جب تم میں سے کوئی اپنے مومن بھائی سے ملاقات کرے تو اس کی پیشانی کا بوسہ لے جو اس کے نور کی جگہ ہے۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از وسائل الشیعہ۔ جلد،۸)

ہاتھ چومنا صرف نبیؐ یا امامؑ کے لئے شایان شان ہے اور بس۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از وسائل الشیعہ۔ جلد،۸۔ ص،۵۶۶)

(علماء دین کی پیشانی کو چومنا چاہئے۔ ہاتھوں کو چومنا صرف امام کا حق ہے)

قتلِ انسان

جو کسی کو بے گناہ قتل کر ڈالے گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک آدمی کو زندہ کیا، گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ کردیا۔ (قرآن) جو شخص ناجائز قتل کیا جائے تو

ہم نے اس کے وارث کو قصاص لینے کا اختیار دیا ہے۔ (قرآن)

سب سے بڑا سرکش اور نافرمان وہ شخص ہے جو ایسے آدمی کو قتل کرے جس نے اس کو قتل (کرنے کا ارادہ) نہیں کیا۔ یا ایسے شخص کو مارے جس نے اس کو نہیں مارا۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از امالی شیخ صدوق)

انسان کا دل صرف اس وقت تک خدا کی طرف مائل ہوتا ہے اور خدا سے ڈرتا ہے جب تک وہ کسی کا ناحق خون نہیں بہاتا۔ جب وہ کسی کو ناحق قتل کرتا ہے تو اس کا دل الٹا ہو جاتا ہے اور تارکول کی طرح کالا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ نہ تو نیکی کو نیکی سمجھتا ہے نہ برائی کو برائی۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

قیامت کے دن سب سے پہلے ناحق خون کا فیصلہ ہوگا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ خدا نے اس پر غصہ کیا ہے اور لعنت بھی کی ہے۔ اس کے لئے بے حد سخت سزا بالکل تیار ہے۔ (قرآن۔ سورۃ النساء، ۹۳)

جان بوجھ کر مومن کو قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق نہیں دی جاتی۔

(امام جعفر صادقؑ ۔ از وسائل الشیعہ ۔ جلد، ۱۹)

ہاں اگر کسی نے مومن کو مومن ہونے کی وجہ سے قتل نہ کیا ہو، صرف غصے یا کسی دنیوی وجہ سے قتل کیا ہوگا تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس سے بدلہ لیا جائے گا (یعنی اس کو بھی قتل کیا جائے)

(امام جعفر صادقؑ ۔ از وسائل۔ جلد، ۱۹)

خدا کے نزدیک ساری دنیا کا تباہ ہو جانا اس سے کہیں زیادہ معمولی بات ہے اور آسان ہے کہ کسی ایک مسلمان کو بے گناہ قتل کیا جائے اور اس کے قاتل کا پتہ نہ چل سکے۔

زمین و آسمان والے مل کر کسی ایک مومن کو قتل کر دیں یا اس کے قتل پر راضی ہوں، تو خدا ان سب کے سب کو جہنم میں ڈال دے گا۔ جو کسی کو کوڑا مارتا ہے اس کو جہنم کی آگ کا کوڑا مارا جائے گا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا خدا اس کے تمام گناہ قاتل کے ذمہ لکھ دے گا اور مقتول اپنے تمام گناہوں سے بری ہو جائے گا۔ (امام محمد باقرؑ ۔ از وسائل الشیعہ ۔ جلد، ۱۹)

کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ خدا کے سوا کوئی لائقِ عبادت

نہیں اور میں خدا کا رسول ہوں۔ مگر صرف تین وجوہات سے اس کا قتل جائز ہے۔

۱۔ جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو اس کو سنگسار کیا جائے گا۔

۲۔ جو خدا رسول کے خلاف لڑا ہو۔

۳۔ اور جس نے کسی بے گناہ کو قتل کیا ہو۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

جب دو مسلمان سنت رسولؐ سے ہٹ کر ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے تلواریں لے آئیں تو قاتل مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ مقتول اس لئے جہنمی ہے کہ اس نے بھی قتل کا ارادہ تو کیا تھا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۱)

(سوا اس کے کہ اس کا مقصد اپنی جان بچانا ہو۔)

خودکشی کرنا

اپنی جانوں کو خود قتل نہ کرو کیونکہ خدا تم پر بے حد مہربان ہے۔ (قرآن۔ سورۃ النساء، ۲۹)

جو شخص دنیا میں اپنا گلا گھونٹتا ہے وہ جہنم میں بھی ہمیشہ اپنا گلا گھونٹتا ہی رہے گا۔ جو خود کو نیزہ مارتا ہے وہ بھی جہنمی ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

جو شخص جان بوجھ کر خودکشی کرے گا، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۹)

یقیناً مومن کا امتحان لیا جاتا ہے۔ مومن ہر موت مر سکتا ہے مگر خودکشی ہرگز نہیں کرتا۔

(امام محمد باقرؑ۔ از فروع کافی۔ جلد، ۳)

(مومن ہر تکلیف خدا کا امتحان سمجھ کر برداشت کرتا ہے اس لئے خودکشی نہیں کرتا۔)

قدر (اللہ کے اندازے اور فیصلے)

بیشک ہر چیز اندازے سے پیدا کی گئی ہے۔ (قرآن۔ قمر، ۴۹)

تقدیر خدا کا نظام توحید ہے۔ جو خدا کو یکتا مانتا ہے، وہ تقدیر پر ایمان رکھتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی رسّی مضبوطی سے پکڑلی۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

خدا کی مقرر کی ہوئی تقدیر (فیصلوں اور اندازوں) کو نہ طاقت سے ٹالا جاسکتا ہے نہ غلبے سے۔ (حضرت علیؑ۔ از غررالحکم)

تقدیر تم کو وہ کچھ دکھاتی ہے جو تم سے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا۔

(امام علی نقیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

تقدیر خدا کا راز اور خدا کے پردوں میں سے ایک پردہ ہے۔ تقدیر پردے میں ہے اور مخلوق خدا کی نظروں سے چھپا کر او جھل کر دی گئی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از التوحید)

انسان کی عقل جس قدر مکمل ہوتی جاتی ہے اس کا ایمان اللہ کی تقدیر پر مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو تمہارے لئے مقرر کیا جا چکا ہے اس کے ملنے میں کبھی دیر نہ ہوگی۔ جسے تقدیر پر یقین ہوتا ہے وہ اپنے اوپر اترنے والی مصیبتوں سے نہیں گھبراتا۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

اللہ کی تقدیر پر ایمان و یقین، رنج و غم کو دور کر دیتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جو شخص قدر کے بارے میں جس قدر زبان کھولے گا اس سے قیامت کے دن اسی قدر سوالات کئے جائیں گے اور جو خاموش رہے گا اس سے کچھ نہیں پوچھا جائے گا۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

قدر خدا کا ایک راز ہے اس کو ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرو۔ (حضرت علیؑ۔ از کنز العمال)

تقدیر و تدبیر

تمام کام تقدیر کے سامنے بے بس ہیں۔ یہاں تک کہ علاج معالجہ خود تباہی اور آفت بن جاتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

جب خدا کی طرف سے تقدیر اتر آتی ہے تو پھر احتیاط، دوراندیشی اور عقلمندی سب ناکام ہو جاتی ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

تقدیر اور عمل کا وہی تعلق ہے جو روح اور جسم کا تعلق ہے۔ جسم کے بغیر روح کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ روح اور جسم دونوں جب ملتے ہیں تب قوت اور صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ تقدیر ایک محسوس چیز ہے۔ اگر عمل تقدیر کے مطابق نہ ہوگا تو کبھی وجود میں نہ آسکے گا۔ دونوں مل کر کام کرتے اور اختیار کرتے ہیں۔ اور اللہ اپنے نیک بندوں کی مدد فرماتا ہے۔

(امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد، ۵)

علاج کا تعلق بھی تقدیر سے ہے۔

پھر اللہ جسے چاہتا ہے جس چیز کے ساتھ چاہتا ہے فائدے پہنچاتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(نوٹ: ہمارا کام صحیح طریقے سے عمل کرنا ہے اور ہماری کوششوں کو کامیاب کرنا خدا کی مرضی پر منحصر ہے۔ مگر خدا جو کرتا ہے اس میں لازماً ہمارا ہی فائدہ ہوتا ہے کیونکہ خدا بے نیاز ہے)

علاج کرنا خود تقدیر میں شامل ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(یعنی خدا کی تقدیر کا فیصلہ ہی یہ ہے کہ اگر علاج کرو گے تو شفا دوں گا۔)

دیوار گر رہی تھی؟ حضرت علیؑ اس سے الگ ہو گئے۔

لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا:

''میں خدا کی قضا سے بھاگ کر اس کی قدر کی طرف جا رہا ہوں۔'' (یعنی خدا کی قدر یہ ہے کہ تکلیفوں اور خطروں سے بچنے کی کوشش کرو گے تو بچ جاؤ گے۔) (بحار۔ جلد، ۶۱)

قضا کے معنی خدا کے حکم کے ہیں۔ جیسا کہ خدا نے خود فرمایا **وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ** خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی غلامی نہ کرو۔ قضیٰ کے معنی خدا کا (آخری حتمی) حکم اور قدر کے معنی خدا کا اندازہ یا فیصلہ۔ (حضرت علیؑ۔ از کنز العمال)

قدریہ عقیدہ

قدریہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تمام خیر و شر، اچھائی برائی، فائدے نقصان پوری طرح خود ہمارے اپنے اختیار میں ہیں (گویا ہم قادرِ مطلق ہیں) ایسے لوگوں کے لئے میری شفاعت میں کوئی حصہ نہیں۔ نہ میرا ان سے کوئی تعلق ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

میری امت میں دو ایسے گروہ ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

۱۔ مرجیہ

۲۔ قدریہ

پوچھا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرجیہ کون ہیں؟ فرمایا جو یہ کہتے ہیں کہ بس ایمان کافی ہے، عمل کی کوئی ضرورت نہیں (صرف ایمان کی وجہ سے امید ہے کہ ہم بخشے جائیں گے)

اور قدریہ وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ بُرائی ہمارے مقدر میں لکھی ہے۔ (اس لئے ہم بُرے کام کرتے ہیں)۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

قدریہ چاہتے ہیں کہ خدا کو عادل ثابت کریں مگر انہوں نے تو اللہ کو اس کی سلطنت ہی سے نکال دیا۔ (امام موسیٰؑ۔ از بحار۔ جلد، ۵)

(کہ خدا نے جو لکھ دیا، لکھ دیا۔ اب وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ معاذ اللہ)

شبِ قدر

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (قرآن)

مطلب یہ ہے کہ ہر اچھا عمل مثلاً نماز، زکوۃ، یا کوئی بھی نیک کام جو اس رات میں کیا جائے گا وہ ان ہزار مہینے تک انجام دینے سے بہتر اور افضل ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔ اگر خدا ان اعمال کا ثواب دوگنا (تگنا، چوگنا) نہ کرتا تو کوئی مومن وہاں تک نہ پہنچ سکتا۔ مگر خدا مومنین کی نیکیوں کو دوگنا (تگنا) کر دیتا ہے۔ (اپنے فضل و کرم کی وجہ سے تاکہ مومن بلند اور بہترین مرتبے اور کامیابیاں حاصل کرلے) (امام محمد باقرؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۷)

جب رمضان کے آخری دس دن آجاتے تو جناب رسولؐ خدا کمر کس لیتے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۷)

اقتدار یا حکومت

اقتدار ملنے کے بعد آدمی کی اچھی بُری عادتیں ظاہر ہوجاتی ہیں۔ کمزوروں پر زبردستی حکومت قائم کرنا قابلِ مذمت اقتدار ہے۔ حکومت ملنے کی آفت (امتحان) یہ ہے کہ انسان لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا چھوڑ دے۔ جب دشمنی پر قابو پالو تو اس کا اصل شکر یہ یہ ہے کہ اس کو معاف کر دو۔ قدرت ہوتے ہوئے معاف کردو اور غصہ کے وقت بردباری اور صبر سے کام لو۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم، نہج البلاغہ)

زنا کی تہمت لگانا

جو لوگ پاک عورتوں پر زنا کاری کی تہمت لگائیں اور پھر چار (چشم دید) گواہ نہ پیش

کریں ان کو اَسّی (۸۰) کوڑے مارو۔ (قرآن۔ سورۃ نور۔ ۵تا۳۲)

خدا نے زنا کاری کی تہمت لگانے کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ اس سے نسب (شجرہ، نسلیں) خراب اور بدنام ہو جاتی ہیں۔ اولاد کسی کی نہیں رہتی۔ میراث ختم ہو جاتی ہے۔ اولاد کو تربیت نہیں ملتی اور اس طرح تہمتیں لگانے میں اور بھی بہت خرابیاں ہیں جو نظامِ اخلاق اور تخلیق کو بگاڑ دیتی ہیں۔ (حضرت امام علی رضاؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۹)

بڑے سے بڑے گناہوں میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے اور پاک عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا ہے۔ اس لئے اگر کوئی کسی کو حرام زادہ کہتا تو حضرت علیؑ اس پر زنا کی تہمت لگانے والی حد (سزا) جاری فرماتے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل۔ جلد، ۱۸)

اگر کوئی کسی کو زانیہ کا بیٹا کہے تو اس کو اَسّی (۸۰) کوڑے مارے جائیں اور مزید یہ کہ وہ اللہ سے اس گناہ کی توبہ بھی کرے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

پاک عورت پر تہمت لگانا ایک سال کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از مستدرک الوسائل۔ جلد، ۳)

کسی کی ہجو (برائی) کرنے پر حضرت علیؑ نے ہجو کہنے والے کو تعزیر (شرعی سزا دی) جاری فرمائی۔ (امام محمد باقرؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

قرآن مجید کی عظمت

اے رسول! ہم نے تم کو سبع ثانی (سات آیتوں والا سورہ مراد سورۃ حمد) اور قرآن عظیم (جیسی عظیم نعمت) عطا کی اور ہم نے قرآن کو نصیحت، بھلائی، سبق اور فائدے حاصل کرنے کے واسطے آسان کر دیا ہے۔ پس کوئی ہے جو سبق سیکھے اور فائدے حاصل کرے؟

(القرآن۔ سورۃ حجر، ۸۷/سورۃ قمر، ۲۲)

دنیا کی زندگی میں کسی کے لئے بہتری اور فائدے نہیں ہیں، سوا اس کے جو (قرآن) سنتا سمجھتا ہو یا پھر وہ عالم جو حق بات کہتا ہے، لہٰذا لوگو تم اپنے دور کے سفر کے لئے اپنی تمام کوششوں کو جمع کر لو۔

حضرت مقدادؓ نے پوچھا یا رسول اللہ آرام وسکون کیا ہوتا ہے؟ فرمایا ''(دنیا کی) بلائیں بس ختم ہونے والی ہیں، اس لئے تم پر ضروری ہے کہ قرآن کو مضبوطی سے تھام لو (یعنی قرآن

پڑھو، سمجھو اور اس پر مضبوطی سے عمل کرو) اس لئے کہ قرآن ایک ایسا شفاعت کرنے والا سفارشی اور ساتھی ہے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی، جس کی تصدیق کی جائے گی۔ جو قرآن کو اپنا استاد و رہنما بنائے گا تو قرآن اس کو سیدھا جنت کی طرف لے جائے گا جو قرآن کو چھوڑ دے گا تو وہ سیدھا جہنم جائے گا۔ اس لئے قرآن بہترین رستہ دکھانے والا، فیصلہ کن بات کہنے والا ہے۔ اس کا ظاہر بھی ہے، باطن بھی ہے۔ اس کا ظاہر حکم ہے۔ اس کا باطن گہرا علم ہے۔ قرآن ایک ایسا عذر ہے جس کے عجائبات بے حد و بے شمار ہیں جس سے پڑھنے والے بھی سیر نہیں ہوتے۔ قرآن خدا کی مضبوطی رسّی اور صراط مستقیم (سیدھا رستہ) ہے۔ اس میں ہدایت کے چراغ، حکمت کے مینار، حجت اور دلیل ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جو شخص قرآن سے ہٹ کر کسی اور چیز سے علم (دین) حاصل کرے گا تو خدا اس کو گمراہیوں میں چھوڑ دے گا (کیونکہ قرآن وہ کتاب ہے کہ نہ تو باطل) اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے۔ کیونکہ قرآن حکمت والے اور قابل تعریف صفات والے خدا کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ (قرآن)

اس لئے اس میں باطل داخل نہیں ہوسکتا۔ (ارشاد امام حسنؑ۔ از بحار۔ جلد ۹۲)

قرآن ایسی دوا ہے جس سے کوئی مرض باقی نہیں رہتا۔ ایسا نور ہے جس میں کوئی اندھیرا (گمراہی) نہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از شرح ابی الحدید جلد ۱۰)

جو قرآن سے قریب ہوتا ہے (پڑھتا سمجھتا ہے) وہ ہدایت کو بڑھاتا ہے اور اپنی گمراہی کو گھٹاتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

خدا نے کسی کو ایسی نصیحت نہیں کی جو قرآن کے مانند ہو کیونکہ قرآن خدا کی مضبوط رسّی، امانتدار وسیلہ، دلوں کی بہار، علم کا سرچشمہ ہے جو دلوں کو روشن کر دیتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از شرح ابن ابی الحدید۔ جلد ۱۰)

قرآن ہدایتوں میں سب سے افضل ہدایت ہے۔ (حضرت علیؑ از غرر الحکم)

میرے بعد ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں حق بالکل چھپ جائے گا اور باطل بے حد ظاہر ہوگا۔ مگر قرآن اور قرآن والے لوگوں میں ضرور موجود ہوں گے جو اس زمانے کے لوگوں سے بے تعلق ہوں گے کیونکہ گمراہی اور ہدایت ایک ساتھ ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۱۴۷)

قرآن کا بار بار پڑھنا قرآن کو پرانا نہیں کرتا (یعنی قرآن ہر دم تازہ تابندہ پائندہ زندہ رہتا ہے) (حضرت علیؑ ۔ از نہج البلاغہ)

جو قرآن کو سمجھ کر پڑھتا ہے وہ غنی (دولتمند) ہے کیونکہ اس کو اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی ۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار ۔ جلد ۹۲)

قرآن سے اپنی (اخلاقی، روحانی، جسمانی) بیماریوں کی شفا مانگو اور اپنی مصیبتوں میں اس سے مدد حاصل کرو ۔ (حضرت علیؑ ۔ از بحار ۔ جلد ۹۲)

اگر تم سعادت اور کامیابی کی زندگی، شہادت کی موت، قیامت کی ناکامیوں سے نجات اور گمراہیوں سے بچ کر ہدایت کے طلبگار ہو تو قرآن سے درس اور علم حاصل کرو کیونکہ یہ خدائے رحمان کا کلام ہے ۔ اس لئے شیطان سے بچاتا ہے اور نیک عمل کی ترازو کو بھاری کرتا ہے ۔ (جناب رسولؐ خدا ۔ از بحار ۔ جلد ۹۳)

تم میں سب سے افضل لوگ وہ ہیں جو خود بھی قرآن کا علم حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہیں ۔ (جناب رسولؐ خدا ۔ از بحار ۔ جلد ۹۲)

جنت کے درجات قرآن کی آیتوں کی تعداد کے برابر ہیں ۔ وہاں قرآن کے پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت پر چڑھتا جا ۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار ۔ جلد ۹۲)

تمہارے لئے قرآن کا علم حاصل کرنا اور کثرت سے قرآن پڑھنا ضروری ہے ۔ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہی لوگ رسولؐ خدا کے محبوب ترین لوگ ہیں ۔

(جناب رسولؐ خدا ۔ مروی از حضرت علیؑ ۔ از کنزالعمال)

جو لوگ خدا کے گھر میں جمع ہو کر یا کسی بھی گھر میں جمع ہو کر قرآن پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کو پڑھاتے ہیں ان پر خدا کی طرف سے تسکین نازل ہوتی ہے ۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور ان کو وہ ذات (خود) یاد کرتی ہے جس کے دربار میں یہ لوگ موجود ہوتے ہیں (مراد خدا کی ذات) (جناب رسولؐ خدا ۔ از کنزالعمال)

جو دل قرآن کو اپنے اندر جگہ دے گا یعنی سمجھے گا، اللہ اس کو کبھی عذاب نہ دے گا ۔

(جناب رسولؐ خدا ۔ از کنزالعمال)

جس دل میں قرآن (کے مطالب و معانی) نہ ہوں وہ ویران گھر کی طرح ہے ۔

(جناب رسولؐ خدا ۔ از کنزالعمال)

حضرت علی علیہ السلام کی دعائیں

اے اللہ اپنی کتاب کو یاد رکھنے کے لئے میرے دل کو پابند بنادے۔ مجھے یہ توفیق عطا فرما کہ میں قرآن کو اسی طرح پڑھوں جیسے تو چاہتا ہے۔ میرے سینے کو قرآن کے ذریعہ کھول دے (یعنی نیک عمل کرنے کی ہمت عطا فرما) میری زبان کو قرآن پڑھنے کے لئے رہنمائی عطا فرما۔ میرے جسم کو قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی صلاحیت، جذبہ اور طاقت عطا کرنا۔ اس کام میں میری پوری پوری مدد کرنا۔ کیونکہ اس کام میں صرف تو ہی مدد کرسکتا ہے اور تیرے سوا کوئی لائقِ عبادت و بندگی نہیں ہے۔ (حضرت علیؑ کی دعا۔ از بحار الانوار۔ جلد، ۹۲)

رسول ﷺ خدا کی دعا

اے اللہ جب تک میں زندہ رہوں، ہمیشہ گناہوں سے بچائے رکھنے کے ذریعہ مجھ پر رحم فرما۔ جس کام سے تو خوش ہو، مجھے ان کاموں کو پسند کرنے والی نگاہ عطا فرما۔ میرے دل کو اپنی کتاب یاد رکھنے کا پابند بنا۔ مجھے توفیق عطا فرما کہ میں قرآن کو اس طرح پڑھوں جس طرح تو پڑھوانا چاہتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ اپنی کتاب سے میری آنکھیں روشن اور سینہ، دل و دماغ وسیع کردے۔ میرے دل کو قرآن پڑھنے سے خوشی عطا فرما اور زبان کو روانی اور جسم کو (قرآن پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی) قوت عطا فرما کیونکہ قوت اور طاقت سوا تیرے کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ (بحار۔ جلد، ۵)

حاملین قرآن کے فضائل

حاملین قرآن وہ لوگ ہیں جو بار بار قرآن سمجھ کر پڑھتے سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی پڑھاتے سمجھاتے ہیں اور خود عمل بھی کرتے ہیں۔

حاملین قرآن خدا کی رحمتوں میں گھرے رہتے ہیں۔ وہ قیامت میں عارف ہوں گے۔

میری امت کے اشراف (شرفاء، سردار) حاملین قرآن اور راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے اور قرآن پڑھنے والے ہوں گے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از مستدرک الوسائل)

قرآن پڑھو اور اس کو اپنا حامی مددگار سمجھو کیونکہ خدا ایسے دل و دماغ کو سزا نہیں دے گا

جو قرآن کا ظرف ہوں۔ (حضرت علیؑ۔ از جامع الاخبار)

قرآن سے تعلق رکھنے والے (یعنی قرآن کو پڑھنے، سمجھنے، یاد رکھنے اور پڑھانے اور عمل کرنے والے) خاص اللہ والے اور خدا کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ جو ان کی عزت کرے گا، خدا اس کو عزت عطا فرمائے گا۔ جو ان کی توہین کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

حاملین قرآن خدا کے کلام کے معلم اور خدا کے نور کو پہنے ہوتے ہیں۔ جو ان سے محبت کرتا ہے، خدا اس سے محبت کرتا ہے۔ جو ان سے دشمنی کرتا ہے، خدا اس سے دشمنی کرتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

حامل قرآن سب لوگوں میں سب سے زیادہ اس بات کا مستحق ہے کہ

۱۔ ظاہر و باطن دونوں میں نماز، روزہ کا پابند ہو۔

۲۔ جب لوگ ہنسیں تو وہ خدا کے خوف سے روئے۔

۳۔ جب لوگ سوئیں تو وہ نماز کے لئے جاگے۔

۴۔ جب کوئی اس پر ظلم کرے تو وہ معاف کرے۔ جو اس سے دشمنی رکھے تو وہ اس سے دشمنی نہ رکھے۔

۵۔ جو اس سے جہالت سے پیش آئے تو وہ نادانی کا ثبوت نہ دے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کافی۔ جلد ۹۲)

جو لوگ خدا کی کتاب کو سمجھ کر پڑھتے ہیں اور (نیتجتاً) انہوں نے نماز کی پابندی کی ہے اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس کو خدا کی راہ میں چھپ کر اور اعلانیہ (خدا کی) خوشی حاصل کرنے کے لئے خیرات کیا ہے، یہ لوگ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں کسی قسم کا کوئی نقصان کا امکان نہیں ہے۔ (قرآن۔ سورۃ فاطر، ۲۹)

جب تم خدا سے باتیں کرنا چاہو تو قرآن کو سمجھ کر پڑھو۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

دلوں پر لوہے کی طرح زنگ چڑھ جاتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! پھر اس کی خرابی کیسے صاف کریں؟ فرمایا ''قرآن کو سمجھ کر پڑھنے سے۔'' (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

قرآن پڑھو کہ اس کا پڑھنا گناہوں کا کفارہ، جہنم کی ڈھال اور خدا کے عذاب سے امان ہے۔

اگر قرآن پڑھنے والا زیر زبر کی غلطی بھی کرتا ہے تو فرشتہ اس کو اسی طرح لکھتا ہے جس طرح قرآن نازل ہوا تھا۔ قرآن مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور گناہوں سے روکتا ہے۔ قرآن پڑھنے سمجھنے والا، نبوت کو اپنے دونوں پہلوؤں کے قریب پاتا ہے، البتہ اس پر وحی نہیں آتی۔ (یعنی وہ وحی کے مطالب کو کروٹیں بدلتے محسوس کر سکتا ہے) (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے، قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔ اس کی آواز سب سے اچھی ہے کہ جس کی جب تم تلاوت سنو تو یہ مان لو کہ وہ خدا سے ڈرتا ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از الترغیب والترہیب۔ جلد،۲۔ و بحار۔ جلد،۹۳)

خدا نے ہمیشہ اچھی آواز والے کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کافی۔ جلد،۲)

قرآن کی تلاوت کا حق ادا کرنا یہ ہے کہ قرآن کی پیروی کریں، وہ بھی اس طرح کہ جو پیروی کرنے کا حق ہے (یعنی قرآن کے لفظ لفظ پر پورا پورا عمل کریں)

(جناب رسولؐ خدا۔ از تفسیر در منثور۔ جلد،۱)

ہاں! میرے بھائی وہ ہیں کہ جنہوں نے قرآن پڑھا تو اس کو پوری طرح سمجھا اور عمل کیا۔ پھر اپنے فرائض پر غور و فکر کیا اور ان کو ادا کیا۔ پھر رسولؐ کی سنت کو زندہ کیا اور بدعتوں کو مار ڈالا۔ جب وہ جہاد کے لئے بلائے گئے تو انہوں نے لبیک کہی اور اپنے رہبر (مراد امام) پر پورے یقین کے ساتھ بھروسہ کیا اور اس کی پیروی (اطاعت) کی۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ،۱۸۰)

قرآن پڑھنے کا طریقہ

قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر (سمجھ سمجھ کر) پڑھو۔ (قرآن۔ سورۃ مزمل،۴)

قرآن کے عجائبات پر رک رک جاؤ۔ ان پر خوب غور و فکر کرو۔ پھر اپنی عقلوں کو حرکت میں لاؤ۔ خبردار تم میں سے کسی کا مقصد قرآن کی سورۃ کو جلد ختم کرنا نہیں ہونا چاہئے۔

(رسولؐ خدا۔ از نوادر)

اپنے سخت دلوں دماغوں کو قرآن کی طرف مائل کرو۔ قرآن کے ذریعہ اپنے ہر درد کی دوا کرو۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ،۹۳؍۷)

قرآن کی اس قرأت میں کوئی بہتری (فائدہ) نہیں ہے جس میں غور و فکر نہ ہو۔ اس

عبادت میں کوئی اچھائی نہیں جس میں معرفت (سمجھ اور فہم) نہ ہو۔

(حضرت علیؑ۔از بحار۔جلد،۹۲)

قرآن کی ہر بات علم کا خزانہ ہے۔اس لئے جب تم کسی خزانے کا دروازہ کھولو (یعنی کوئی آیت پڑھو) تو اس پر غور وفکر کرو، پھر اس سے سبق حاصل کرو۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

جو قرآن کو تین دنوں سے کم دنوں میں پڑھے گا، وہ قرآن کو نہیں سمجھ سکے گا۔

(رسولؐ خدا۔از کنز العمال)

حضرت امام رضا علیہ السلام رات کو اپنے بستر پر قرآن کی بہت تلاوت کرتے۔ جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں جنت جہنم کا ذکر ہوتا تو بے حد روتے اور خدا سے جنت کی دعا مانگتے اور خدا کی پناہ جہنم سے بچانے کے لئے مانگتے۔ (عیون الاخبار الرضاؑ۔جلد،۲)

جو آنکھ قرآن پڑھ کر آنسو بہائے گی وہ قیامت میں ٹھنڈک پائے گی۔

(رسولؐ خدا۔از کنز العمال)

قرآن ہدایت حاصل کرنے کے لئے اور علم اور سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے پڑھو۔ اب اگر تم برائیوں سے نہیں رکتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم قرآن (کو دل سے سمجھ کر) نہیں پڑھتے۔ (رسولؐ اکرم۔از شرح نہج البلاغہ۔از ابن ابی الحدید)

چار چیزیں مظلوم ہیں:

۱۔ ظالم کے اندر قرآن۔ (یعنی جو قرآن یاد کر کے بھول جائے یا قرآن پڑھ کر بھی ظلم کرے)

۲۔ وہ مسجد جس میں کوئی نماز نہ پڑھے۔

۳۔ ایسا قرآن جو گھر میں ہو مگر پڑھا نہ جاتا ہو۔

۴۔ نیک آدمی جو بُری قوم میں گھرا ہو۔ (رسولؐ اکرم۔از کنز العمال)

جو شخص قرآن کو دنیا کی دولتوں، زینتوں اور عزت حاصل کرنے کے لئے سیکھے، خدا اس پر جنت کو حرام کردے گا۔ (رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۷۷)

قرآن پڑھنے والے تین طرح کے ہیں:

۱۔ بادشاہوں دولتمندوں کو خوش کرنے اور ان کے قریب ہونے کے لئے قرآن پڑھتے ہیں اور لوگوں پر احسان بھی جتاتے ہیں۔ یہ جہنمی ہیں۔

۲۔ جو الفاظِ قرآن کو تو یاد کرلیتے ہیں مگر اس کے حدود و قیود کو ضائع کرتے ہیں (یعنی ان پر عمل نہیں کرتے) یہ بھی جہنمی ہیں۔

۳۔ جو قرآن کے محکمات (واضح آیتوں) پر عمل کرتے ہیں۔ متشابہ (مشکل) آیتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ قرآن کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو عملاً ادا کرتے ہیں۔ قرآن کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام مانتے ہیں۔ ان قاریوں کو خدا نے بلاؤں سے بچایا ہے۔ یہ جنت والے ہیں جس کے بارے میں چاہیں گے شفاعت بھی کریں گے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ فضائل صدوق۔ جلد،۱)

قرآن کو غور سے سننا

جس کو جنت جانے کا شوق ہے وہ قرآن کو غور سے سنے۔ قرآن کی ایک ایک آیت کو غور سے سننا، سونے کے پہاڑ سے زیادہ قیمتی ہے۔ قرآن کو غور سے سننے والوں سے آخرت کی مصیبتیں دور کردی جاتی ہیں۔ جو ایک آیت غور سے سنتا ہے اس کے لئے دوہری نیکی لکھی جاتی ہے۔ (جناب رسولؐ خدا)

قرآن چار چیزوں پر مشتمل ہے

۱۔ عبارات (یعنی الفاظ جو عام لوگوں کے لئے ہے)

۲۔ اشارات (خاص گہرے مطالب) جو خاص لوگوں کے لئے ہیں۔

۳۔ لطائف (باریک باتیں) جو خدا کے اولیاء یعنی خدا کے خاص دوستوں کیلئے ہیں۔

۴۔ حقائق (قرآن کی گہری حقیقتیں اور اصلی مطالب) یہ فقط انبیاء کرامؑ کے لئے مخصوص ہیں۔ (امام زین العابدینؑ ۔ از بحار۔ جلد،۹۲)

(**نوٹ:** اور انبیاء کا علم ان کے حقیقی اوصیاء مراد، ائمہ اہلبیتؑ کے پاس ہے۔)

لوگوں کی عقلوں سے قرآن کی تفسیر سے زیادہ کوئی چیز دور نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کا پہلا حصہ کسی ایک چیز کے بارے میں ہے اور آخری حصہ کسی اور چیز کے بارے میں آتا ہے۔ اس لئے قرآن ایسا کلام ہے جو کئی شکلوں (مطلبوں) میں ڈھل سکتا ہے۔ غرض قرآن کا ظاہر اور باطن بہت گہرا ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از نہج البلاغہ۔ امام محمد باقرؑ ۔ از بحار۔ جلد،۹۲)

قرآن کا ظاہر دہلا کر ڈرا دینے والا ہے اور قرآن کا باطن پڑھنے سمجھنے والے کو خدا سے قریب کر دیتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از معانی الاخبار)

تفسیر اپنی رائے سے کرنے کی ممانعت

جس نے صرف اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی، اگر وہ حقیقت تک بھی پہنچا تو بھی اس کو ثواب نہ ملے گا۔ اور اگر اس نے غلطی کی (یعنی قرآن کا غلط مطلب نکالا) تو اس کا گناہ اس کی اپنی گردن پر ہوگا۔ (امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد ۹۲)

جس نے قرآن کے بارے میں علم کے بغیر بات کی اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔
(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

میں اپنی امت میں سب سے زیادہ ان لوگوں سے ڈرتا ہوں جو قرآن کی بے محل، بے موقع غلط تاویلیں کریں گے (کیونکہ اس سے بڑی گمراہی کوئی نہیں)
(رسولؐ اکرم۔ از منیۃ المرید۔ ص، ۳۶۹)

(خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق) (اقبالؔ)

خدا نے ہم اہلبیت علیہم السلام رسول کی ولایت (محبت حکومت اور اطاعت) کو قرآن اور تمام آسمانی کتابوں کا محور (مرکز) بنایا ہے۔ قرآن کی تمام محکم واضح آیتیں ہماری ولایت کے گرد گھومتی ہیں۔ اہلبیتؑ رسول ہی قرآن کی بہتر سے بہتر منزل (مطالب) کو سمجھ سکتے ہیں۔ پیاسے اونٹوں کی طرح ان سے قرآن کا علم حاصل کرو۔ (امام صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد ۹۳)

اسی لئے رسولؐ خدا نے فرمایا "میں تم میں دو بے حد قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میری اولاد اہلبیتؑ ۔ جب تک تم ان دونوں سے جڑے رہو گے، ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔" (صحیح مسلم)

قرآن کی آیتوں کی قسمیں

۱۔ وہی خدا ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے۔ اس کی کچھ آیتیں محکم (واضح) ہیں۔ وہی (عمل کے لئے) کتاب کی اصل بنیاد ہیں۔

۲۔ کچھ آیتیں متشابہ (مشکل ہیں جس کئی کئی گہرے معانی و مطالب) ہیں۔ جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں (یعنی بدمعاش لوگ) وہ انہیں آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ ہیں تا کہ اپنی اپنی مرضی کے مطالب نکال نکال کر فتنہ وفساد پھیلائیں۔ حالانکہ سوا ان لوگوں کے جو علم میں راسخ (مضبوط) ہیں، ان آیتوں کا اصل مطلب کوئی نہیں جانتا۔

(قرآن۔ آل عمران، ۷)

اس لئے محکمات (واضح قرآنی آیات) پر عمل کرو۔ متشابہ آیتوں کو چھوڑ دو (ان کے مطلب اپنی مرضی سے نہ نکالو) اور قرآنی مثالوں اور قصوں سے سبق حاصل کرو۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار، ۹۲)

(**نوٹ:** کیونکہ قرآن قیامت تک کے لئے آیا ہے۔ اس لئے قرآن میں مشکل آیتیں ہیں جو علم و سائنس کی ترقی سے سمجھ میں آتی جائیں گی۔ ان آیتوں کا مطلب صرف راسخون فی العلم مراد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام جانتے ہیں۔ ایسی مشکل آیتوں کا مطلب اپنی مرضی سے نکالنا قرآن یعنی خدا کے کلام سے کھیلنا اور ان کو اپنی مرضی پر ڈھالنے کی کوشش کرنا ہے جو سخت ترین گناہ ہے۔)

قرآن سات حروف (مقاصد) کے لئے اترا ہے۔

۱۔ حکم دینے کے لئے (فرائض بتانے کے لئے)

۲۔ روکنے کے لئے (حرام کام بتانے کے لئے)

۳۔ شوق دلانے کے لئے (جنت کا اور نتیجتاً اچھے کاموں کا)

۴۔ ڈرانے کے لئے (خدا کی سزاؤں سے یعنی بُرے کاموں سے)

۵۔ تقابل اور مشکل باتوں کو بتانے کے لئے (مراد متشابہ آیات ہیں)

۶۔ قصوں کے بیان کے لئے (تا کہ تاریخ اور انسانی طرزِ عمل معلوم ہو اور عبرتیں حاصل ہوں)

۷۔ مثالیں بیان کرنے کے لئے (تا کہ بے حد مشکل مطالب اور حقیقتوں کو کسی حد تک آسانی سے سمجھا جا سکے) (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تو فرمایا "محکم آیتیں وہ ہیں جن پر عمل کیا جائے۔ (۲) متشابہ آیتیں وہ ہیں کہ لوگ ان آیتوں کے مطالب کو نہیں جانتے اس لئے وہ شبہ میں پڑ جاتے ہیں (کہ اصل مطلب کیا ہے؟) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۹۲)

جو شخص قرآن کو متشابہ (مشکل اور کئی مطلب والی) آیتوں کو محکم (واضح) آیتوں کی طرف پلٹاتا ہے وہ سیدھے راستے پر چلتا ہے۔ (حضرت امام علی رضاؑ۔ از عیون اخبار الرضا)

(نوٹ: یعنی مشکل آیتوں کو واضح آیتوں کے ذریعہ سمجھو کیونکہ اصل بنیاد محکم اور واضح آیتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض عبارتوں کا اصل مطلب کچھ اور ہوتا ہے لیکن ظاہر میں مطلب کچھ اور دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً مومنؔ کا یہ شعر۔

شب جو مسجد میں جا پھنسے مومنؔ
رات کاٹی خدا خدا کر کے (مومنؔ)

مراد عبادت کر کے رات کاٹنا نہیں ہے بلکہ مثلاً۔

وہ تین دن کہ علی جس میں ٹھہرے کعبہ میں بتوں نے دن وہ گزارے خدا خدا کر کے

ان اشعار میں "خدا خدا کر کے" کے یعنی خدا کا ذکر یا عبادت کرنا مراد نہیں بلکہ اصل معنی سخت مشکل میں دن یا رات کا گزارنا ہے۔ گویا ظاہری معنی کچھ اور ہیں اور باطنی معنی کچھ اور ہیں۔ اسی طرح متشابہ آیتوں کے ظاہری معنی کچھ اور معلوم ہوتے ہیں جبکہ حقیقی معنی صرف خدا رسولؐ اور ان کے اوصیاء مراد ائمہ اہلبیتؑ کو معلوم ہوتے ہیں۔ ہمارا کام ان سے سیکھنا اور ان پر ایمان لانا ہے اور عمل کرنا ہے۔ اپنی طرف سے مطلب نکالنا سخت منع ہے۔)

قرآنی اشارے

جس طرح عربی میں محاورہ ہے کہ "بات تو تجھ سے کر رہا ہوں مگر پڑوسن تو بھی سن لے (یعنی مخاطب تو رسول ہیں مگر مقصد کسی اور کو سنانا ہے) مثلاً قرآن میں خدا نے رسولؐ سے فرمایا "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہم نے تمہیں (حق پر) ثابت قدم رکھا ہوا ہے تو تم ان (کافروں) کی جانب کچھ نہ کچھ مائل ہو جاتے۔" (قرآن)

خدا نے اس آیت میں نبیؐ کی ذات کو خطاب کر کے دوسروں کو مراد لیا ہے (یعنی عام مسلمانوں کے دل اگر خدا توحید پر ثابت نہ رکھتا تو عام مسلمان کچھ نہ کچھ مشرکوں کی طرف مائل

ہو جاتے۔) لیکن مسلمانوں کو بُرا نہ لگے، اس لئے رسولؐ سے خطاب فرما کر یہی بات فرمادی۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از تفسیر عیاشی۔ جلد ۱۔ بحار۔ جلد ۹۲)

قرآن کئی چہروں (جہتوں، پہلوؤں اور مطالب) والا ہے۔ اس لئے قرآن کے مطالب کو بہترین معنی پر سمجھو۔ (رسولِ اکرمؐ۔ از کنزالعمال)

ام القرآن..... قرآن کی اصل

سورۃ حمد کا نام سبع مثانی بھی ہے اور قرآن عظیم بھی ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ (سورۃ حجر) اس جیسی کوئی چیز توراۃ، انجیل، زبور تک میں نازل نہیں ہوئی۔ جس نے سورۃ فاتحہ سمجھ کر پڑھی گویا اس نے خدا کی چاروں کتابوں کو پڑھا۔ (رسولؐ اکرم۔ از تفسیر۔ درمنثور۔ جلد ۱)

(حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ پورے قرآن میں ہے وہ سب سورۃ حمد میں ہے۔ (حضرت علیؑ) (معلوم ہوا کہ سورۃ حمد پورے قرآن کا خلاصہ ہے)

قرآن کی سب سے زیادہ ڈرانے والی آیت

یہ ہے کہ ''جس نے ذرہ کی برابر نیکی کی وہ اس کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ کی برابر بُرائی کی وہ اس کو دیکھے گا۔'' (قرآن)

اور قرآن کی سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت

اے رسولؐ کہہ دو کہ ''میرے بندو جنہوں نے (گناہ کر کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کیا (خود کو نقصان پہنچایا ہے) تم لوگ خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوجانا۔ یقیناً خدا تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔'' (جنابِ رسولِ خدا اور کنزالعمال)

(اس لئے مایوس ہونے کے بجائے دل سے شرمندہ ہو کر گناہوں کی خدا سے معافی مانگو اور پھر گناہوں کو کرنا چھوڑ دو)

خدا کے مقرب ترین بندے کون؟

پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو کتاب (قرآن) کا وارث بنایا جن کو ہم

نے خود چنا (کیونکہ) بندوں میں سے کچھ تو (گناہ کر کر کے) اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے ہیں (خود کو نقصان پہنچاتے ہیں) اور ان میں سے کچھ (اچھائی اور برائی کے) درمیان میں رہتے ہیں (یعنی کچھ اچھے کام کرتے ہیں اور کچھ بُرے) اور ان میں سے کچھ اللہ کی اجازت سے نیکیوں میں اوروں سے آگے بڑھ جاتے ہیں (یہی آخری قسم کے لوگ قرآن کے حقیقی وارث ہیں) اور ان ہی (لوگوں پر) تو خدا کا بڑا از بردست فضل و کرم ہے۔ (قرآن)

جو لوگ نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھنے والے ہیں (واہ کیا کہنا) یہی تو اصل میں سب سے آگے بڑھے ہوئے لوگ ہیں۔ یہی لوگ خدا کے مقرب (قریب اور پسندیدہ ترین) لوگ ہیں۔ (قرآن۔ سورۃ واقعہ، ۱۱۔۱۰)

پس جو (مرنے والے) خدا کے مقربین (بے حد پسندیدہ) ہیں تو ان کے لئے آرام ہی آرام ہے۔ خوشبودار پھول اور نعمتوں بھرے جنت کے گھنے باغات ہیں۔

(سورۃ واقعہ، ۸۹۔۸۸)

۱۔ ظالم لوگ وہ ہیں جو اپنی بُری خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ (خود کو نقصان پہنچاتے ہیں)

۲۔ مقتصد (درمیانی لوگ) یہ وہ ہیں جو ہر وقت خدا کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

۳۔ اب جو نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھنے والے (السابقون) ہیں وہ ہر وقت اپنے پالنے والے مالک کو راضی کرنے کے لئے گھومتے دوڑتے کام کرتے رہتے ہیں۔ (خدا کو راضی رکھنے کے چکر میں رہتے ہیں)

(امام جعفر صادقؑ ۔ از معانی الاخبار)

نیکیوں میں سب سے آگے بڑھنے والوں سے اصل مراد امام (معصوم) ہے۔ اور متوسط یعنی درمیانی لوگوں سے مراد امامِ برحق کی پہچان رکھنے والے ہیں۔ اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں سے اصل مراد وہ لوگ ہیں جو (حقیقی) اماموں کو نہیں پہچانتے۔ (امام محمد باقرؑ ۔ از کافی۔ جلد ۱)

جو نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جانے والے ہیں وہ جنت میں بغیر حساب کتاب جائیں گے۔ جو متوسط (درمیانی) لوگ ہیں ان سے تھوڑا بہت آسان حساب لیا جائے گا اور جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے (یعنی بہت گناہ گار ہیں) وہ حساب کتاب کے بعد قید کئے

جائیں گے۔ پھر کہیں جنت میں داخل ہوں گے۔ یہی لوگ کہیں گے "خدا کا شکر ہے جس نے ہم سے (سزا اور حساب کے) رنج و غم کو دور کرا دیا۔" (جناب رسولؐ خدا۔ از مجمع البیان، جلد، ۸)

لوگوں کی اصلاح کرنے والے خدا کے مقربین میں سے ہوں گے۔

نوٹ: کیونکہ اصلاح کرنے والے نبیوںؑ ہی کا کام کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو نبیوں کے ساتھ محشور کیا جائے گا۔

سب سے افضل لوگ جو خدا کے مقرب (بے حد پسندیدہ) بندے ہیں ان کی عبادت سچے دل سے خدا کے لئے خالص ہوتی ہے اور بہت اچھے یقین کے ساتھ کی جاتی ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

خدا کی راہ میں سخاوت کرنا مقرب لوگوں کی عبادت ہے۔ (حضرت علیؑ)

خدا کی محبت سے عبادت کرنے والے خدا کے مقرب ہوتے ہیں۔

(حضرت عیسیٰؑ۔ از تنبیہ الخواطر)

سب سے زیادہ اور اچھا ایمان (خدا رسولؐ آخرت پر یقین) رکھنے والے سب سے زیادہ خدا کے مقرب ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(یعنی جس قدر خدا رسول پر ایمان اور یقین ہوگا اسی قدر انسان خدا سے قریب یعنی خدا کا پسندیدہ ہوگا)

(غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں (ایمان) پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں) (اقبالؒ)

تم میں خدا کے مقرب ترین لوگ وہ ہیں جن کا اخلاق وسیع ہے (یعنی سب لوگوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ (امام زین العابدینؑ۔ از کافی۔ جلد، ۸)

خدا کا مقرب بندہ وہ ہوتا ہے جو بہت زیادہ حق اور سچ بولنے والا ہو۔ چاہے وہ بات اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو حق پر عمل کرنے والا بھی ہو، چاہے اس کو وہ کام ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔) (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

اے داؤدؑ! جس طرح متواضع، منکسر، خود کو کم درجہ سمجھنے والا آدمی اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہے، اسی طرح متکبر آدمی اللہ سے سب سے زیادہ دور ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد، ۲)

اے اللہ! فرشتے سب سے زیادہ تجھ کو جانتے پہچانتے ہیں (اس لئے) سب سے زیادہ تجھ سے ڈرتے ہیں (اس لئے) وہ سب سے زیادہ تیرے مقرب (پسندیدہ) ہیں۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

(جو جس قدر خدا کی عظمت اور قدرت کو جانتا ہے اسی قدر خدا سے مرعوب ہوتا ہے اور اسی قدر خدا سے ڈرتا ہے اور خدا کا مقرب ہوتا ہے۔)

انسان سجدے کی حالت میں اللہ سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب وہ سجدے میں خدا سے دعا بھی کر رہا ہو۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال۔ روایت از امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد ۲)

انسان جب ہلکے پیٹ ہوتا ہے (یعنی کم کھانا کھائے ہوتا ہے) تو وہ خدا سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اگر پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہوا ہوتا ہے اور وہ خدا کا ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد ۲)

تین قسم کے لوگ قیامت کے دن خدا سے سب سے زیادہ قریب (سب سے زیادہ پسندیدہ) ہوں گے۔

۱۔ طاقت رکھنے کے باوجود غصہ کی حالت میں اپنے سے کمزوروں پر ظلم نہ کرنے والے۔

۲۔ دو انسانوں کے درمیان صلح کرا دینے والے بشرطیکہ قوم قبیلے کی وجہ سے طرفداری نہ کی ہو اور ناانصافی نہ کی ہو۔

۳۔ سچی حق بات کہنے والے۔ چاہے اس میں ان کا فائدہ ہو یا نقصان۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از خصائل صدوق)

زمین پر ہل چلانے والے خدا کا خزانہ ہیں۔ کیونکہ وہ پاکیزہ روزی اگاتے ہیں۔ یہی لوگ مقام کے لحاظ سے خدا کے قریب ترین ہوں گے۔ ان کو مبارک مبارک کہہ کر پکارا جائے گا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد ۵)

(کیونکہ ان کے ذریعہ سے خدا لوگوں کو رزق فراہم کرتا ہے۔ یہ لوگ خدا کا وہ ہاتھ ہیں جو لوگوں کا پیٹ بھرتا ہے اور پھر انسان ہر کام کر سکتا ہے۔)

خدا سے قرب کی انتہا

حدیث قدسی: جب کوئی بندہ فرائض کو ادا کرنے کے بعد اس سے بھی زیادہ کسی (نفل) کام کر کے میرا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس حد تک میرے قریب ہو جاتا ہے (میرا پسندیدہ بن جاتا ہے) کہ میں خود اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پھر جب میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ حملہ کرتا ہے۔ (یہ انتہائی قرب کا بیان ہے جس کا پوری طرح سمجھنا ممکن نہیں)

جب وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے تو میں اس کو قبول کرتا ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں۔ (حدیث قدسی۔ از رسولؐ خدا۔ از کافی۔ جلد ۲)

اے محمدؐ! میرا بندہ (میرے مقرر کئے ہوئے) فرائض ادا کرنے سے بڑھ کر کسی اور چیز کے ذریعہ میرا تقرب حاصل نہیں کر سکتا (یعنی سب سے زیادہ خدا کا مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ قوت، توجہ، شوق اور خالص خدا کو خوش کرنے کی نیت سے خدا کے مقرر کئے ہوئے فرائض کو ادا کرتا ہے) پھر وہ نوافل ادا کر کے مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں خود اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کافی۔ جلد ۲)

(معلوم ہوا خدا کا سب سے زیادہ قرب یہ ہے کہ خدا خود بندہ سے محبت کرنے لگے)

خدا تک پہنچنا

خدا تک پہنچنا ایک سفر ہے جو رات کی سواری پر سوار ہوئے بغیر طے نہیں ہو سکتا (یعنی نماز تہجد یا رات کو قرآن کی تلاوت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا) (امام حسن عسکریؑ۔ از بحار، ۷۸)

امیدوں سے کٹ کر ہی اللہ تک پہنچ سکتے ہو۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(یعنی بندوں سے تمام توقعات توڑ کر صرف اللہ سے توقعات باندھ کر پوری توجہ لوگوں سے ہٹا کر صرف اللہ کی طرف کرنے سے تم خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہو)

جو خدا کی راہ میں صبر کرتا ہے وہ خدا تک پہنچ جاتا ہے۔ جب تک لوگوں سے دلی

توقعات نہیں کاٹو گے خالق تک نہیں پہنچ پاؤ گے۔

(خدا فرماتا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ہے)

(قرآن۔ حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

مالک ہم پر مہربانی فرما کہ ہم تمام دنیا سے مکمل طور پر کٹ کر صرف تیری ذات کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جائیں تا کہ پھر تو ہمارے دل کی آنکھوں کو اپنی ذات کے نور سے روشن کردے تا کہ ہم تجھ کو قلب (روح اور عقل) کی آنکھوں سے دیکھیں۔ یہاں تک کہ ہماری قلبی نگاہیں تیرے نور کے پردوں کو پھاڑ کر تیری عظمت کے سرچشمہ تک پہنچ جائیں۔

مالک مجھے ان لوگوں میں قرار دے جنہوں نے تیرے قرب کا ارادہ (نیت) کیا ہو۔ پھر اس کے لئے سخت کوششوں کے کرنے سے نہ رکے ہوں۔ بس تیری ذات تک پہنچنے کا راستہ اختیار کرلیا ہو۔ اس مقصد سے کسی طرح نہ ہٹے ہوں۔ پھر تجھ تک پہنچنے کے لئے انہوں نے صرف تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور اس طرح وہ تجھ تک پہنچ گئے۔

(مناجات شعبانیہ۔ از ائمہ اہلبیت علیہم السلام)

(خدا فرماتا ہے جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا خود اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے)

(از ائمہ اہلبیت علیہ السلام)

حدیث قدسی: جو شخص مجھ سے ایک بالشت قریب ہونا چاہتا ہے، میں اس کی طرف ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہوں۔ جو میری طرف ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہے، میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ جو میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

(حدیث قدسی۔ مروی از جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

وہ ذرائع اور طریقے جن سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے

یا علیؑ! جو لوگ نیک عمل کرنے کے ذریعہ اپنے خالق سے قریب ہونا چاہتے ہیں تو اصل میں وہ اپنی عقل سے خدا کا قرب حاصل کرتے ہیں (کیونکہ عقل ہی یہ بتاتی ہے کہ اصل کمال خدا سے قرب حاصل کرنا ہے اور خدا سب سے اچھی ذات ہے اس لئے اچھے کاموں ہی سے اس کا قرب مل سکتا ہے) (جناب رسولؐ خدا۔ از مشکوٰۃ الانوار)

بندہ کا اللہ کی ذات سے قرب اس کی خالص نیت کی وجہ سے ہوتا ہے (یعنی جب اس کا

واحد مقصد صرف خدا کی اطاعت کرنا اور خدا کو راضی کرنا ہو) (حضرت علیؑ۔ازغررالحکم)

جو شخص خدا کے مقرر کئے ہوئے فرائض اور نوافل ادا کرنے کے ذریعہ سے خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے وہ دہرا (تہرا) نفع کماتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ازغرر)

خدا کا قرب خدا سے سوال کرنے کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اور لوگوں کا قرب ان سے سوال نہ کرنے کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ازغرر)

حدیث قدسی: میرا قرب سب سے زیادہ (میری محبت یا خوف سے) رونے کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ نیز عبادت گزار میرا اتنا قرب حاصل نہیں کرسکتے جتنا وہ لوگ حاصل کرلیتے ہیں جو میری حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتے ہیں۔

اے موسیٰ علیہ السلام! جو لوگ میرے خوف سے رو رو کر میرا قرب حاصل کرتے ہیں وہ لوگ رفیق اعلیٰ میں ہوں گے۔ بلندیٔ درجات میں کوئی ان کا شریک نہ ہوگا۔

(امام محمد باقرؑ۔ازکتاب ثواب الاعمال)

(رونے سے مراد خدا کی محبت، خدا سے ملنے کا شوق یا پھر اپنے گناہوں پر شرمندگی اور سزاؤں کا خوف)

حضرت لقمان علیہ السلام کی وصیت

میں تم کو چھ (۶) باتیں اپنانے کی وصیت کرتا ہوں جو تم کو خدا سے قریب اور اس کی ناراضگی سے دور کردیں گی۔

۱۔ صرف خدا کی عبادت (اطاعت) کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔
۲۔ خدا کی قضا قدر کے فیصلوں پر راضی رہو۔ چاہے وہ تمہیں پسند نہ آئیں۔
۳۔ صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے کسی سے محبت یا دشمنی کرو۔
۴۔ جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔ اور جو بات اپنے لئے پسند نہ کرو وہ بات دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔
۵۔ غصے کو پی جایا کرو اور جو تمہارے ساتھ بُرا سلوک کرے تم اچھا سلوک کرو۔
۶۔ بُری خواہشات کو چھوڑ دو اور تباہ کرنے والی خواہشات کی مخالفت کرو۔

(حضرت لقمانؑ۔ازمستدرک الوسائل۔جلد،۱۱)

خدا سے سب سے زیادہ دور؟

۱۔ خدا سے بہت دور ہے وہ جو دولتمندوں اور حاکموں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔
۲۔ ظالموں کے ظلم کی تعریف اور تصدیق کرتا ہے۔
۳۔ بچوں کا وہ استاد جو بچوں سے ہمدردی نہیں کرتا اور نہ تعلیم دیتے وقت خدا کو سامنے رکھتا ہے (یعنی تعلیم دیتے وقت بچوں کو خدا کی پہچان خوف یا محبت کا سبق نہیں سکھاتا۔)
(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جس آدمی کی زندگی کا مقصد صرف پیٹ بھرنا اور جنسی خواہشات پورا کرنا ہو، وہ خدا سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از خصائلِ صدوق)

جرم کا اقرار کرنا

جو شخص ڈرانے دھمکانے قید کئے جانے مارے پیٹنے کی وجہ سے جرم کا اقرار کرے تو اس اقرار پر سزا یا حد جاری نہیں کی جا سکتی۔ (حضرت علیؑ۔ از مستدرک الوسائل۔ جلد ۱۶)

اگر وہ اعتراف نہ کرے تو حد ساقط ہو جائے گی۔ (امام محمد باقرؑ۔ از وسائل، ۱۸)

اگر چوری کا خود اعتراف کرلے مگر چوری کا مال برآمد نہ ہو تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (امام جعفر صادقؑ) (کیونکہ مال برآمد نہ ہونے سے چوری کرنا پوری طرح ثابت نہیں ہوتا)

قرض

کون ہے جو اللہ کو اچھا قرضہ (قرضہ حسنہ) دے تو خدا اس کا اجر کئی گنا بڑھا دے اور اس کے لئے عزت والا صلہ اور بہترین جزا ہے۔ (قرآن)

خدا فرماتا ہے کہ ''اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ (قرآن) پھر خدا نے تم سے قرض حسنہ بھی مانگا (اوپر والی آیت ملاحظہ فرمالیں۔)
(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ ۱۸۳)

(نوٹ: خدا نے قرض اور مدد صرف اس لئے مانگی تاکہ ہم عزت اور بے حد و بے انتہا اجر کے مستحق بن جائیں۔)

جب نبیؐ معراج پر گئے تو جنت کے دروازے پر لکھا تھا کہ صدقہ کا اجر دس گنا اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از الترغیب)

(کیونکہ قرض دینے سے لینے والے کی بے عزتی نہیں ہوتی اور قرض لینے والے کام کر کے کماتے ہیں۔ اس طرح معاشرہ متحرک سرگرم اور باعمل رہتا ہے۔ مفت خوری کا رواج نہیں ہوتا)

حدیث قدسی: میں نے دنیا کو لین دین کے لئے بنایا ہے اس لئے جو شخص دنیا میں مجھے قرض دے گا (یعنی میری خوشی کے لئے خرچ کرے گا) میں اس کو ایک کے بدلے دس سے لے کر سات سو گنا تک عطا کروں گا اور پھر جتنا اور چاہوں گا اس کو اور دوں گا۔ اب جو مجھے قرض نہ دے گا، اس سے مجبور کر کے لوں گا۔ پھر اس کو تین خوبیاں عطا کروں گا۔ ان میں سے اگر ایک خوبی بھی اپنے فرشتوں کو عطا کروں تو وہ خوش ہو جائیں۔ پہلی خوبی یہ ہے کہ میں اس پر درود وسلام بھیجوں گا، دوسرے ان پر اپنی خاص رحمتیں اتاروں گا اور تیسرے اولائک ھم المھتد ون یعنی یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔ (یعنی تیسری چیز ان کو اپنی ہدایت جیسی عظیم نعمت بھی عطا کروں گا) (جناب رسولؐ خدا سے مروی۔ حدیث قدسی از الخصال)

جو کسی مظلوم کو قرض دے اور پھر بہت اچھے طریقے سے واپسی کا مطالبہ کرے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اب تو نئے سرے سے اعمال بجالا (یعنی اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں) اور اللہ اس کو ایک درہم کے بدلے جنت کا کثیر مال عطا کرے گا۔

(رسولؐ خدا۔ از ثواب الاعمال)

جو کسی ضرورت مند مسلمان کے قرضہ مانگنے پر نہ دے جبکہ وہ دے سکتا ہو تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا۔ جنت اس پر حرام ہو جائے گی۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از امالی شیخ صدوقؒ)

مقروض غریب کو مہلت دینا

کسی غریب مقروض کو خوشحال ہونے تک مہلت دو۔ اگر تم سمجھو کہ یہ بات خود تمہارے حق میں اور زیادہ بہتر ہے کہ تم (مقروض کا قرضہ ہی) بخش دو (معاف کر دو)

(قرآن۔ سورۃ بقرہ، ۲۸۰)

جو کسی مقروض کو جو غریب ہو مہلت دیتا ہے تو خدا پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس کو ہر روز اتنا صدقہ دینے کا ثواب دے جتنا اس نے قرض دیا ہے۔ یہ سلسلہ قرض کی مکمل ادائیگی تک جاری

رہتا ہے (روز اس کو ثواب ملتا رہتا ہے) (جنابِ رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

جو کسی غریب مقروض کو مہلت دے گا، خدا اس کو قیامت کے دن خود اپنے سایہ میں رکھے گا، جس دن خدا کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ (جنابِ رسولؐ خدا۔ از کافی۔ جلد ۸)

جو کسی غریب مقروض کو مہلت دے گا یا قرض کا بوجھ اتارے گا، خدا اس کو وسیع جہنم سے بچالے گا۔ (جنابِ رسولؐ خدا۔ الترغیب۔ جلد ۲)

جو کسی غریب مقروض کو مہلت دے گا تو اس کا وہ مال جو اس کو قرض دیا ہے، زکوٰۃ میں شمار ہوگا اور قرض دینے والے پر ملائکہ درود پڑھیں گے، اس کے قرض کے ادا ہونے تک۔

(جنابِ رسولؐ خدا۔ از ثواب الاعمال)

جو چاہتا ہے کہ اس کی دعا منظور ہو اور اس کے دکھ دور ہوں تو وہ مقروض کو مہلت دے۔

(جنابِ رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

ایک امیر آدمی کے نامہ اعمال میں کوئی نیک عمل نہ تھا، سوا اس کے کہ وہ اپنے ملازموں سے کہا کرتا تھا کہ غریب مقروض کو معاف کردیا کرو۔ خدا نے فرمایا "ایسا کام کرنے کا حق ہم پر زیادہ ہے، اس لئے اس شخص کے گناہ معاف کردیئے جائیں۔" (جنابِ رسولؐ خدا۔ از الترغیب)

جس طرح مقروض کے لئے جائز نہیں کہ اگر وہ قرض ادا کرسکتا ہے اور ادا نہ کرے، اسی طرح تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم اس کی غربت کو جانتے ہوئے اس پر قرض ادا کرنے کے لئے سختی کرو۔ (جنابِ رسولؐ خدا۔ از ثواب الاعمال)

قرعہ ڈالنا

جب معاملہ خدا کے سپرد کردیا جائے تو پھر اس سے بڑھ کر عدل کی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ اس کام کے لئے قرعہ ڈالا جائے جبکہ انہوں نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کردیا ہو تو صحیح معنی میں حقدار کے نام قرعہ نکلے گا۔ (کیونکہ پھر فیصلہ خدا فرمائے گا)

(امام محمد باقرؑ۔ از من لا یحضرہ الفقیہ۔ جلد ۳)

سب سے پہلے حضرت مریم علیہ السلام کے بارے میں قرعہ ڈالا گیا۔ خدا فرماتا ہے "تم ان کے پاس اس وقت نہ تھے جب وہ اپنے قلم (قرعہ کے لئے) ڈال رہے تھے۔"

(قرآن۔ سورۃ آل عمران، ۴۴)

لوگ اگر کسی بات پر جھگڑا کریں اور پھر اپنا معاملہ خدا کے حوالے کردیں اور قرعہ ڈالیں تو حقدار کو اس کا حصہ مل جاتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔از وسائل الشیعہ)

نامعلوم معاملے میں قرعہ اندازی کی جائے۔ (امام موسیٰ کاظمؑ)

ہر سو سال بعد دین کی تجدید ہوتی ہے

خدا میری امت کے لئے ہر سو سال کے شروع میں کسی ایک شخص کو بھیجتا ہے جو دین کی تعلیم کو دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔از کنز العمال)

ہم اہلبیت رسولؐ میں پچھلے (اماموں) کے کچھ ایسے عادل جانشین ضرور ہوتے ہیں جو خدا کے دین میں غلو یا انتہا پسندوں کی کی ہوئی تبدیلیوں کو ختم کرتے ہیں اور جھوٹوں کی دین میں نئی باتیں داخل کرنے کو اور جاہلوں کی تاویلوں تشریحوں کا خاتمہ کرتے ہیں۔

(امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد ۲)

ہر صدی میں خدا کے دین کی ذمہ داری کچھ عادل لوگ اٹھالیتے ہیں جو دین میں کی ہوئی غلط تاویلوں تشریحوں کی اور جاہلوں کو دین میں داخل کی ہوئی باتوں کو اور غالیوں انتہاپسندوں کی کی ہوئی تبدیلیوں کو ختم کردیتے ہیں اور دین کو ایسا صاف کردیتے ہیں جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کو گندگیوں سے صاف پاک کردیتی ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد ۲)

اقتصادیات و معاشیات

اسلام اور مسلمانوں کی بقا اور زندگی اس بات میں ہے کہ ان کا مالیات کا نظام ان لوگوں کے ہاتھ میں ہو جو (ہر شخص کا) حق جانتے پہچانتے اور سمجھتے ہیں اور مال کو نیک کاموں پر خرچ کرتے ہیں اور مسلمانوں کی تباہی اس میں ہے کہ ان کا مالیات کا نظام ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں چلا جائے جو نہ کسی کا حق سمجھتے ہیں اور نہ اموال کو نیک کاموں پر خرچ کرتے ہیں (صرف اپنے ذاتی مفادات اور عیاشیوں پر خرچ کرتے ہیں) (امام جعفر صادقؑ۔از کافی۔جلد ۴)

جن لوگوں کے حکمران عادل ہوں اور چیزوں کو سستا رکھیں تو سمجھ لو کہ خدا تم سے راضی ہے۔ جب حکمران ظالم ہوں اور چیزیں مہنگی ہوں تو جان لو کہ خدا ان لوگوں اور ان کے حکمرانوں سے ناراض ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔از کافی۔جلد ۵)

کاروبار میں میانہ روی

میانہ روی سے اخراجات آدھے رہ جاتے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

میانہ روی کم مال کو بڑھاتی ہے جبکہ فضول خرچی کثیر مال کو ختم کر دیتی ہے۔
(حضرت علی۔ از غرر الحکم)

جو میانہ روی سے کام لیتا ہے اس پر اخراجات کا بوجھ نہیں پڑتا اور وہ کبھی غریب نہیں ہوتا۔ (امام موسیٰ کاظمؑ۔ از من لایحضرہ الفقیہ)

فضول خرچی سے مال چلا جاتا ہے اور اعتدال سے مال خرچ کرنے سے مال بڑھتا رہتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۱)

جو اپنے اخراجات میں میانہ روی یا اعتدال سے کام لیتا ہے خدا اس کو بے نیاز (غنی۔ امیر) کر دیتا ہے (یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا) (جناب رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

(شاید اس لئے کہ میانہ روی خدا کو پسند ہے۔ یہ مال کا عملاً شکریہ ادا کرنا اور خدا کی عطاؤں کی قدر کرنا ہے اور خدا نے فرمایا کہ "اگر تم شکریہ ادا کرو گے تو میں ضرور ضرور اضافے کروں گا) (قرآن)

مگر میانہ روی کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ اگر وہ حد سے بڑھ جائے تو پھر وہ کنجوس ہو جاتی ہے۔ (امام حسن عسکریؑ۔ از درہ الباہرہ)

مومن کی سیرت ہر معاملہ میں میانہ روی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

خدا کے نزدیک میانہ روی سے بڑھ کر خرچ کرنے کے معاملے میں کوئی اور چیز پسندیدہ نہیں ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۶)

اعتدال پسندی، اچھی وضع قطع اور نیک کاموں کی ہدایت (حاصل کرنا اور دوسروں کو دینا) نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

قرآن کے قصے اور واقعات

قرآن کے قصے اس لئے بیان کرو تا کہ لوگ غور کریں کیونکہ ان قصوں میں عقلمندوں کے واسطے سبق ہیں۔ یہ قصے گھڑے ہوئے نہیں ہیں (حقیقی انسانی تجربات ہیں) اور پچھلی آسمانی کتابیں ان کی تصدیق کرتی ہیں۔

پچھلوں کے حالات پر غور وفکر کرو کہ سخت مشکلوں میں ان کی کیا حالت تھی؟ اور جب ان میں پھوٹ پڑ گئی تو وہ کس طرح مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے اور ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ اس لئے خدا نے عزت اور بزرگی کا لباس ان سے اتار لیا (یعنی عزت غلبہ حکومت سب جاتی رہیں) خدا نے اپنی نعمتیں اور آرام ان سے چھین لیا اور وہ تمہارے لئے سبق بن گئے۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۱۹۲)

قرآن کے بیاں کئے ہوئے واقعات تمام واقعات سے کہیں زیادہ فائدہ مند ہیں۔ (یعنی بہترین سبق سکھانے والے ہیں) (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

قصاص

اے صاحبان ایمان! جو لوگ (بے گناہ) مارے جاتے ہیں ان کے بدلے میں قصاص (یعنی جان کے بدلے جان) لینے کا حکم دیا جاتا ہے۔ (قرآن۔ بقرہ، ۱۷۸)

ہم نے توراۃ میں یہ فرض کر دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت، زخم کے بدلے ویسا ہی برابر کے بدلے کا زخم، مگر جو خطا معاف کر دے تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اور جو خدا کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔ (توراۃ)

اے لوگو! قصاص (جان کے بدلے جان لینے کے قانون) کو زندہ رکھو (اس طرح تم) حق کو زندہ رکھو گے اور فرقوں میں نہ بٹ جاؤ (اس طرح) تم خود بھی محفوظ رہو گے اور دوسروں کو بھی سلامتی کے ساتھ رہنے دو گے۔ اور تم خود بھی صحیح سالم بچے رہ سکو گے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از امالی شیخ صدوق)

تمہارے لئے قصاص لینے میں زندگی ہے۔ (قرآن)

قصاص میں زندگی اس لئے ہے کہ قاتل کو معلوم ہوگا کہ اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔ اس لئے وہ قتل سے رکا رہے گا۔ اس طرح قاتل مقتول دونوں کی زندگیاں بچ جائیں گی اور دوسرے لوگوں کی بھی جانیں بچ جائیں گی کیونکہ سب کو معلوم ہوگا کہ قصاص واجب اور لازم ہے۔ اس لئے اپنی موت کے خوف سے وہ دوسروں کو قتل کرنے کی جرأت ہی نہ کریں گے۔

(امام زین العابدینؑ۔ از تفسیر امام حسن عسکریؑ)

جس نے ایک آدمی کو بغیر اس کے کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، قتل کر دیا یا اس نے زمین پر فساد کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا (بچایا) گویا اس نے سارے انسانوں کو زندہ کیا۔ (قرآن۔سورۃ مائدہ، ۳۲)

(**نوٹ:** رہا یہ کہنا کہ قاتل کو معاف کرنا اچھی بات ہے تو اس میں کوئی شک نہیں۔ معاف کرنا خداوند عالم کی صفت ہے۔ مگر عقلی طور پر ہر مقام پر رحم کرنا قابل تعریف نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی سنگدل قاتل ہو جس کے دل میں رحم نام کی کوئی چیز نہ ہو، اس کو معاف کرنا دوسروں کو بے گناہ قتل کرانے کے مترادف ہے۔ قصاص کا مقصد انتقام لینا نہیں ہے بلکہ قتل و غارت، فتنہ و فساد کی جڑوں کو کاٹنا مقصود ہے۔

اب یہ کہنا کہ قاتل ذہنی مریض ہوتا ہے اس لئے اس کو معاف کر دیا جائے اور اس کا حکومت علاج کرائے۔ اس کے لئے صحیح تحقیق ضروری ہے کہ قاتل نے ذہنی بیماری سے مجبور ہو کر قتل کیا ہے تو اس کو معاف کیا جا سکتا ہے ورنہ ہر قاتل اس بات کو بہانہ بنا لے گا کہ اس نے ذہنی بیماری سے مجبور ہو کر قتل کیا ہے۔ اس طرح پورے معاشرے میں قتل کرنا عام ہو جائے گا۔ اس لئے کہ قاتل کو پتہ ہوگا کہ وہ اس بہانے سے اپنی جان بچا لے گا۔

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد

ہر کام کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے۔ اسی طرح معاف کرنا ہر جگہ قابل تعریف نہیں ہوتا۔ خدا بھی بہت سے ناقابل معافی مجرموں کو جہنم رسید کرے گا اور معاف نہ کرے گا۔)

معاف کرنا

جس مسلمان کے جسم کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ تکلیف دینے والے کو معاف کر دے تو خدا اس عمل کی وجہ سے اس کے گناہ معاف کرے گا۔ خدا اس کے درجات بھی بلند کرے گا۔ اس معافی کو خدا اس کے اتنے ہی گناہوں کا کفارہ قرار دے گا جتنے اس نے معاف کئے ہوں گے۔ اگر اس کو نصف دیت (بدلہ) کی برابر تکلیف پہنچی ہوگی اور اس نے اس کو معاف کیا ہوگا تو خدا معاف کرنے والے کے آدھے گناہ معاف کر دے گا اور جو کسی قاتل کو معاف کر دے گا اس کا ثواب جنت کے علاوہ کچھ نہیں۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

خدا کی قضا وقدر کے فیصلے

فرمادیجئے کہ ہم پر کوئی مصیبت نہیں آتی مگر وہی جو خدا نے ہمارے لئے لکھ دی ہے (کیونکہ) وہی خدا ہمارا مالک ہے۔ اس لئے ایمانداروں کو چاہئے وہ خدا پر بھروسہ کریں۔

(قرآن۔سورۃ توبہ،۵۱)

خدا اپنے علم سے فیصلے کرتا ہے اور اپنے حلم سے ان کو معاف کرتا ہے۔ اس لئے اس نے (گناہگاروں کو) معاف کیا اور اس کا ہر فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی ہوتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ،۱۹۱)

خداوند عالم پوری کائنات کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتا ہے۔ اس طرح نہیں چلاتا جس طرح تم چاہتے ہو (کہ دنیا چلائی جائے) (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

تمام چیزوں کی باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں ہے اور خدا ہی کے فیصلوں سے تمام چیزیں نافذ ہوتی ہیں (یعنی حکم بھی خدا کا چلتا ہے اور وہی حکم کو نافذ بھی کرتا ہے)

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ،۲۲۷)

جب خدا کوئی فیصلہ کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کی تقدیر مقرر فرماتا ہے۔ پھر اس کام کو پورا کرتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۱۲۱)

(مثلاً آدمی کے پیدا کرنے سے پہلے اس کی تقدیر (رزق عمر وغیرہ) معین کی جاتی ہے۔ پھر اس کا نفاذ ہوتا ہے، یہاں تک کہ انسان کی عمر پوری ہو جاتی ہے یعنی پہلے ہی خداوند عالم ہر کام کو مقرر کردیتا ہے)

خدا قیامت میں انسانوں سے اپنی قضا وقدر کے فیصلوں کے بارے میں سوال نہیں کرے گا (لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا) اس لئے لوگوں کو قضا و قدر کے بارے میں بحث کرنے سے منع کیا گیا ہے (کیونکہ اس کا تعلق لوگوں سے نہیں ہے بلکہ خدا کی حکمت سے ہے) خدا کے قضا وقدر کے فیصلے ایک گہرا سمندر ہیں۔ اس میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرو۔ یہ ایک اندھیرا راستہ ہے اس پر چلنے کی کوشش نہ کرو۔ یہ خدا کا راز ہے۔ اس کو کھولنے کی کوششیں نہ کرو۔ یہ خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے جس کو خدا نے اپنے پردوں میں چھپا رکھا ہے۔ (پردہ ڈالا ہے وہ اس لئے کہ اٹھائے نہ بنے)

خدا کو اپنی قضا و قدر کا علم پہلے سے ہے مگر خدا نے اس علم کو لوگوں سے روک دیا ہے۔ ان کی نگاہوں سے بہت بلند کر دیا ہے۔

غرض خدا کے قضا و قدر کے فیصلے ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس کی گہرائی آسمان و زمین کے درمیانی حصے کے برابر ہے۔ جو اس کو جاننا چاہے گا وہ خدا کے حکم کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ خدا سے جھگڑا کرے گا۔ خدا کے پردوں کو چاک کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے وہ خدا کے غصے کا حقدار بن جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ (حضرت علیؑ)

حضرت علیؑ ایک دیوار کے پاس سے گزر رہے تھے جو گرنے لگی تو آپ دور ہٹ گئے۔ کسی نے کہا امیرالمومنین! آپ خدا کی قضا و قدر کے فیصلوں سے بھاگ رہے ہیں؟ فرمایا ''میں خدا کی قضا سے خدا کی قدر کی طرف آ رہا ہوں۔'' (یعنی خدا نے یہ بات مقرر فرمادی ہے کہ گرتی دیوار سے ہٹنے سے انسان بچ جاتا ہے)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا خدا خود اپنی قدر کو ٹال سکتا ہے؟ فرمایا (ہاں) ''یہ بھی خدا کی تقدیر کا ایک حصہ ہے۔''

خدا کی قضا کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ تخلیق (یعنی پیدا کرنا)

۲۔ حکم دینا (کہ یہ یہ ہوگا)

۳۔ اعلان کرنا

۴۔ فیصلہ کرنا

پہلے خدا پیدا کرتا ہے۔ پھر حکم دیتا ہے (کہ اس کے ساتھ یہ یہ ہوگا) اور اللہ کا ہر فیصلہ حق یعنی بالکل صحیح ہوتا ہے (اس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں ہوتا)

اب یہ کہنا کہ خدا نے ہم پر گناہ کرنا لازم قرار دیا ہے۔ اس لئے غلط ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ''اللہ وہی ہے جس نے جو چیز بنائی بہت ہی اچھی (احسن) بنائی۔'' (قرآن) نیز خدا نے فرمایا ''اللہ ہرگز بُرے کاموں کا حکم نہیں دیتا۔'' (قرآن۔الاعراف، ۲۸)

نوٹ: غرض مخلوق کے کاموں کے بارے میں خدا کی قدر (تقدیر، حکم، فیصلہ) یہ ہے کہ وہ نیک اعمال انجام دیں اور بُرے کاموں سے رکے رہیں۔ بندوں کے بارے میں خدا کی قصاص (فیصلے) کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے بندوں کو نعمتیں عطا کی ہیں (تا کہ ان کا امتحان

لے) بندوں کے افعال کے بارے میں خدا کی تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے اپنے حکم کو انجام دینے پر ثواب رکھا ہے اور نافرمانی پر سزا رکھی ہے۔ اس لئے ہر کام اپنے مقام پر واقع ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کا کوئی فعل باطل یا غلط، بے مقصد بے فائدہ، بے کار نہیں ہوتا)
(شیخ مفیدؒ)

حدیث قدسی: خدا فرماتا ہے ''جب کوئی شخص گناہوں پر قائم رہتا ہے پھر اپنے اندر تبدیلی لاکر میری اطاعت کی طرف پلٹ آتا ہے جو مجھے بہت ہی پسند ہے۔ تو میں بھی اس کو اپنے عذاب سے بچالیتا ہوں جو اسے ناپسند ہے۔ اور اس کو اپنی رحمت کی طرف لے آتا ہوں جو اس کو بہت پسند ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

جیسے تم خود ہوگے ویسے ہی تمہارے حکمران ہوں گے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

جیسی روح ویسے فرشتے

جب خدا کسی قوم کو تباہ کرنا چاہتا ہے (اس کے گناہوں کی وجہ سے) تو ان کے سارے معاملات اور اختیارات دولتمندوں کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

جب خدا نے ہماری نیتوں کی سچائی دیکھ لی تو اس نے ہمارے دشمنوں کو ذلیل کیا، ہماری مدد فرمائی، یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ جم گیا۔ (حضرت علیؑ ۔ از نہج البلاغہ ۔ خطبہ ۵۶)

جب خدا نے ہمارے سچے صبر کو دیکھ لیا تو ہمارے دشمنوں کو ذلیل کیا اور ہماری مدد فرمائی۔ (حضرت علیؑ ۔ از نہج السعادۃ ۔ جلد ۲)

ان لوگوں نے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھا تھا جس کی وجہ سے ان پر خدا کا عذاب اترا۔ تم کبھی ایسا نہ کرنا ورنہ تم پر بھی عذاب اترے گا۔ (حضرت علیؑ ۔ از کنزالعمال)

(اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں)

خدا کی قسم مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں یہ (معاویہ کی قوم) تم پر اس لئے غالب نہ آجائے کہ وہ تو اپنی زمین کو ٹھیک کئے ہوئے ہے مگر تم نے اپنی زمین پر فساد برپا کر رکھا ہے۔ وہ لوگ امانتوں کو ادا کرتے ہیں جبکہ تم خیانت کرتے ہو۔ وہ اپنے حاکم کی اطاعت کرتے ہیں جبکہ تم اپنے امام (میری) نافرمانیاں کرتے ہو۔ وہ باطل پر متحد اور جمع ہیں، تم حق پر بھی اکھٹے نہیں ہوتے۔ (حضرت علیؑ ۔ از نہج السعادۃ ۔ جلد ۲)

تم لوگ میرے بعد ہمیشہ مصیبتوں میں پڑے رہو گے۔ یہ سب تمہارا اپنا کیا دھرا ہوگا۔ کیونکہ تم اپنے دین کے بارے میں پستی پر راضی ہو جاؤ گے۔ لیکن جب ظالم حکمرانوں کا ظلم عام ہو جائے گا اور تم میں سے کوئی ہمت کر کے اپنی جان خدا کے ہاتھ بیچ کر جہاد کے ذریعے اپنا حق حاصل کرلے گا تو خدا کا دین مضبوط ہو جائے گا۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج السعادۃ۔ جلد ۳)

(جس طرح امام حسین علیہ السلام نے جہاد فرما کر خدا کے دین کو پائیدار کر دیا)

؎ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے

تو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ پھر اگر بچّو بھی ان پر جھپٹ پڑیں تو وہ کامیاب اور غالب آجائیں گے۔ (حضرت علیؑ۔ از کنز العمال)

حدیث قدسی: اے موسیٰ (علیہ السلام!) میں نے کوئی مخلوق نہیں پیدا کی جو مجھے بندۂ مومن سے زیادہ پسند ہو۔ میں اس کا امتحان بہتر سے بہتر طریقے سے لیتا ہوں کیونکہ میں اس کے فائدوں سے خوب واقف ہوں کہ کس چیز میں اس کا فائدہ ہے۔ اس لئے اس کو چاہئے کہ میرے امتحانوں پر صبر کرے، میری نعمتوں کا شکر کرے، میرے فیصلوں پر راضی رہے، تو پھر میں اس کو اپنے صدیقین (سچے فرمانبرداروں) میں لکھ دوں گا۔

(امام جعفر صادقؑ ۔ از بحار۔ جلد ۸۲۔ ص ۱۳۰)

سب سے اہم یہ تین کام ہیں

کہ جو شخص ان کو کرے گا وہ صدیقین میں لکھا جائے گا جو انبیاء کرامؑ کے بعد سب سے افضل مخلوق ہیں:

۱۔ پہلا کام یہ کہ مصیبتوں بلاؤں پر صبر کرے اور خدا کی اطاعت پر صبر کرے۔ گناہوں سے بچنے پر صبر کرے۔

۲۔ خدا کی ہر نعمت کو دل سے خدا کی عطا سمجھ کر خدا کا شکر ادا کرتا رہے۔

۳۔ اور خدا کے ہر فیصلے پر راضی رہے۔ (اس لئے کہ خدا کا ہر فیصلہ مومن کے فائدے کے لئے ہوتا ہے، اس کو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں ہوتا۔ کیونکہ

خدا بے حد رحم کرنے والا ہے۔ نیز یہ کہ خدا کو بندۂ مومن سے زیادہ کوئی پسند نہیں۔) (حسن رضوی)

مجھے اس مسلمان کے بارے میں تعجب ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ جو بھی قضا و قدر کا فیصلہ کرتا ہے وہ بالآخر اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از امالی شیخ صدوق)

خدا اگر مومن کو مصیبت میں ڈالتا ہے

تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اور اگر خدا اس کو کچھ عطا کرتا ہے تو یہ اس کی بخشش ہوتی ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از تحف العقول)

اللہ مومن کے لئے جو قضا (فیصلہ، حکم) فرماتا ہے اور مومن اس پر راضی رہتا ہے تو خدا اس کے لئے اپنی قضا (فیصلوں) میں اور بہتری کر دیتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ)

حدیث قدسی: جو شخص میری قضا کے فیصلوں پر راضی یا خوش نہیں ہوتا اور میری تقدیر کو نہیں مانتا، میری نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اور میری بھیجی ہوئی بلاؤں پر صبر نہیں کرتا اس کو چاہئے کہ میرے علاوہ کوئی خدا تلاش کر لے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۸۲)

(جس طرح اگر کوئی مریض اپنے طبیب ڈاکٹر کی دوائیں پسند نہیں کرتا تو اس کو دوسرا طبیب تلاش کرنا چاہئے)

قیامت کے دن سخت سزا کا مستحق ہوگا وہ جو خدا کی قضا (فیصلوں) پر بگڑتا بھڑکتا تھا۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو دنیا کے نقصان پر غم کرتا ہے وہ خدا کی قضا پر ناراض ہوتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ حکمت، ۲۲۸)

(البتہ فطری غم ہو تو اس میں گناہ نہیں۔ اس کو خدا کی خاطر برداشت کرنا چاہئے)

جب خدا کی مقرر کی ہوئی قضا کے فیصلوں کو پورا ہو کر ہی رہنا ہے تو پھر یہ چیخ و پکار کیسی؟

(امام حسن عسکریؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۸)

آٹھ چیزوں کا تعلق خدا کی قضا و قدر کے فیصلوں سے ہوتا ہے (۱) نیند (۲) جاگنا (۳)

قوت (۴) کمزوری (۵) تندرستی (۶) بیماری (۷) موت (۸) زندگی۔

(امام علی رضاؑ۔ از بحار۔ جلد، ۵)

(یعنی یہ آٹھ چیزوں کے بارے میں خدا فیصلہ فرماتا ہے۔ اس لئے ان پر راضی رہنا چاہئے۔ یہی صبر ہے اور اس کا بے حد عظیم اجر ہے اور ان کو ماننا حقیقی بندگی یا عبادت ہے)

فیصلہ کرنا

اے داؤد (علیہ السلام)! ہم نے تم کو زمین پر خلیفہ (یعنی) اپنا نائب (حاکم) مقرر کیا ہے۔ پس تم لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلے کرو (معلوم ہوا کہ خدا کا خلیفہ صرف وہ ہوتا ہے جسے خدا خود مقرر کرتا ہے۔ خود ساختہ یا عوام کا بنایا ہوا نہیں ہوتا) (قرآن۔ سورۃ ص، ۲۶)

اے شریح (قاضی) تم ایسی جگہ بیٹھے ہو جہاں یا تو نبی یا اس کا وصی (امام) بیٹھ سکتا ہے یا انتہائی شقی اور بد بخت انسان بیٹھ سکتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

فیصلے کرنے سے بچو کیونکہ فیصلے کرنا نبیؐ یا اس کے وصی (امام) کا کام ہے۔

(یا پھر وہ جو ان کے علوم کو جانتا ہو) (امام جعفر صادقؑ۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد، ۱۸)

طاغوت سے فیصلے کرانا

جو شخص اپنا مقدمہ طاغوت (ظالم جابر حکمران) کے پاس لے جائے اور وہ اس کے حق میں فیصلہ کر دے تو اس کے فیصلے کے تحت لیا ہوا مال، چاہے اس کا وہ حقدار ہی کیوں نہ ہو، اس پر حرام ہوگا۔ کیونکہ اس نے وہ مال طاغوت کے فیصلے کے مطابق لیا ہوگا۔ جبکہ خدا کا حکم یہ ہے کہ طاغوت کے فیصلوں کا انکار کیا جائے۔ (فروع کافی۔ جلد، ۷)

جو مومن اپنا مقدمہ ظالم حکمران کے پاس لے جائے گا اور وہ خدا کے فیصلوں کے خلاف کوئی فیصلہ دے گا تو مومن بھی اس کے گناہ میں اس کا شریک ہوگا۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از من لا یحضرہ الفقیہ و فروع کافی۔ جلد، ۳)

جو شخص اپنا مقدمہ ظالم حکمران کے پاس لے جانا چاہتا ہے تو اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو طاغوت (شیطان) کو اپنا حاکم بناتے ہیں۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از فروع کافی۔ جلد، ۷)

جب تو فیصلے کرے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلے کر۔ بیشک اللہ انصاف

کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (قرآن۔ سورۃ مائدہ،۴۲)

مخلوق میں سب سے افضل لوگ وہ ہیں جو حق پر فیصلے کرتے ہیں اور خدا کو سب سے زیادہ پسند وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ سچے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

تم ظالم جابر فاسق حکمران کے پاس اپنے مقدمے نہ لے جاؤ بلکہ یہ دیکھو کہ جو شخص ہمارے فیصلوں میں سے کچھ جانتا ہے، تم اس کو اپنا قاضی مقرر کرلو کیونکہ میں نے ان ہی کو تمہارا قاضی بنایا ہے۔ اس لئے اپنے مقدمات اسی کے پاس لے کر جاؤ۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از من لا یحضرہ الفقیہ۔ جلد،۳)

تسلیم کے معنی ہیں خدا رسول (یا امامؑ) کے فیصلوں پر راضی ہو جانا۔

(امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد،۲)

جو لوگ خدا کے اتارے ہوئے احکامات کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی کافر (منکر حق) ہیں۔ (قرآن۔ سورۃ مائدہ،۴۴)

جو شخص دو آدمیوں کے بارے میں بھی غلط فیصلہ کرے گا وہ بھی منکر حق شمار ہوگا۔

(امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۱۰۴)

جب ملک الموت کسی فاسق کی روح نکالتا ہے تو وہ ایک آگ کی سیخ لے کر آتا ہے جس سے وہ اس کی روح نکالتا ہے جس کی تکلیف سے جہنم تک چیخ اٹھتی ہے۔ (رسولؐ خدا)

حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ یہ سلوک کس کے ساتھ کیا جاتا ہے؟ فرمایا

۱۔ ظلم کے ساتھ فیصلہ کرنے والے کے ساتھ۔

۲۔ یتیم کا مال کھانے والے کے ساتھ۔

۳۔ اور جھوٹی گواہی دینے والے کے ساتھ۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از وسائل الشیعہ۔ جلد،۱۸)

جو قاضی کا عہدہ حاصل کر لیتا ہے وہ اپنے آپ کو تیز چھری سے ذبح کر دیتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

یا رسول اللہ! ذبح سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ''جہنم کی آگ۔'' (مستدرک الوسائل۔ جلد،۳)

جو قاضی بننے کی خود کوششیں کرتا ہے اور سفارشیں کرواتا ہے، خدا اس کو خود اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ (جس کی وجہ سے وہ تباہ ہو جاتا ہے) لیکن جس کو فیصلہ کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے

خدا اس کے لئے ایک فرشتہ بھیج دیتا ہے جو اس کو سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

اے علیؑ! جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ لایا جائے تو کسی فریق کے حق میں کوئی فیصلہ نہ کرو جب تک دوسرے فریق کی بات تم سن نہ لو۔ (رسولؐ خدا)

اس کے بعد میں نے جو فیصلہ دیا اس میں مجھے کبھی شک نہ ہوا۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۴)

کیونکہ اس طرح تم پر مقدمے کے تمام پہلو واضح ہو جائیں گے۔ (رسولؐ خدا)

قاضی غصے کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرے۔ (رسولؐ خدا۔ از فروع کافی۔ جلد ۷)

سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہ ہے جو لوگوں کے درمیان اس طرح فیصلے کرتا ہے جس طرح اپنی ذات کے لئے فیصلے کرتا ہے۔ (حدیث قدسی۔ مروی از رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جب تک قاضی جان بوجھ کر ظالمانہ فیصلے نہیں کرتا خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

خدا قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ جان بوجھ کر ظالمانہ فیصلے نہیں کرتا۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جب قاضی ظلم و جور کے فیصلے کرتا ہے تو خدا اس کو چھوڑ دیتا ہے اور شیطان اس کو اپنے قابو میں لے لیتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جو حاکم صحیح فیصلے کرنے کی پوری کوشش (اجتہاد) کرتا ہے اس کے لئے دو (۲) اجر ہیں۔ اگر وہ اپنے اجتہاد (کوششوں) کی وجہ سے صحیح فیصلے کرتا ہے تو اس کو دوگنا اجر ملتا ہے۔ اگر کوششوں کے باوجود صحیح فیصلے نہیں کر پاتا تو صرف ایک اجر ملتا ہے (پوری کوشش کرنے کا)

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

قاضیوں کی قسمیں

فیصلہ کرنے والے چار قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ ظلم کے ساتھ فیصلے کرنے والے وہ بھی جان بوجھ کر۔ یہ جہنمی ہیں۔

۲۔ ظلم کے ساتھ فیصلہ کرنے والا مگر وہ جانتا نہیں کہ وہ ظلم کر رہا ہے۔ یہ بھی جہنمی

ہے۔

۳۔ جو صحیح فیصلے کرتا ہے مگر جانتا نہیں ہے کہ وہ صحیح فیصلے حق کے ساتھ کر رہا ہے۔ یہ بھی جہنمی ہے۔

۴۔ جو حق کے ساتھ صحیح فیصلے کرتا ہے اور جانتا بھی ہے کہ وہ صحیح فیصلے کر رہا ہے۔ یہ جنتی ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

قلب (مراد عقل)

دل کو قلب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں جیسے اگر کوئی پرندہ درخت کے تنے کے ساتھ لٹکا ہوا ہو تو ہوا اس کو اوپر نیچے آگے پیچھے کرتی رہتی ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

دل (مراد عقل) حکمت کا سرچشمہ ہے اور کان حکمت کو وہاں تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

عقل کا ٹھکانہ دماغ ہوتا ہے اور سختی نرمی دل میں ہوتی ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

دل (عقل) کو جسم سے وہی نسبت ہے جو امام کو عوام سے ہوتی ہے۔

(امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۰)

جس کا دل (دماغ، فکر، سوچ، احساسات) پاک ہوتے ہیں تو اس کا جسم بھی پاک صاف ہوتا ہے۔ جب دل دماغ گندہ ہو جاتا ہے تو جسم بھی نجس ہو جاتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہے تو باقی جسم بھی ٹھیک رہے گا۔ اگر وہ بیمار خراب ہو جاتا ہے تو باقی جسم بھی بیمار ہو جاتا ہے۔ وہ ٹکڑا اس کا دل (دماغ) ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

اللہ کے کچھ ظرف (رہنے کی جگہیں) ہیں اور وہ دل ہیں۔

خدا کو سب سے زیادہ پسند وہ دل ہے جو سب سے زیادہ شرمیلا، صاف ستھرا ہو۔ دل سخت اور نرم بھی ہوتے ہیں۔ وہ دوستوں کے لئے نرم ہوتے ہیں، گناہوں سے صاف ہوتے

ہیں اور خدا کے بارے میں سخت ہوتے ہیں (یعنی خدا سے سختی سے محبت کرتے ہیں)

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

ہو محفل یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

(اقبالؔ)

دلوں ہی کے ذریعہ خدا (کے قرب) کا ارادہ کیا جاتا ہے۔
یہ دل کا ارادہ اعضاء کو تھکانے سے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

(امام علی نقیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

نوٹ: (مطلب یہ ہے کہ دل دماغ کو خدا کی عظمت سمجھا کر خدا کی محبت اور اطاعت کی طرف راغب کرو۔ قرآن حدیث کا مطالعہ کر کے دل دماغ کو خدا کی طرف متوجہ کرو۔

تم زمانے کی راہ سے آئے
ورنہ سیدھا تھا راستہ دل کا

دل (دماغ) کے ذریعے اللہ تک پہنچنے کی کوششیں کرنا، بدن کے ذریعہ کوششوں سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ دلوں کی حرکتیں اعضاء کے اعمال سے بہتر ہوتی ہیں۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از مشکوۃ الانوار)

(دلوں اور عقلوں کے ذریعہ کوششیں کرنے سے مراد خدا کے بارے میں اور خدا کی آیتوں پر غور و فکر کرنا ہے)

خدا نہ تو تمہاری صورتیں دیکھتا ہے نہ مال اموال اقوال، بلکہ خدا صرف تمہارے دل اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

مالک ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جو نیک لوگوں کی منزلوں تک پہنچنے کے لئے اپنے دل کے ساتھ (پورے شوق اور توجہ کے ساتھ) کوششیں کرتے ہیں۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۱۶۵)

(شوق ترا اگر نہ ہو تیری نماز کا امام
ایسی نماز بھی حجاب ایسے سجود بھی حجاب)

اقبالؔ

دلوں کی قسمیں

دل چار قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ جس میں ایمان تو ہوتا ہے (یعنی وہ قرآن کا مطالعہ نہیں کرتا۔ صرف خدا رسول کو سمجھ کر مانتا ہے اور بس) مگر قرآن کے مطالب اس کے دل میں نہیں ہوتے۔ (یعنی قرآن کی تعلیمات نہیں ہوتیں)

۲۔ وہ دل جس میں ایمان اور قرآن دونوں ہوتے ہیں۔

۳۔ وہ دل جس میں قرآن ہوتا ہے (قرآن کے مفاہیم ہوتے ہیں) مگر ان پر ایمان (یقین) نہیں ہوتا۔

۴۔ وہ دل جس میں نہ ایمان ہوتا ہے نہ قرآن۔

۱۔ جس دل میں ایمان ہو اگر قرآن نہ ہو وہ ایسا پھل ہے جس کا ذائقہ تو اچھا ہے مگر خوشبو نہیں ہے۔

۲۔ جس دل میں قرآن و ایمان دونوں ہوتا ہے وہ دل دماغ ایسی خوشبو کی تھیلی ہے کہ جس کو کھولا جائے یا بند رکھا جائے وہ ہر حال میں خوشبو دے گا۔

۳۔ جس دل میں قرآن ہو اور ایمان نہ ہو وہ ایسا پودا ہے جس میں خوشبو تو ہے مگر اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔

۴۔ اور جس دل میں نہ قرآن ہو نہ ایمان، وہ حنظل کے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کی بو بھی خراب، ذائقہ بھی خراب۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۷۰)

(معلوم ہوا سب سے اچھا دل دماغ وہ ہے جو قرآن کو پڑھے، سمجھے اور دل سے اس کو مانے اور اس پر عمل کرے)

کچھ دلوں میں سیاہ داغ ہوتے ہیں۔ ان میں اچھائی اور بُرائی دونوں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوتے ہیں۔ جو طاقتور ہوتا ہے وہ غالب آجاتا ہے۔

مگر مومنین کے دل کھلے ہوئے ہوتے ہیں، جن میں ہمیشہ چراغ روشن رہتے ہیں جو کبھی نہ بجھیں گے۔ (یہ خدا کی معرفت اور محبت کے چراغ ہیں)

(امام محمد باقرؑ ۔ از بحار۔ جلد،۷۰)

(آنکھ وہ آنکھ ہے جس آنکھ نے دیکھا ہو تجھے

دل وہی دل ہے جس دل میں تری یاد رہے)

نوٹ: غرض قلب سلیم وہ دل دماغ ہے جو خدا کو خوش کرنے کو زندگی کا مقصد بناتا ہے۔ نتیجتاً تمام مومنین کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے جو سلوک اپنے ساتھ پسند کرتا ہے اور خدا رسول کے بارے میں شک اور شرک سے محفوظ ہو جاتا ہے) (حسن رضوی)

دل کا اطمینان

جو لوگ ایمان لے آتے ہیں، ان کے دل خدا کی یاد سے مطمئن ہیں۔ یاد رکھو کہ خدا کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔ (قرن۔ سورۃ رعد، ۲۸)

وہی خدا ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں تسکین نازل فرمائی تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ اپنا ایمان اور بڑھائیں۔ (قرآن۔ سورۃ فتح،۴)

اے اطمینان والی جان! اپنے پالنے والے مالک کی طرف لوٹ۔ ایسی حالت میں کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ (قرآن۔ سورۃ فجر، ۲۸)

دل حق کی تلاش میں تڑپتا رہتا ہے۔ جب اسے حق مل جاتا ہے تو وہ مطمئن ہو کر قرار پاتا ہے۔ (الحدیث)

''خدا جب کسی کی ہدایت چاہتا ہے تو اسلام کے لئے اس کا دل کھول دیتا ہے۔''

(قرآن)

(یعنی اسلامی تعلیمات قبول کرنے اور ان پر عمل کرنے کی ہمت عطا فرماتا ہے)

(امام جعفر صادقؑ ۔ از مشکوۃ الانوار)

جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اس کو جناب رسولؐ خدا، حضرت علیؑ و فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ اور ان کی اولاد کے باقی اماموں کی مثالی صورتوں کو دکھایا جاتا ہے اور اس کو بتایا جاتا ہے کہ یہ سب ائمہ تمہارے دوست ہیں۔ یہ سن کر مومن اپنی آنکھیں کھول دیتا ہے۔ (یعنی مرنے والے کی نگاہوں سے پردے اٹھ جاتے ہیں) پھر خدا کی طرف سے ایک آواز آتی ہے۔ جو مرنے والے کی روح کو آواز دیتا ہے۔ ''اے وہ جان (روح) جسے محمدؐ اور اس کے اہلبیت (کے اماموں) کی امامت پر اطمینان (یقین) حاصل ہے، اپنے پالنے والے مالک کی

طرف لوٹ جا، اس حالت میں کہ تو ان کی ولایت (محبت، حکومت، سرپرستی) پر راضی ہے۔ اور اس کے ثواب پر خوش ہے۔ اس لئے تو میری جنت میں داخل ہوجا۔'' اس وقت مومن کو اس بات سے زیادہ کوئی بات پسند نہیں ہوتی کہ اس کی روح کو فوراً قبض کرلیا جائے اور وہ پکارنے والے سے جاملے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از فروع کافی۔ جلد ۳۔ ص، ۱۲۸)

(مرگ مومن چیست؟ ہجرت سوئے دوست
ترکِ دنیا اختیارِ کوئے دوست)

اقبالؔ

جب خدا کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے

تو اس کے دل کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے۔ اس طرح اس کو وہ چیزیں خدا دکھاتا ہے جس کا اس کے لئے خدا نے وعدہ کر رکھا ہے۔ اس طرح وہ (علمِ) غیب کے ذریعہ غیب پر (حقیقی) ایمان لے آتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

(ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ)

اگر شیاطین اولادِ آدم کے دلوں پر نہ منڈلائیں تو وہ لوگ ملکوت کی زیارت کریں۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۷۰)

''خدایا مجھے پوری طرح اپنی مخلوق سے کاٹ کر اپنی طرف متوجہ کرلے۔ پھر ہمارے دلوں کی آنکھوں کو اپنی ذات کی طرف دیکھنے کی روشنی سے روشن کردے۔ یہاں تک کہ ہمارے دل کی نگاہیں نور کے حجابوں کو کاٹ کر تیری عظمت اور بڑائی کی کانوں (مرکزوں) تک پہنچ جائیں اور پھر ہماری روحیں تیری مقدس عزت کے ساتھ معلق اور وابستہ ہوجائیں۔''

(حضرت علیؑ کی دعا۔ از بحار۔ جلد،۹۴)

خدایا ہمارے دلوں پر پڑے ہوئے شک وشبہات کے پردے ہٹادے۔

(امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد،۹۴)

کچھ دور نہیں ہے کہ دل کے اندر کی چھپی ہوئی خوبیاں غیب کے رازوں کو جان لیں۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(یعنی پردے ہٹ جائیں اور انسان جنت جہنم ملائکہ عرش وغیرہ کو دیکھ لے)

دل کے دو کان

ہوتے ہیں۔ ایک کان میں ایمان کی روح اس سے باتیں کرتی ہے اور دوسرے کان میں شیطان بُرائی کی باتیں سناتا سمجھاتا ہے۔ اب ان میں جو طاقتور ہوتا ہے، وہ غالب آ جاتا ہے۔ (پھر انسان اسی کی بات پر عمل کرتا ہے) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۰)

دلوں کے رغبت اور میلان کے ذریعے آگے بڑھنا پیچھے ہٹنا ہوتا ہے۔ اس لئے دلوں سے اس وقت کام لو جب ان میں (کسی اچھے کام کی طرف) میلان (شوق) ہو۔ کیونکہ اگر دل کو مجبور کر کے کسی کام پر لگایا جاتا ہے تو اس کو کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۱)

دل جب مائل ہو اس وقت ان کو سنت کام کرنے پر تیار کرو۔ جب دل اچاٹ ہو تو صرف فرائض ادا کرنے پر اکتفا کرو۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

دلوں کی پاکیزگی

بُری خواہشات کے میل کچیل سے اپنے دلوں کو پاک رکھو (یعنی بُری خواہشات کو دبا دو) اس طرح تم بلند درجات تک جا پہنچو گے۔ خاص کر اپنے دلوں کو کینے (دل کے اندر کی نفرتیں اور دشمنی) سے پاک رکھو کیونکہ یہ وبا پھیلانے والی بیماری ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(دل کی دشمنی ایسی آگ ہے کہ جو دوسروں کو لگ لگ کر خود کو بھی جلا ڈالتی ہے)

میرے خاص بندے وہ ہیں جن کے دل پاک ہیں۔

(وحی بر موسیٰؑ۔ از امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد،۶۹)

جن کے دل پاک ہوتے ہیں خدا ان ہی کی طرف دیکھتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(پاک دل سے مراد وہ دل جس میں شرک، نفاق، بغض، کینہ، فتنہ، فساد کا شوق تکبر اور دوسروں کے لئے برائی کا جذبہ نہ ہو)

رسولؐ خدا سے پوچھا گیا کہ دلوں کا کھانا کیا ہے؟ فرمایا "یہ ایک خدائی نور ہے جسے خدا مومن کے دل میں ڈال دیتا ہے جس سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ پھر انسان کی رغبت جنت کے گھر کی طرف ہو جاتی ہے۔ دنیا سے بے رغبتی ہو جاتی ہے۔ پھر وہ

موت کے آنے سے پہلے ہی موت کے لئے آمادہ اور تیار ہو جاتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از تفسیر مجمع البیان۔ جلد،۶)

دلوں پر مہر لگانا

خدا ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (قرآن) اس طرح خدا ہر حد سے گزرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ (قرآن) اسی طرح خدا کافروں منکروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ (قرآن)

اسی طرح خدا ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (قرآن۔ مومن،۳۵) اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو (ابدی حقیقتوں کو) نہیں جاننا چاہتے۔

(قرآن۔ سورۃ روم،۵۹)

اسی طرح خدا کافروں (حق کے منکروں) کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔

(قرآن۔ اعراف،۱۰۱)

خدا کی سخت ترین سزا

یہ مہر عرش کے پائے کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے۔ جب کوئی حرمت (خدا کی عزت) کے خلاف کام کرتا رہتا ہے اور گناہ کرتا رہتا ہے، خدا پر جرأت اور بدتمیزی کی کوشش کرتا ہے تو خدا اس مہر کو روانہ کر دیتا ہے پھر وہ کچھ نہیں سمجھ پاتا (اس کی عقل بند ہو جاتی ہے)

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

حرص کو اپنی عادت نہ بناؤ کیونکہ حرص دلوں پر چھا جاتی ہے اور آخر کار دلوں پر دنیا کی محبت کی مہر لگ جاتی ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار،۷۷)

تمہارے پیٹ حرام سے بھر چکے ہیں اس لئے تمہارے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔ اسی لئے تم میری بات نہیں سنتے۔ (امام حسینؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۵)

جن لوگوں نے ہماری نشانیوں دلیلوں کو جھٹلایا، وہ بہرے گونگے ہیں وہ اندھیروں میں پڑے ہیں۔ (اس طرح) خدا جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔ (قرآن۔ سورۃ انعام،۳۹)

بیشک اصل بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوئی بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں اور جو اس دنیا میں اندھا ہے، وہی آخرت میں بھی اندھا ہے اور گمراہ ہے۔ (قرآن۔سورۃ حج، ۴۶/ بنی اسرائیل، ۷۲)

بدترین اندھاپن دل کا ہدایت سے اندھا ہونا ہے۔ (یعنی عقلوں کا ہدایت طلب نہ کرنا ہے) (جناب رسولؐ خدا۔ازتفسیرنورالثقلین۔جلد، ۳)

اندھا وہ ہے جو اصل (ابدی) حقیقتوں کونہیں دیکھتا، سمجھتا۔

(امام علی رضاؑ۔جلد، ۳۔ازتفسیرنورالثقلین۔جلد، ۳)

ان کے دل ان کے بُرے کاموں کی وجہ سے زنگ آلود ہیں۔اسی لئے وہ اس (قیامت کے) دن خدا سے حجاب میں ہوں گے (خدا سے دور اور اس کی نظر کرم سے محروم ہوں گے)

(قرآن۔سورۃ مطففین، ۱۵۔۱۴)

جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا نکتہ پیدا ہوجاتا ہے۔اگر وہ توبہ کر کے خدا سے شرمندہ ہو کر معافی مانگ لے تو دل صاف ہوجاتا ہے۔لیکن اگر گناہ پر گناہ کرتا چلا جائے تو دل پر زنگ لگتا چلا جاتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ازتفسیرنورالثقلین۔جلد، ۵)

جو لوگ کفر کرتے ہیں (حق کونہیں مانتے) وہ گمراہیوں میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔پھر خدا ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔پھر زمانے کے حوادث اس کے سر پر منڈلانے لگتے ہیں۔ (یعنی ہر قسم کا عذاب اترنے لگتا ہے) (حضرت علیؑ۔ازنہج البلاغہ۔مکتوب، ۵۸)

(؎ تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں)

رسولؐ خدا کثرت سے یہ دعا کرتے تھے یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک ''اے دلوں کو الٹنے پلٹنے والے خدا! میرے دل کو اپنے دین پر جمادے۔''

(عبداللہ انصاریؓ۔ازکنزالعمال)

یوں تو خدا کی کچھ سزائیں دلوں اور جسموں کو ملتی ہیں جیسے روزی میں تنگی، عبادت میں کمی وغیرہ۔لیکن بندے کے دل کے سخت ہونے کی جو سزا ملتی ہے اس سے بڑی کوئی اور سزا نہیں۔

(امام محمد باقرؑ۔ازبحار۔جلد، ۷۸)

(یعنی جب دل سخت ہو کر خدا سے دور ہوجاتا ہے پھر وہ حق قبول نہیں کرتا۔کافر مشرک منافق ہوجاتا ہے)

کمسن بچے کا دل خالی زمین کی طرح ہوتا ہے۔ اس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے وہ اس کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ تمہارا دل (غلط نظریات کو قبول کر کے) سخت (بند) ہو جائے میں نے تمہیں تعلیم دینے کے لئے قدم اٹھایا ہے۔

(حضرت علیؑ نے اپنے بچوں سے فرمایا۔ از نہج البلاغہ۔ وصیت ۳۰)

دل گناہوں کی کثرت کی وجہ سے سخت ہو جاتے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۵۵)

اے موسیٰ (علیہ السلام)! دنیا کی آرزوؤں کو نہ بڑھاؤ ورنہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا اور سنگدل انسان مجھ سے دور ہو جاتا ہے۔ (وحی بر موسیٰؑ۔ از کافی۔ جلد ۲)

اگر دلوں کو موت کی یاد اور مسلسل عبادتوں سے نرم نہ کیا جائے گا تو وہ سخت ٹھوس ہو جاتے ہیں۔ (حضرت عیسیٰؑ۔ از بحار۔ جلد ۵)

(پھر وہ حق بات کو قبول ہی نہیں کرتے اور غلط نظریات کو اپنا لیتے ہیں)

ذکرِ خدا کے سوا اگر کثرت سے باتیں کرو گے تو وہ باتیں دلوں کو سخت کر دیں گی اور جو جتنا دل کا سخت ہو گا خدا سے اسی قدر دور ہو گا۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۱)

تین چیزیں دلوں کو سخت کر دیتی ہیں۔

۱۔ خراب باتوں کا سننا۔

۲۔ شکار کرنا۔

۳۔ حکمرانوں کے دروازوں پر حاضری دینا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۵)

مال کا زیادہ ہونا بھی دل کو بگاڑ دیتا ہے اور سخت بھی کر دیتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از مستدرک الوسائل)

(نوٹ: زیادہ مال، تکبر، عیاشی، حرص، خدا سے غفلت، حرام کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے۔)

جو شخص صرف سستی کی وجہ سے مسلسل تین جمعے نہ پڑھے گا، اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

کنجوس کی طرف دیکھنے سے بھی دل سخت ہو جاتے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۸)

(مال آگ کی طرح ہے اگر چولہے میں رہے گا تو فائدہ مند ہو گا لیکن اگر چولہے سے نکل کر گھر یا دل پر چھا جائے گا تو سب کچھ جلا دے گا)

دل کی بیماری

لڑائی جھگڑوں سے بچو کیونکہ یہ دلوں کو بیمار کر دیتی ہے اور دلوں میں نفاق کی کھیتی اگاتی ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۷۳)

مال کا نہ ہونا بہت بڑی بلا ہے، لیکن اس سے بڑھ کر جسمانی بیماری اور اس سے بھی بڑھ کر دل کی بیماری ہے (مراد حرص، تکبر، کفر، شرک، نفاق وغیرہ) اسی طرح (حلال) مال کی وسعت خدا کی نعمت ہے۔ مگر اس سے بہتر نعمت جسمانی صحت ہے مگر اس سے بھی زیادہ بہتر دل کا تقویٰ (یعنی دل میں خدا کا خوف، محبت اور خدا کی بڑائی کا احساس) ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

گناہوں سے بڑھ کر کوئی چیز دل کو خراب نہیں کرتی۔ (امام جعفر صادقؑ۔ بحار۔ جلد،۷۳)

بدترین چیز جو دل میں ڈالی جاتی ہے وہ کینہ (دشمنی کرنا) ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غررالحکم)

دل کی صحت

لوگو! تمہارے پاس تمہارے پالنے والے ملک کی طرف سے نصیحت بھلائی آچکی ہے جو دلوں کے مریضوں کے لئے شفا ہے۔ (مراد قرآن) (سورۃ یونس،۵۷)

دل میں خدا کا خوف (اس کی بڑائی کا احساس) تازہ رکھو کیونکہ خدا کا یہ خوف ہی تمہارے دلوں کا علاج ہے۔ عقل کے اندھیروں کے لئے روشنی ہے۔ جسموں کے لئے شفا اور سینے کے لئے اصلاح اور نفس کی گندگیوں کے لئے پاکیزگی ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ،۱۹۸)

چار چیزیں دلوں کو مار ڈالتی ہے۔

۱۔ گناہوں پر گناہ کرنا۔

۲۔ عورتوں سے زیادہ باتیں کرنا۔

۳۔ احمقوں سے بار بار باتیں کرنا اور ان کی سنتے رہنا جس میں کوئی اچھی بات بھی نہ ہو۔

۴۔ مُردوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ پوچھا گیا کہ مردے کون ہیں؟

فرمایا ''مالدار لوگ'' (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۷۳)

دلوں کو زندہ کرنے کے طریقے

وعظ نصیحت سے دلوں کو زندہ کرو اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے دلوں کو زندہ کرو۔
(یعنی دنیا کو بہت زیادہ اہمیت نہ دو) (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ ۳۱)

لازم ہے کہ غور و فکر بہت کیا کرو کیونکہ یہی انسان کے دل کی زندگی ہے اور حکمتوں کی چابی ہے۔ (امام حسینؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

تم پر لازم ہے کہ علماء کی محفلوں مجلسوں میں زیادہ شریک ہو۔ چاہے تمہیں گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ جانا پڑے کیونکہ اس کے ذریعے خدا دلوں کو اس طرح زندہ کرتا ہے کہ دل روشن ہو جاتے ہیں، جس طرح موسلا دھار بارش سے بنجر زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

(حضرت عیسیٰؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

صاحبان فضیلت (اچھی عادتوں والوں) کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا دلوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

ایسے علم کا ذکر کرو کہ جس سے مرے ہوئے دل زندہ ہو جائیں۔ (رسولؐ خدا۔ کافی۔ جلد، ۱)
(مراد قرآن، حدیث، انبیاءؑ، ائمہؑ کے اقوال و اعمال وقصص وغیرہ کا ذکر کیا کرو)

بلاشبہ خدا نے کسی کو ایسی نصیحت نہیں کی جس طرح اس نے قرآن کے ذریعہ کی ہے۔ قرآن میں دل کی بہار اور علم کے سرچشمے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

دلوں کی دوا عقل والوں کے ساتھ ملنے جلنے سے ہوتی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

دلوں کو نرم کرنے کے لئے اکیلے میں خدا کو زیادہ یاد کرو۔ (امام علیہ السلام)

اگر چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے تو مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ یتیموں سے ہمدردی کرو (مدد کرو) (رسولؐ خدا۔ از مشکوٰۃ)

نصیحتیں سنو اور موت کو یاد کر کر کے دلوں کو قابو کرو۔ دنیا کے مصائب اور حادثے اس کو دکھاؤ۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

(اقبالؔ)

(تاکہ دل دنیا سے زیادہ محبت نہ کرے)
حضرت علیؑ کے جسم پر پرانا کرتا دیکھا گیا تو پوچھا گیا۔ فرمایا اس سے دل میں زنگ نہیں پیدا ہوتا ہے۔ دل قابو میں آجاتا ہے۔ اس لئے مومن اس کام کی پیروی کرتے ہیں۔
(یعنی سادہ معمولی لباس پہنتے ہیں تاکہ دل دنیا سے زیادہ محبت نہ کرے)
(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

اللہ کی یاد بیشک دلوں کو چمکا دیتی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)
بھوک اور قناعت کے ادب سے دل کی سستی کا علاج کرو۔ اس طرح تمہارے دل مضبوط ہوں گے اور آنکھوں میں غفلت کی نیند کی بجائے بیداری ہوشیاری ہو گی۔
(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

دلوں کی چمک دمک ذکر الٰہی اور قرآن کو سمجھ کر پڑھنے سے ہے۔
(جناب رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

کس چیز سے دل نورانی ہو جاتا ہے

خدا کی یاد میں مشغول رہنے سے دل کی اصلاح ہوتی ہے۔
(مراد نماز، تلاوت، قرآن، مطالعہ، حدیث، تفسیر وغیرہ) (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)
اے خدا! میرے دل کی گندگی کو صرف تیری معافیاں دور کر کے چمکا سکتی ہیں۔
(امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد ۹۴)
کسی کا ایمان اس وقت تک مضبوط نہیں ہوتا جب تک اس کا دل مضبوط نہ ہو اور دل اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک زبان مستحکم نہ ہو۔ (حضرت علیؑ)
صحیح اور صالح آدمی کی چار علامتیں ہیں۔
۱۔ دل کا صاف ستھرا ہونا۔
۲۔ اس کے اعمال کا اچھا ہونا۔
۳۔ اس کا کاروبار کا حلال ہونا۔
۴۔ اس کے تمام کاموں کا صحیح اصلاح شدہ ہونا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از تحف)

دل کی قوت

دل کی اصل قوت خدا پر توکل (بھروسہ کرنا) ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

اپنے دل کو نصیحت کر کر کے (سمجھا سمجھا کر) زندہ رکھو، دنیا سے بے رغبتی کر کر کے دل کی بُری خواہشوں کو مار دو اور (خدا رسول پر) یقین کے ذریعہ دل کو طاقتور بناؤ۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ مکتوب، ۳)

مومن کی اصل طاقت اس کے دل میں ہوتی ہے جبکہ اس کا جسم کمزور ہوتا ہے لیکن دیکھو پھر بھی وہ راتوں کو (عبادت کے لئے) کھڑا ہوتا ہے اور دن میں روزوں پر روزے رکھتا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از من لا یحضرہ الفقیہ۔ جلد، ۳)

اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل رہتا ہے (قرآن)

(مومن) انسان کسی چیز کو کان، آنکھ، زبان، ہاتھ کے ذریعہ پسند کرتا ہے مگر جب وہ چیز اس کو مل جاتی ہے تو دل اس کو قبول نہیں کرتا کیونکہ (خدا کی طرف سے) اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں حق نہیں ہے (یعنی یہ چیز ناحق ہے، غلط ہے) (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۰)

دل کی فطرت اور حقیقت

دلوں کی فطرت ہی یہ ہے کہ جو انسان اس پر احسان کرتا ہے، اس کے ساتھ دل دوستی کرتے ہیں اور جو ان کے ساتھ بُرائی کرتا ہے اس کے دشمن بن جاتے ہیں۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

کم سے کم غلطیاں کر کے دلوں کو سکون و آرام دو۔ (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

(کیونکہ غلطی کرنے کے بعد دل کو ضمیر کی چبھن ستاتی رہتی ہے)

جس شخص نے اپنے دل کو غصے کو برداشت کرنے کے گھونٹ نہیں پلائے، وہ دل کی راحت کے مزے نہیں جانتا۔ (امام حسن عسکریؑ۔ از بحار۔ ۷۸)

ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۃ یاسین ہے۔

(امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۲)

دلوں میں بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور عقل کا کام ہے کہ ان سے آدمی کو روکے رکھے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

دلوں کو خدا کے خوف کا گھر بناؤ، خواہشات کا مرکز نہ بننے دو۔

(حضرت عیسیٰؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

(ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا، ہو وہ کیسا ہی صاحبِ فہم وذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا) (بہادر شاہ ظفر)

غلط تقلید

اس طرح ہم نے آپؐ سے پہلے جس آبادی میں بھی کوئی (بُرے انجام سے) ڈرانے والا (نبی) بھیجا تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ ہم نے تو اپنے باپ دادا کو اسی (غلط) راستے پر چلتے دیکھا ہے۔ اس لئے ہم تو ان ہی کے طریقوں پر چلیں گے۔

(قرآن۔ زخرف، ۲۳)

لوگوں کے پیچھے پیچھے چلنے والے نہ بنو۔ تم اپنے آپ کو اپنے قابو میں رکھو۔ اگر لوگ اچھے کام کریں تو ان کے پیچھے رہو۔ مگر جب وہ بُرائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔

(رسولؐ خدا۔ از الترغیب)

عالم بنو یا طالبعلم بنو مگر لوگوں کے پیچھے پیچھے چلنے والے نہ بنو۔ (بے عقل نقال نہ بنو)

(رسولؐ خدا۔ از نہایہ ابن اثیر۔ جلد، اوّل)

(یعنی بے سمجھے بوجھے لوگوں کی ہر بات نہ مانو)

حکومت، شان وشوکت اور اونچے مقام حاصل کرنے سے بچے رہو کیونکہ جس نے یہ کیا وہ تباہ ہوا۔ لوگوں نے کہا ہم میں سے تو ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اس کا نام مشہور ہو۔ لوگ اس کے پاس آئیں اور اس کی بات مانیں۔ امامؑ نے فرمایا تم جس طرف جارہے ہو وہ میری مراد نہیں ہے۔ تم اس بات سے بچو کہ کسی دلیل کے بغیر کسی کو کسی عہدہ پر بٹھا کر اس کی ہر بات مانتے چلے جاؤ اور دوسروں کو بھی اس کی بات منواؤ۔ (یعنی کسی کی اندھی تقلید نہ کرو)

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۲)

قرآن میں ہے کہ "یہودیوں عیسائیوں نے خدا کے بجائے اپنے عالموں راہبوں کو اپنا

پالنے والا ملک بنالیا ہے۔'' (قرآن۔سورۃ برأت۔۳۱)

اگر چہ وہ لوگ ان عالموں راہبوں کی عبادت (پوجا) نہیں کرتے تھے۔انہوں نے (اس طرح ان کو اپنا رب بنالیا تھا کہ) جو چیز وہ عالم راہب حلال قرار دیتے، وہ لوگ اس کو حلال مان لیتے اور جس کو وہ حرام قرار دیتے تو وہ لوگ اس کو حرام سمجھ لیتے۔غرض انہوں نے ان کے حلال کئے ہوئے کو حلال اور ان کے حرام کئے ہوئے کو حرام قرار دے دیا تھا۔

(امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔جلد،۲)

(بغیر یہ دیکھے کہ خدا نے اپنی کتاب میں کیا فرمایا ہے؟ اور رسولؐ نے کیا حکم دیا ہے؟)

کیونکہ وہ علماء سرداروں امیروں کی جو خواہش ہوتی تھی اس کو حلال حرام قرار دیتے تھے۔ یہی ان کا کُل علم تھا۔ایسے تمام لوگ (علماء جو امیروں کی مرضی پر حلال حرام قرار دیں) یہودی عالموں راہبوں کی طرح ہیں جو اپنی بُری خواہشوں کے غلام ہیں اور ہلاکتوں کے سردار ہیں۔(امام محمد تقیؑ ۔از فروع کافی۔جلد،۸)

کس کی تقلید کی جائے؟

علماء فقہاء میں سے جو شخص اپنے آپ کو دنیوی اغراض سے بچانے والا ہو، اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو، اپنی بُری خواہشوں کی مخالفت کرنے والا ہو، اپنے مالک کی اطاعت کرنے والا ہو، تو عوام کو چاہئے کہ اس کی تقلید کریں (اس کے فتوؤں پر عمل کریں) مگر ان صفات کے مالک ہمارے صرف چند علماء فقہاء ہی ہیں۔سب نہیں۔

(امام حسن عسکریؑ ۔از احتجاج طبرسی۔جلد،۲)

بہترین انسان

وہ ہے کہ جس نے اپنی خواہشوں کو خدا کے حکم کا پابند بنالیا ہو۔اپنی تمام طاقتیں خدا کو راضی کرنے پر خرچ کرتا ہے، حق کو اپناتا ہے، چاہے بے عزتی ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔کیونکہ اس میں ابدی عزت ہے جو ظاہری دنیوی وقتی عزت سے کہیں بہتر ہے جو باطل کو اپنا کر حاصل ہوتی ہے اور ابدی رسوائی کا سبب بنتی ہے۔وہ جانتا ہے کہ حق کے راستے پر قائم رہنے سے تھوڑی تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر یہی ابدی نعمتوں کے پانے کا سبب ہے۔ایسا انسان بہترین

انسان ہے۔ ایسے آدمی کے ساتھ مل کر رہو۔ اس کے کردار کو اپناؤ۔ ایسے شخص کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ (امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد،۲)

قمار، جوا، شراب

لوگ آپ نے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لئے کچھ فائدہ بھی ہے مگر ان کے فائدے سے ان کا گناہ بہت زیادہ ہے۔ (قرآن۔ سورۃ بقرہ۔ ۲۱۹)

بیشک شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعہ دشمنیاں پیدا کردے اور اس طرح تم کو اللہ کے ذکر اور نماز (وغیرہ) سے روک دے۔ تو کیا تم ان سے رک جاؤ گے؟ (قرآن۔ سورۃ مائدہ۔ ۹۱،۹۰)

ہر وہ کھیل جس میں شرط لگائی جائے وہ جوا ہے۔ (امام رضاؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۹)

شطرنج کے بارے میں فرمایا ''مومن بیہودہ کھیلوں سے دور رہتا ہے۔''

(امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۹)

جو چیز ذکر الٰہی سے غافل کردے اس کا شمار بھی جوئے میں ہوتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۹)

جب امام حسین علیہ السلام کا سر شام لایا گیا تو یزید نے اس پر دسترخوان بچھایا اور اس پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھاتا اور جو کی شراب پیتا پھر شطرنج کھیلتا۔ پھر امام حسین علیہ السلام کے اجداد کا نام لے لے کر ان کا مذاق اڑاتا۔ جو شراب بچ رہتی وہ اس طشت کے چاروں طرف زمین پر انڈیل دیتا۔ اس لئے اب جو شخص ہمارا شیعہ (دوست) ہے اس کو شراب اور شطرنج کھیلنے سے دور رہنا چاہئے۔ (امام رضاؑ۔ از بحار۔ جلد،۱۰۴)

خدا کی رحمت سے نا امید ہونا

بیشک کافروں کے سوا اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا۔ (قرآن۔ سورۃ یوسفؑ)

مجھے اس شخص پر تعجب ہے کہ خدا کی دی ہوئی استغفار کی گنجائش کے باوجود مایوس ہو جاتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از شرح ابی الحدید۔ جلد، ۱۸)

جب تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے اپنے گناہوں کی وجہ سے خدا سے مایوس نہ ہو۔

(حضرت علیؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

وہ گناہگار خدا سے قریب ہے جو اللہ کی رحمت کا امیدوار ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از کنز العمال)

مالک میری امیدیں کبھی تیرے کرم سے مایوس نہ ہونے پائیں۔

(دعا حضرت علیؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۹۴)

حدیث قدسی: میں اپنے نافرمانوں کو بھی اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا۔ اگر وہ توبہ کرلیں (یعنی عملاً گناہ چھوڑ کر میری اطاعت کرنے لگیں) تو میں ان کا دوست بن جاؤں گا۔ پھر وہ اگر مجھ سے دعا مانگیں گے تو میں قبول کروں گا۔ پھر وہ اگر میری اطاعت کرے گا تو وہ میرا مہمان ہوگا۔ میرا شکر کرے گا تو میری نعمتوں میں اضافوں کے مزے لے گا۔

(حدیث قدسی۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

صحیح معنی میں عقلمند

وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے نہ تو مایوس کرے اور نہ انہیں اللہ کی سزاؤں سے بالکل بے خوف اور مطمئن کردے۔ (حضرت علیؑ ۔ از نہج البلاغہ۔)

کسی گناہگار کو بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرو کیونکہ بہت سے گناہگاروں کا انجام اچھا ہے جبکہ بہت سے اچھے عمل کرنے والوں نے اپنی آخری عمروں میں اپنے اچھے اعمال برباد کردیئے اور جہنم چلے گئے۔ (حضرت علیؑ ۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

(**نوٹ:** برسوں عبادت کرنے کے بعد شیطان کے اندر تکبر یا غرورِ زہد پیدا ہوگیا۔ اسی تکبر کی وجہ سے انسان لوگوں کو ذلیل کر کر کے اس قدر سخت گنہگار ہوجاتا ہے کہ اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجاتی ہیں۔

غرورِ زہد نے سمجھا دیا ہے ملاں کو

کہ مردِ سادہ پہ اپنی زبان دراز کرے) (اقبالؔ)

جان بوجھ کر گناہ کرنے والا خدا کی معافیوں کا مستحق نہیں ہے۔ البتہ بغیر جانے بوجھے گناہ کرنے والا گناہوں سے بری الذمہ ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم) (مومن جب گناہ کرتا ہے اس وقت خدا کی سزاؤں اور ناراضگی سے وقتی طور پر جاہل ہوجاتا ہے)

قناعت

سب سے زیادہ خدا کا شکر ادا کرنے والا وہ ہے جو سب سے زیادہ قناعت کرنے والا ہے اور سب سے بڑا ناشکرا لالچی ہے۔ قناعت سے بڑھ کر کوئی حکومت نہیں اور اچھے اخلاق سے بڑھ کر کوئی عیش و آرام نہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد،۱۷)

ہمت کی بلندی قناعت کے اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ نفس کی عزت اسی میں ہے کہ قناعت کرو۔ قناعت ایسی تلوار ہے کہ جس کا وار کبھی خطا نہیں جاتا۔
(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد،۱۷)

میری امت کے شریف لوگ قناعت کرتے ہیں اور شریر لالچی ہوتے ہیں۔
(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

قناعت ختم نہ ہونے والا سرمایہ ہے۔ قناعت امیر بنا دیتی ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد،۶۹)

کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ بے فکر و بے نیاز کرنے والا نہیں۔ (ایضاً)

حدیث قدسی: میں نے دولتمندی کو قناعت کے اندر رکھا ہے جبکہ لوگ اس کو مال کے زیادہ کرنے میں تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے (حقیقی) دولتمندی کو نہیں پاتے۔

(حدیث قدسی۔ از بحار۔ جلد،۷۸)

اپنے سے کم دولت والوں اور عزت والوں کو دیکھو۔ کیونکہ یہی چیز تم کو خدا کی تقسیم پر راضی اور قانع کردے گی۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۸)

جب تک حرص کا خاتمہ نہ کیا جائے۔ قناعت حاصل نہیں ہوسکتی۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو عقل سے کام لیتا ہے، وہ قناعت کرتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو اپنی قدر پہچان لیتا ہے وہ قناعت اور پرہیزگاری (برائیوں سے بچنا) اختیار کرلیتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

قناعت کا نتیجہ عزت، مانگنے سے بچنا، ذہنی جسمانی راحت، بے غمی اور اپنے نفس کی اصلاح ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو کم معاش پر راضی رہتا ہے، خدا اس سے کم عمل پر راضی ہوجاتا ہے۔
(امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد،۲)

ضروری مقدار میں رزق پر راضی رہنے سے بڑھ کر کوئی دولتمندی نہیں ہے۔ جو بقدر ضرورت مال پر راضی ہو جاتا ہے، اس کو جلد راحت ملتی ہے، سختی سے بچا رہتا ہے، آرام دہ زندگی گزارتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

وہ شخص خوشحال زندگی گزارتا ہے جسے خدا نے قناعت کی توفیق دی ہو اور اس کا شریکِ زندگی نیک ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

دین پر ثابت قدمی

حضرت علیؑ نے رسولؐ خدا سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمایا "یہ کہو کہ میرا پالنے والا مالک اللہ ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہو۔"

میں نے عرض کی "میرا رب اللہ ہے۔ وہی مجھے ہر اچھی بات کی توفیق دیتا ہے۔ اس لئے میرا اسی پر بھروسہ ہے اور میں اسی کی طرف لوٹ کر جاؤں گا۔"

یہ سن کر رسولؐ خدا نے فرمایا "اے علی! تمہیں یہ علم مبارک ہو۔ واقعی تم علم کے سرچشموں سے سیراب ہو چکے ہو۔" (کنز العمال)

مومن کے دین میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اسی لئے وہ خدا کے دین پر ثابت قدم رہتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶۷)

(اپنے علم ایمان و یقین اور خدا کی توفیق کی وجہ سے)

خدا اس شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے اہل حق کی ولایت سے کبھی نہ ہٹو کیونکہ جو شخص ہمارے بدلے کسی اور کی ولایت (حکومت اور سرپرستی) کو اختیار کرتا ہے، وہ ہلاک ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۱۰)

(کیونکہ خدا نے صرف اپنی، رسولؐ خدا کی اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی ولایت کو واجب قرار دیا ہے)

(ے یک در بگیر، محکم بگیر، درِ فاطمہؑ بگیر)

خدا فرماتا ہے کہ "بیشک وہ لوگ جنہوں نے (سمجھ کر دل سے مان کر) کہا کہ ہمارے پالنے والا مالک اللہ ہے اور پھر اس (عقیدے) پر جمے بھی رہے، ان پر (موت کے وقت) فرشتے اترتے ہیں اور (کہتے ہیں) تم نہ ڈرو نہ غم کھاؤ۔ تم کو اس جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم

سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (قرآن)

لہٰذا اب تم لوگ خدا کی کتاب اور اس کی شریعت (قانون) اور (رسولؐ خدا کے) طریقوں پر قائم رہنا۔ اس سے نکل نہ بھاگنا اور نہ ہی اس میں نئی نئی بدعتیں پیدا کرنا اور نہ اس کے خلاف چلنا۔ (نتیجتاً تم پر بھی مرتے وقت فرشتے اتریں گے اور خوشخبری سنائیں گے)

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ ۱۷۶)

سب سے بڑی سعادت دین پر جمے رہنا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہے۔ ان کو نہ کوئی خوف ہوگا، نہ کوئی غم ہوگا۔ (قرآن۔ احقاف ۱۳)

جو ثابت قدم رہے گا، وہ جنت میں جائے گا اور جو ڈگمگا جائے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

(؎ وفاداری شرط استواری اصلِ ایماں ہے)

غالبؔ

خدا کے دین میں قیاس

سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(قیاس کے معنی اپنے ذاتی خیالات وافکار کو خدا کے دین میں داخل کرنا)

جس شخص نے میری حدیث کو اپنی رائے پر قیاس کیا، اس نے مجھ پر تہمت لگائی۔ میری امت میں سب سے زیادہ نقصان میں وہ فرقہ ہوگا جو خدا کے دین کو اپنی رائے پر قیاس کرے گا۔ جس کی وجہ سے وہ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے گا۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جو خدا کے دین کو اپنی رائے کے مطابق مانے گا، وہ ساری زندگی بے چین رہے گا۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۲)

(اس کو کبھی اطمینان یقین اور حقیقی ایمان حاصل نہ ہو سکے گا)

تکبر

تکبر سے دور رہو کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ، بدترین عیب اور ابلیس کا زیور ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

خدا نے شیطان کے ساتھ کیا کیا؟ اس سے سبق لو کہ اتنی لمبی اس کی عبادتوں محنتوں پر صرف ایک سیکنڈ کے تکبر نے پانی پھیر دیا۔ اس لئے تم بھی خدا کے دشمن (ابلیس) سے بچو کہ وہ کہیں تم کو بھی اپنی بیماری نہ لگادے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ،۱۹۲)

تم پر لازم ہے کہ پچھلی امتوں پر (ان کے تکبر کی وجہ سے) جو عذاب اترے ان سے سبق لو۔ جس طرح زمانے کی مصیبتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہو اسی طرح سرکش مغرور بنا دینے والی چیزوں سے بھی خدا کی پناہ مانگو۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

(دولت، عزت، نام، مقام، عہدہ اور لوگوں کی تعریفیں انسان کو متکبر جابر ظالم سرکش بنادیتی ہیں)

عقل کی بدترین آفتوں (بیماریوں) میں سے ایک آفت تکبر بھی ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

تکبر خدا کی نافرمانی کا سرچشمہ ہے۔ جس کے پاس جتنا تکبر ہوگا اتنی ہی اس کی عقل کم ہوگی۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو تکبر کرتا ہے خدا فرماتا ہے اس کا نام سرکشوں میں لکھ۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

میں اس جماعت میں سے ہوں جن پر خدا کی خوشی حاصل کرنے کے لئے بُرا بھلا کہنا کچھ اثر نہیں کرتا، ہم نہ خیانت کرتے ہیں، نہ فساد پھیلاتے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ نہج البلاغہ۔ خطبہ،۱۹۲)

کبریائی (بڑائی) صرف اور صرف عالمین کے پالنے والے کے لئے مخصوص ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از الترغیب)

میرے اندر تکبر نہیں ہے۔ تکبر صرف خدا کے لئے زیب دیتا ہے۔ میرے اندر عزت ہے۔ (یعنی اپنی بے عزتی برداشت نہ کرنا، جسے عزتِ نفس کہتے ہیں)

جیسا کہ خدا فرماتا ہے ''عزت اللہ، رسول اور مومنین کے لئے ہے۔''

(امام حسنؑ۔ از بحار۔ جلد،۴۴)

حدیث قدسی: کبریائی (یعنی بڑا پن) میری چادر ہے جو اس کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرے گا میں اس کو سیدھا جہنم رسید کردوں گا۔ (حدیث قدسی۔از الترغیب)

(ے کبر زیبا ہے جنابِ کبریا کے واسطے)

جو شخص اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر **استغفر اللّٰہ و اتوب الیہ** کہتا ہے اس کا شمار متکبر لوگوں میں نہیں ہوتا۔ جو گناہوں پر اصرار کرتا ہے وہ متکبر ہے (یعنی جو بار بار گناہ پر گناہ کرتا ہے) وہ بھی متکبر ہے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دے۔ (امام زین العابدینؑ۔از بحار۔جلد،۹۳)

تکبر یہ ہے کہ

۱۔ خدا کی مخلوق کو گھٹیا سمجھے اور حق کو بھلا دے۔ یعنی حق سے بے خبر رہے۔

۲۔ اہل حق پر جملے کسے۔ جو ایسا کرے گا وہ خدا کی کبریائی کی چادر خدا سے چھیننے کی کوشش کرے گا۔ (امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد،۷۳)

جو شخص یہ سمجھے کہ مجھے فلاں پر فضیلت حاصل ہے تو اس کا شمار متکبرین میں ہوگا۔
(امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد،۷۳)

زمین پر اکڑ کر نہ چلو کیونکہ تم اس کو (چل کر) ہرگز پھاڑ نہیں سکتے اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔ (قرآن۔سورۃ بنی اسرائیل،۳۷)

دیوانہ وہ ہوتا ہے جو مٹک مٹک کر چلتا ہے۔ اپنی دونوں طرف بار بار فخر سے دیکھتا ہے۔ اپنے شانوں کو مٹکاتا ہے۔ اپنے گناہوں کے باوجود جنت کی آرزو رکھتا ہے جبکہ اس کے شر سے کوئی محفوظ نہیں ہوتا۔ جس سے کسی کو اچھائی کی کوئی امید نہیں ہوتی۔
(جناب رسولؐ خدا۔از بحار۔جلد،۷۳)

مجھے تعجب ہے کہ انسان تکبر کس طرح کرتا ہے جبکہ اس کی ابتداء نطفہ ہے، انتہا مردار ہے اور درمیان میں وہ غلاظتوں کا برتن ہے۔ (حضرت علیؑ۔از بحار۔جلد،۷۳)

تکبر اصل کی وجہ احساس کمتری ہے اور پست فطرتی بھی ہے۔

تکبر کا علاج

۱۔ جو خدا کی عظمت بڑائی اور کبرایائی کو جان لیتا ہے اس کو زیب ہی نہیں دیتا کہ خود کو بڑا سمجھے اور اکڑے کیونکہ خدا کی بڑائی جاننے والوں کی بڑائی اس میں ہے کہ وہ خدا کے

سامنے عاجزی وانکساری کریں اور خدا کے آگے جھک جائیں۔ (امام حسنؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۸)

۲۔ (انسان اپنی حقیقت کو جانے کہ) اگر خدا چاہتا تو آدمؑ کو ایسے نور سے پیدا کرتا جس کی روشنی آنکھوں کو چندھیا دیتی اور اس کی خوشبو عقلوں پر چھا جاتی۔ (مگر خدا نے آدمؑ کو مٹی جیسی معمولی چیز سے پیدا کیا) تاکہ ان سے غرور وتکبر اور خود پسندی کو دور کر دے۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

۳۔ اگر خدا چاہتا تو انبیاء کرام علیہم السلام کو ایسی طاقت اور حکومت دے دیتا کہ کوئی ان پر ظلم نہ کرسکتا اور لوگ آسانی سے ان کی نصیحت کو سنتے اور مانتے۔ مگر خدا نے یہ چاہا کہ پیغمبروں کی پیروی اور خدا کی کتابوں کی تصدیق خدا کے سامنے عاجزی اور انکساری کے ذریعہ ہو۔ خدا کی اطاعت صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے ہو، کسی اور سبب سے نہ ہو۔ جتنا امتحان سخت ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

۴۔ خدا اپنے بندوں کو سختیوں سے آزماتا ہے۔ ان سے محنت و مشقت والی عبادت چاہتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے غرور وتکبر کو نکال دے اور تاکہ ان میں عاجزی اور انکساری پیدا ہو جائے اور اس طرح ان کو اپنے فضل وکرم کے کھلے دروازوں تک پہنچا دے۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

۵۔ پھر خدا نے ایمان لانے والوں پر نماز اور زکوٰۃ کو واجب کیا ہے۔ روزوں اور جہاد کو واجب کیا ہے تاکہ وہ غلطیوں سے بچیں اور ان کی آنکھوں میں عاجزی انکساری پیدا ہو۔ دل نرم اور متواضع ہوں۔ خود پسندی اور تکبر دور ہو۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

(اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا ہوں اور تمام بُرے صفات ختم ہوں۔ رسمی عبادتوں کا ایک مقصد یہ بھی ہے)

۶۔ مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں میں وہ چیزیں خود اٹھائے جو اس کے گھر والے استعمال کرتے ہیں تاکہ غرور وتکبر سے بچا رہے۔ (رسولؐ خدا۔ از تنبیہ الخواطر)

۷۔ جو اپنے پرانے کپڑے میں خود پیوند لگائے اور اپنے جوتے خود گانٹھے اور اپنی ضرورت کی چیزیں خود اٹھائے تو وہ تکبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (امام جعفرؑ۔ وسائل الشیعہ۔ جلد ۳)

میری طرف وحی کی گئی ہے کہ منکسر مزاجی سے کام لو۔ ایک دوسرے پر برتری نہ جتاؤ۔

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

۷۔ (آدمی یہ بات خوب یاد رکھے کہ) حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں پھاند پڑنے کے (بڑے بڑے) محرکات ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی گالیاں پڑتی ہیں۔ یہ چیزیں بلند انسانوں کو پست کر دیتی ہیں۔ متکبر کا کوئی سچا دوست نہیں ہوتا۔ تکبر کی وجہ سے تباہی اور بربادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ جو تکبر اور اسراف کا لباس پہنتا ہے، وہ شرافت اور فضیلت کا لباس اتار پھینکتا ہے۔ تکبر کرنے والا کچھ نہیں سیکھ سکتا۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو تکبر کرتا ہے خدا اس کو ذلیل کرتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۷۳)

جو شخص خدا کے لئے ایک درجہ انکساری کرتا ہے، خدا اس کو ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو بلند ترین درجات تک پہنچا دیتا ہے اور جو ایک درجہ تکبر کرتا ہے، خدا اس کو ایک درجہ پست کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا اس کو پست ترین جگہ پر ڈال دیتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از الترغیب۔ جلد،۳)

جو شخص غرور سے کام لیتا ہے خدا اس کی گردن توڑ دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ذلیل ہو جا۔ پھر وہ لوگوں کی نگاہوں میں تو گر جاتا ہے، صرف اپنے دل میں بڑا بنا رہتا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از الترغیب۔ جلد،۳)

تکبر کرنے والوں سے کہا جائے گا ''پس جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اب تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ تکبر کرنے والوں کا کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔'' (قرآن۔ نحل،۲۹)

قیامت کے دن تکبر کونے والے چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے۔ لوگ ان کو روندتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ حساب ختم ہو جائے گا۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۳)

متکبرین کے لئے جہنم میں ایک وادی ہے ''سقر'' اس نے ایک دفعہ خدا سے اجازت لے کر ایک سانس لیا تھا تو ساری جہنم کو جلا ڈالا تھا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۳)

کتاب اور اس کی فضیلت

کتاب علماء کا چمن، باتیں کرنے والوں میں سے ایک بہترین باتیں کرنے والی چیز ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم) اپنے علم کو لکھا کرو اور اپنے ایمانی بھائیوں میں پھیلایا کرو۔ مرتے وقت اپنے علم کا وارث اپنی اولاد کو بناؤ۔ ایک وقت آئے گا جس میں لوگ صرف کتابوں سے مانوس ہوں گے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۳)

انسان کی تحریر یا خط اس کی فضیلت کا معیار، عقل کا پیمانہ (ترازو) اور اس کی فضیلت کی دلیل ہے۔ عقلمندوں کی عقلیں ان کے قلموں کے کناروں سے ظاہر ہوتی ہیں۔ (حضرت علیؑ)

علم کو لکھ کر محفوظ کرلو، علم کے ختم ہو جانے سے پہلے۔ ورنہ علماء کی موت سے علم ختم ہو جاتا ہے۔ (رسولؐ اکرم۔ از کنز العمال)

علم کو لکھ لیا کرو۔ اس لئے کہ لکھے بغیر یاد نہیں رکھ سکو گے۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۲)

مومن مر جائے اور ایک کاغذ چھوڑے جس پر اس نے علمی بات لکھی ہو (نوٹ کی ہو) تو قیامت کے دن وہی کاغذ اس کے اور جہنم کے درمیان پردہ بن جائے گا۔ خدا اس کو ایک ایک حرف کے بدلے جنت کا ایک گھر عطا فرمائے گا۔ جس کی وسعت دنیا سے سات گنا زیادہ ہوگی۔ جو شخص مجھ سے ایک علمی بات یا میری ایک حدیث لکھے گا، جب تک وہ علم اور حدیث باقی رہے گی، اس کے لئے اجر لکھا جاتا رہے گا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

خدا کے پاس سے ایک سو چار (۱۰۴) کتابیں اتریں۔ پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر، تیس حضرت ادریس علیہ السلام پر اور بیس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اترے۔ اس کے علاوہ توراۃ، انجیل، زبور، فرقان (قرآن) جیسی کتابیں بھی خدا نے (ہماری ہدایت کے لئے) اتاریں۔ (جناب رسولؐ خدا۔ بہ روایت ابوذر غفاریؓ۔ از بحار۔ جلد،۷۷)

جو اپنی تحریر کو **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کو خوبصورت انداز میں لکھ کر شروع کرے گا، خدا اس کے گناہ معاف کردے گا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ تفسیر در منثور۔ جلد،۱)

بسم اللہ سے تحریر شروع کرنا مستحب ہے۔

خط کا جواب لکھنا اسی طرح کا حق ہے جس طرح سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال و کافی۔ جلد،۲)

رازوں کا چھپانا

اے سلیمان! تم ایسے دین کے پابند ہو جسے جو چھپائے گا اس کو خدا عزت عطا کرے گا اور جو ظاہر کرے گا، خدا اس کو ذلیل کرے گا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد،۲)

(کیونکہ مذہب اہلبیتؑ عوام کی سطح عقل سے بہت بلند ہے۔ اس لئے نا اہل کے سامنے چھپانا ضروری ہے)

ہمارا امرِ ولایت (امامت اور حکومت) ڈھکی چھپی ہے۔ اس کے چھپائے رکھنے کا عہد لیا گیا ہے۔ جو اس کو ظاہر کرے گا، خدا اس کو ذلیل کرے گا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد ۲)

(ائمہ اہلبیتؑ کی امامت اور حکومت کو صرف خالص مومن ہی کو قبول کر سکتا ہے)

تمہارے مومن بھائی کا تم پر واجب ترین حق یہ ہے کہ کسی ایسی بات کو نہ چھپاؤ جو اس کے لئے دین و دنیا میں مفید ہو۔ البتہ ہمارے رازوں کا چھپانا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۵)

(کیونکہ ائمہ اہلبیتؑ کی تعلیمات ہر کس و ناکس برداشت نہیں کر سکتا)

مجھے اپنے ساتھیوں میں وہ سب سے زیادہ پسند ہے جو سب سے زیادہ ایماندار، دیانتدار اور زیادہ فقیہ (دین کی گہری سمجھ رکھنے والا) ہے اور ہماری احادیث کا سب سے زیادہ چھپانے والا ہے (نااہلوں سے) (امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۵)

جو ہماری احادیث کا راز (نااہلوں پر) فاش کرے گا، وہ ہمارے قتلِ خطا کا نہیں بلکہ قتلِ عمد (جان بوجھ کر قتل کرنے) کا مجرم ہوگا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد ۲)

جب خدا چاہتا ہے کہ اس کی اعلانیہ عبادت کی جائے تو یہ کام آدم علیہ السلام (یعنی خدا کے برحق مقرر کئے ہوئے خلیفہ) کی حکومت کا دورانیہ ہوتا ہے اور جب خدا چاہتا ہے کہ اس کی چھپ کر عبادت کی جائے تو وہ ابلیس کی حکومت کا دورانیہ ہوتا ہے۔ اس دور میں جو دین کے راز فاش کرے گا وہ دین سے خارج ہو جائے گا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از کافی۔ جلد ۲)

(یعنی جب شیطانوں، بدمعاشوں، دشمنوں کی حکومت ہو تو ائمہ اہلبیتؑ کی احادیث کو عوام اور نااہلوں سے چھپایا جائے اور چھپ کر اس پر عمل کیا جائے)

جو لوگ انبیاءؑ کے راز فاش کرتے تھے۔

خدا نے ان لوگوں کے لئے کہا کہ "وہ انبیاءؑ کو ناحق قتل کرتے تھے۔"

(قرآن۔ سورۃ آل عمران، ۱۱۲)

خدا کی قسم انہوں نے اپنے ہاتھوں سے نبیوںؑ کو قتل نہیں کیا تھا۔ انہوں نے نبیوںؑ کی تعلیمات کو ان سے سنا اور (نااہلوں کو) بتا دیا جس کی وجہ سے لوگوں نے نبیوںؑ کو قتل کر دیا۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۵)

جو باتیں تم اپنے لوگوں کو بتاتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جو ہماری باتیں تم

غیروں کو بتاتے ہو وہ ہمارے راز ہوتے ہیں جو تم فاش کرتے ہو۔ (امام صادقؑ ۔از بحار۔ جلد،۲)

گمنامی خوش قسمتی ہے

خوشخبری ہے گمنام کے لئے جسے خدا پہچانتا ہے مگر لوگ نہیں پہچانتے۔ یہ لوگ ہدایت کے چراغ، علم کا سرچشمہ ہیں۔ خدا ان لوگوں کے ذریعے سے فتنوں کو دور کرتا ہے۔ وہ نہ رازوں کو فاش کرتے ہیں نہ ریاکار اور ظالم ہوتے ہیں۔ (امام صادقؑ ۔از بحار۔ جلد،۷۵)

لوگوں کے ساتھ جسمانی طور پر ملو مگر اعمال اور دل کے ساتھ جدا رہو۔ (حضرت علیؑ)

(اعمال محمدؐ و آلِ محمد کے اعمال کے مطابق بناؤ اور دل صرف خدا، رسولؐ اور خدا والوں سے لگاؤ)

جھوٹ بولنا

سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ (حضرت علیؑ ۔از بحار۔ جلد،۷۲)

بدترین بات وہ ہوتی ہے جو جھوٹی ہو۔ (حضرت علیؑ ۔از نہج البلاغہ)

خدا کے نزدیک بدترین خطاکار ہر وقت جھوٹ بولنے والی زبان ہے۔ ایمان اسی چیز کا نام ہے کہ جہاں سچ بولنا تم کو نقصان دے وہاں بھی سچ بولنے کو جھوٹ پر ترجیح دو۔

(حضرت علیؑ ۔از نہج البلاغہ)

جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ فسق و فجور تک لے جاتا ہے اور پھر یہ دونوں مل کر جہنم لے جاتے ہیں۔ (رسولؐ خدا۔از الترغیب)

جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو اس میں سے اس قدر بدبو اٹھتی ہے کہ فرشتہ اس سے ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔از الترغیب)

جھوٹ بولنا نفاق کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔از الترغیب)

پوچھا گیا یا رسولؐ اللہ! کیا مومن کنجوس یا بزدل ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ (الترغیب۔ جلد،۳)

مومن زانی ہوسکتا ہے، چوری کرسکتا ہے، مگر جھوٹ تو صرف وہی بولتے ہیں جو ایمان ہی

نہیں رکھتے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

مومن ہر عادت کو اپنا سکتا ہے، سوا جھوٹ اور خیانت کے۔ (رسولؐ خدا۔ از الترغیب)

سب خباثتوں کو ایک گھر کے اندر بند کر دیا گیا ہے اور اس کی چابی جھوٹ کو بنایا ہے۔
(امام حسن عسکریؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

میں کم درجہ اور بلند درجہ جنت کے تمام درجات کا اس کے لئے ضامن ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے نہ کرے، ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے اور اچھے اخلاق کا مالک ہو۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۲)

کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرتا پھرے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

بیشک خدا اس شخص کو ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہو۔ (قرآن۔ سورۂ زمر، ۳)

جھوٹ کا نتیجہ دنیا میں رسوائی آخرت میں عذاب۔ (حضرت علیؑ۔ از غررالحکم)

جھوٹا تین نقصان اٹھاتا ہے۔

۱۔ خدا کا غصہ۔

۲۔ لوگوں کی نگاہ میں ذلت۔

۳۔ ملائکہ کا اس سے ناراض رہنا۔ (حضرت علیؑ۔ از غررالحکم)

جھوٹ بولنے کی عادت بنا لینا فقیر بنا دیتی ہے۔ جھوٹ فساد پیدا کرتا ہے۔ مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔ دور اندیشی ختم کر دیتا ہے۔

جھوٹا آدمی نیک اور صالح بننے سے کوسوں دور ہوتا ہے۔ یہ بے شرم اور منافق بھی ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غررالحکم)

جہاں پر جھوٹ بولنا جائز ہے؟

خدا اس جھوٹ کو پسند کرتا ہے جو اصلاح کرنے کے لئے بولا جائے۔

(امام صادقؑ۔ از غررالحکم)

خدا اس سچ کو ناپسند کرتا ہے جو فساد کے لئے بولا جائے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۷)

لوگوں کے درمیان صلح کرانے والا جھوٹا نہیں ہوتا۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۶)

جھوٹ تین مقام پر جائز ہے۔

۱۔ مرد بیوی کو خوش کرنے کے لئے کوئی بات کہے۔

۲۔ جنگ میں جھوٹ بولا جائے۔

۳۔ لوگوں کے درمیان اصلاح کے لئے جھوٹ بولنا۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از ترمذی، صحیح مسلم و بحار۔ جلد،۷۲)

شرافت و فضیلت؟

۱۔ انسان کی شرافت (عزت) اس کے دین (پر عمل کرنے سے) ہے۔

(رسولؐ از المعجم)

۲۔ شرافت اور عزت یہ ہے کہ از خود نیک کام کئے جائیں اور کسی کو مانگنے سے پہلے عطا کیا جائے۔ (امام حسن۔ از بحار۔ جلد،۴۴)

۳۔ تین چیزیں انسان کی فضیلت کا ثبوت ہیں۔

۱۔ اچھا اخلاق

۲۔ غصے کو پی جانا

۳۔ غلط چیزوں کی طرف سے آنکھیں پھیر لینا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۸)

۴۔ فضیلت اس میں ہے کہ سختیوں کو برداشت کرو، صبر کا مظاہرہ کرو، مال پر عزت کو ترجیح دو، سخاوت کا مظاہرہ کرو، زبان کو قابو میں رکھو، نیکیوں کو عام کرو، بُرے کاموں سے بچو، اچھی عادتیں اپناؤ، پست گھٹیا کام چھوڑ دو، اپنی خواہشات کو قابو میں رکھو، ہمت بلند رکھو، نرم مزاج بنو، عہد و پیمان پورے کرو۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم واز بحار۔ جلد،۷۷)

انسان کی شرافت اس میں ہے کہ اپنی پچھلی غلطیوں پر روئے اور دوستوں کی دوستی کی حفاظت کرے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۳)

سخاوت وشرافت

خدا خود بھی سخی اور کرم کرنے والا ہے (اس لئے) وہ کرم مہربانی اور سخاوت (کرنے والوں) کو پسند کرتا ہے۔ یقیناً تمہارا پالنے والا مالک کرم اور شرم کرنے والا ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از المعجم)

شریف کے ساتھ سختی کی جاتی ہے تو وہ سخت دل ہوجاتا ہے اور اگر اس سے رحم کی درخواست کی جاتی ہے تو وہ نرم دل ہوجاتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

کریم اور سخی اصل میں وہ ہوتا ہے جو خود نیکی کا آغاز کرتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

شریف نیکی پر نیکی کئے جاتا ہے اور کمینہ ہر نیکی پر اپنا احسان جتاتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

شریف وہ ہوتا ہے جو بُرائی کا بدلہ اچھائی سے دے۔ اس طرح خود کو ہر اس چیز سے اونچا رکھے جو اچھا بدلہ دینے میں رکاوٹ بنے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جن چیزوں پر کمینہ اتراتا ہے، شریف ان سے کوسوں دور رہتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

شریف جب غلبہ حاصل کرلیتا ہے تو معاف کردیتا ہے۔ جب کسی چیز کا مالک بنتا ہے تو سخاوت کرتا ہے اور جب اس سے کچھ مانگا جاتا ہے تو وہ مانگنے والے کو ناکام نہیں پلٹاتا۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

شریف اپنے اوپر نیک کام کرنا فرض سمجھتا ہے جبکہ کمینہ اپنے کئے ہوئے اچھے کاموں کو دوسروں پر قرض سمجھتا ہے اور ان کا طلبگار رہتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(یعنی نیکی کرکے اس کا نیک بدلہ مانگتا ہے)

شریف کو اگر تمہاری ضرورت ہوگی تو بھی وہ تم کو پریشان نہ کرے گا مگر جب تم کو اس کی ضرورت ہوگی تو وہ تمہاری ضرورت پوری کرے گا۔ جبکہ کمینہ کو جب تمہاری ضرورت ہوگی تو وہ تم کو عاجز کردے گا اور جب تمہیں اس کی ضرورت ہوگی تو وہ تم سے بے پرواہی برتے گا۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

کریم اور سخی وہ ہے جو طاقت رکھتے ہوئے معاف کردے، حاکم ہوتے ہوئے عدل

کرے، اپنی زبان پر قابو رکھے اور اپنی نیکیاں عام کرے (اسی لئے) کریم اللہ کے پاس خوش اور ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں پسندیدہ اور باہیبت ہوتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

کریم اور شریف اپنے مال کے ذریعے اپنی عزت بچاتا ہے اور کمینہ اپنی عزت کے ذریعہ اپنا مال بچاتا کماتا ہے۔ کریم و شریف کا وعدہ دوٹوک ہوتا ہے۔ جس کو وہ فوراً پورا کرتا ہے مگر جب اس سے وعدہ خلافی کی جاتی ہے تو وہ معاف کر دیتا ہے۔ شریف جب کسی کو عطا کرتا ہے تو اپنے دل میں لینے والے کو پسند کرتا ہے جبکہ کمینہ کچھ دیتا ہے تو لینے والے کو دل میں ذلیل سمجھتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

کثرت سے احسان اور اچھائی کرنے کے ذریعہ شریف آدمی کی پہچان ہوتی ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

اگر تم واقعی شریف ہو تو کبھی نہ بھلانا کہ جس نے تم پر احسان کیا ہے، تم پر اس کے احسان کا وزن رکھا ہوا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو اپنے رب سے ڈرتا ہے وہی اصل میں شریف آدمی ہوتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

سلمان فارسیؓ نے ایک امیر کے پوچھنے پر کہ تم کیا ہو؟ فرمایا ''میری اور تمہاری ابتداء ایک بدبودار مردار سے ہوئی ہے اور جب قیامت ہوگی تو جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا صرف وہی شریف ہوگا اور عزت والا ہوگا اور جس کا پلہ ہلکا پڑا وہ پست اور کمینہ ہوگا۔''

(امام جعفر صادقؑ۔ از تفسیر نور الثقلین۔ جلد ۵)

معاف کرنے میں جلدی کرنا، شریفوں کی عادت ہے اور بدلہ لینے میں جلدی کرنا کمینوں کا طریقہ ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

نیک کاموں اور دوسروں کو فائدے پہنچانے میں شریف لوگ سب سے آگے آگے ہوتے ہیں۔ اس لئے شریفوں کی عادت ایک کے بعد دوسری نیکی کرتے رہنا ہوتا ہے اور کمینوں کی عادت بدکلامی کرنا ہوتا ہے۔ سخاوت شریفوں کی عادت ہے۔ کمینوں کو معاف کرنا شریفوں کی طرف سے ان کے لئے سزا ہوتی ہے۔ کمینے کی بخشش سے شریف کا نہ دینا بہتر ہے۔ زیادہ دے کر شریفوں کو خوشی ہوتی ہے مگر کمینوں کو بُرے کام کر کے خوشی ہوتی ہے۔

شریفوں کو کھلانے میں لطف آتا ہے اور کمینوں کو کھانے میں لطف آتا ہے۔

(حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

جب تمہارے پاس کسی بھی قوم کا کوئی شریف عزت دار آدمی آئے تو اس کی عزت کرو۔

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال) (معلوم ہوا ہر قوم کے لوگوں میں شریف لوگ ہوتے ہیں)

خدا تین آدمیوں کی عزت کرنا پسند کرتا ہے۔

۱۔ بوڑھا مسلمان

۲۔ عادل امام (یعنی انصاف کرنے والا حاکم، گناہ نہ کرنے والا امامِ جماعت مگر اصل معنی میں مراد امام معصومؑ)

۳۔ حامل قرآن (یعنی، قرآن کا عالم) جو غلو سے کام نہ لے اور نہ ظلم کرے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۹۲)

جو مسلمان کا احترام کرتا ہے وہ اصل میں خدا کا احترام کرتا ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

جب کوئی تم سے ملنے آئے تو اس کی عزت کرو۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

یتیم کی عزت کرو، پڑوسی کی عزت کرو، اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کو ادب سکھاؤ۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از ابن ماجہ و ابن حنبل)

گدھے کے سوا کوئی عزت کرنے کو نہیں ٹھکراتا۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

تقویٰ جیسی کوئی عزت نہیں۔ (حضرت علیؑ ۔ از نہج البلاغہ)

خدا کی شکایت اس کی مخلوق سے نہ کیا کرو گے تو سب سے زیادہ عزت والے بن جاؤ گے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

اگر تم نے کسی دوسرے کی عزت کی تو گویا تم نے خود اپنی عزت کی اور اپنی شان بڑھائی۔ اب کیونکہ تم نے خود اپنے ساتھ اچھائی کی ہے اس لئے اس کے شکریہ کی امید نہ رکھو۔

(حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

(یعنی صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے دوسروں کی عزت کرو۔ اس لئے نہ کرو کہ وہ تمہارا شکریہ ادا کریں)

سب سے زیادہ پاکیزہ کاروبار

سب سے پاکیزہ کاروبار ایسے تاجروں کا ہے جو بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے، جب امانت سونپی جاتی ہے تو خیانت نہیں کرتے، جب وعدے کرتے ہیں تو وعدہ خلافی نہیں کرتے، جب مال خریدتے ہیں تو اس میں کوئی عیب نہیں نکالتے، جب مال بیچتے ہیں تو بڑھا چڑھا کر اس کی تو تعریف نہیں کرتے، جب مقروض ہوتے ہیں تو ادائیگی میں ٹال مٹول نہیں کرتے، جب قرض دیتے ہیں تو واپسی کے لئے سختی نہیں کرتے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

اے ایماندارو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور تجارت ایک دوسرے کی رضامندی سے کرو۔ (قرآن۔ سورۃ نساء، ۲۹)

ولایت کیا ہے؟

ولایت (حکومت) دو طرح کی ہوتی ہے۔

۱۔ عادل حکمرانوں کی ولایت۔ ان کو خدا نے حکومت کرنے کا حق عطا فرمایا ہے۔ اس طرح جو عادل حکمران ہوں ان کی طرف سے دی ہوئی حکومت یا عہدہ اسی ولایت میں شامل ہے۔

(**نوٹ:** دوسرے جابر ظالم حکمرانوں کی ولایت (حکومت) اور ان کے مقرر کئے ہوئے افسروں کی ولایت۔ یہ ناجائز ولایت ہے مگر عادل حکمرانوں کی حکومت جائز ہے۔ ان کے حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ عادل حکمرانوں کے سوا حکمرانی کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ عادل حکمرانوں کے ساتھ کام کرنا، ان کی مدد کرنا، ان کو قوت دینا، ان سے کاروبار کرنا جائز ہے۔ کیونکہ عادل حکمرانوں کی حکومت میں عدل کو زندگی ملتی ہے۔ ظلم و جور، فتنہ و فساد کی جڑ کٹتی ہے۔ اس لئے عادل حکمرانوں کی اطاعت خدا کی اطاعت شمار ہوگی۔ اس کے برعکس ظالم جابر حکمرانوں اور ان کے مقرر کئے ہوئے افسروں کے ساتھ کام کرنا، ان کے ساتھ کاروبار کرنا حرام اور خدا سے سزا پانا ہے۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ ظالم حکمرانوں کے دور میں سارے کا سارا حق مٹ جاتا ہے، باطل کو ترقی ہوتی ہے، ظلم و جور، فتنہ و فساد عام ہو جاتا ہے۔ خدا کی کتابوں کو جھٹلایا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور مومنین کو قتل کیا جاتا

ہے۔ مسجدیں تباہ اور خدا کی شریعت اور رسول کی سنت کو بدلا جاتا ہے۔ اس لئے ان کی مدد اور ان کے ساتھ کاروبار حرام ہے۔ سوا مجبوری میں جس طرح مجبوری میں مردار جائز ہو جاتا ہے۔) (آیت اللہ محمد رے شہری)

ہاتھ کی کمائی

ہاتھ کی محنت سے بڑھ کر نیک خوراک کوئی نہیں کھاتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھوں کی محنت سے کماتے تھے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

اللہ کو سب سے زیادہ پسند وہ غذا ہے جو ہاتھ کی کمائی سے حاصل ہو۔ جو دن بھر کام کر کے تھک کر سوتا ہے خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

سب سے بہتر کمائی ہاتھ کی کمائی اور جائز تجارت ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

خدا اس کو پسند کرتا ہے جو کما کر کھاتا ہے، اس کو پسند نہیں کرتا جو بغیر محنت کے بغیر کمائے کھاتا ہے۔ (وحی بر داؤد علیہ السلام۔ از تنبیہ الخواطر)

میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو کاروبار کرتے دیکھا جبکہ شدید گرمی تھی تو سوچا کہ ان کو آج نصیحت کروں۔ وہ اس وقت پسینے میں گیلے تھے۔ میں نے کہا آپ کی دنیا کی تلاش میں یہ حالت! اگر اس حال میں آپ کو موت آجائے تو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے؟ امامؑ نے فرمایا "اگر مجھے اس حالت میں موت آجائے کہ میں حلال روزی کما رہا ہوں تو مجھے خدا کی اطاعت میں موت آئے گی۔ خطرہ تو اس وقت تھا کہ اگر میری موت خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے آتی"۔ میں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے۔ میں تو آپ کو نصیحت کرنا چاہتا تھا۔ الٹا آپ نے مجھے نصیحت فرمادی (حقیقت سمجھادی)

(محمد ابن مکندر عظیم صوفی کو امام جعفر صادق علیہ السلام کا جواب۔ از تہذیب الاحکام۔ خطبہ، ۶)

میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے اس حال میں دیکھے کہ میں اپنے ہاتھوں سے کما رہا ہوں۔ وہ بھی جان کو خطرے میں ڈال کر حلال کما رہا ہوں۔ (امام صادقؑ۔ از من لا یحضرہ الفقیہ۔ جلد، ۳)

حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے ایک ہزار غلام آزاد کئے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از تہذیب الاحکام۔ جلد، ۶)

سُستی اور کاہلی

سُست آدمی اپنی دنیا اور دین دونوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

(امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

جو دنیوی کاموں میں سست ہوتا ہے وہ آخرت کے کاموں میں بھی سستی کرتا ہے۔

(امام محمد باقرؑ۔ از فروع کافی۔ جلد، ۵)

جب ثواب خدا سے ملنا لازمی ہے تو پھر سستی کیوں؟ سست آدمی سے مدد نہ مانگو اور کمزور سے مشورہ نہ مانگو۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از فروع کافی۔ جلد، ۵)

اپنے کاموں میں سست آدمی پر بھروسہ نہ کرو۔ جو ہمیشہ سست رہتا ہے، اس کی آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں۔ (حضرت علیؑ۔ از مستدرک۔ جلد، ۲)

سستی (اچھے) اعمال کی دشمن اور آخرت کھو دیتی ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از مستدرک الوسائل۔ جلد، ۲)

اگر تنگدل بن جاؤ گے تو حق بات پر صبر نہ کر سکو گے اور اگر سست ہو جاؤ گے تو کسی کا کوئی حق ادا نہ کر سکو گے۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۳)

سستی سے بچو اور تنگدل نہ بنو۔ کیونکہ یہ دونوں دنیا اور آخرت کے فائدوں کے حصوں سے تم کو محروم کر دیں گے۔ (امام موسیٰ کاظمؑ۔ از کافی۔ جلد، ۵)

جو سستی کرتا ہے وہ خود اپنے حقوق کو بھی برباد کر دیتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۳)

اعمال کے انجام دینے میں دیر کرنا ہی سستی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

مالک ہمیں سستی سے بچا اور ہمیں ان لوگوں میں شامل کر دے جن سے تو اپنے دین کی مدد کا کام لیتا ہے۔ (امام علی رضاؑ۔ از بحار۔ جلد، ۹۵)

کفر یعنی ابدی حقیقتوں کا انکار

جن لوگوں نے کفر (انکار حق) کو اختیار کیا ان کے سرپرست شیطان ہیں جو ان کو (ایمان کی) روشنی سے نکال کر کفر کے اندھیروں میں ڈال دیتے ہیں۔ (قرآن۔ سورۃ نور، ۳۹)

اگر تم نے ناشکری (کفر نعمت) کیا تو پھر خدا تم سے بالکل بے پرواہ ہے (کیونکہ) وہ

اپنے بندوں سے ناشکری کو پسند بھی نہیں کرتا۔ (قرآن۔سورۃ زمر، ۷)

کفر (یعنی خدا کا یا خدا کے حکم کا انکار) شرک سے بھی زیادہ سخت بُرا ہے کیونکہ جو شخص خدا کی مرضی پر اپنی مرضی کو ترجیح دیتا ہے، وہ خدا کی اطاعت کا منکر ہو کر بڑے بڑے گناہوں پر ڈٹ جاتا ہے، وہی کافر ہے۔ (امام محمد باقرؑ۔از کافی۔جلد،۲)

کفر شرک سے بھی پہلے سے ہے۔ اسی لئے سب سے پہلے ابلیس نے کفر (انکار) کیا جبکہ اس وقت شرک نہ تھا۔ پھر بعد میں شیطان نے غیر خدا کی عبادت کرنے کے لئے لوگوں کو بلایا۔ اس طرح شرک شروع ہوا۔ (امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد،۷۲)

کافر کب کافر بنتا ہے؟

خدا نے ہم پر کچھ فریضے مقرر کئے ہیں جو ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دے گا، وہ کافر ہے۔ (امام صادقؑ۔از کافی۔جلد،۲)

جو اللہ رسولؐ کے بارے میں شک کرے، وہ کافر ہے۔ (امام صادقؑ۔از کافی۔جلد،۲)

اگر لوگ کسی چیز کو نہ جانتے ہوں اور اسی پر رکے رہیں اور انکار نہ کریں تو کافر نہیں ہوں گے۔ (امام صادقؑ۔از کافی۔جلد،۲)

دنیا کافر کے لئے جنت ہوتی ہے اور اس کی ساری کوششیں دنیا کے لئے ہوتی ہیں۔ موت اس کی بدبختی اور جہنم اس کی منزل ہوتی ہے۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

کافر کی زندگی کا اصل مقصد اپنی خواہشات کی تسکین ہوتا ہے، اسی لئے کافر جاہل، فاسق و فاجر ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

کفر کی ستون اور بنیادیں

کفر کی چار بنیادیں ہیں۔

۱۔ فسق (یعنی خدا کے حکم کو توڑنا)

۲۔ فجور (بڑے بڑے گناہ کرنا)

۳۔ خدا رسولؐ سے سرکشی

۴۔ خدا رسولؐ پر شک (حضرت علیؑ۔از شرح ابی الحدید۔جلد،۶۔نہج البلاغہ۔حکمت،۳۱)

کفر و نافرمانی کی تین بنیادیں (وجوہات) ہیں۔

۱۔ حرص

۲۔ تکبر

۳۔ حسد

حرص نے آدمؑ کو وہ پھل کھلایا جس سے روکا گیا تھا۔ تکبر نے شیطان کو آدمؑ کو سجدہ کرنے سے روکا جبکہ اس کا حکم خدا نے دیا تھا۔ حسد کا کارنامہ یہ ہے کہ قابیل نے اپنے سگے بھائی ہابیل کو ناحق قتل کیا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد،۷۲)

کفارہ (گناہ ختم کردینے والے کام)

تین چیزیں گناہوں کا کفارہ ہیں۔

۱۔ اسلام (یعنی خدا کی مکمل اطاعت کرنا) نیز سلامتی اور سلام کا عام کرنا۔

۲۔ لوگوں کو کھانا کھلانا۔

۳۔ جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت اٹھ کر نماز تہجد پڑھنا۔ (رسولؐ خدا۔ بحار۔ جلد، ۷۷)

حکمرانوں کا کفارہ بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

مظلوم کی مدد کرنا اور ان کو ظلم و ستم سے بچانا، بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از شرح ابن ابی الحدید۔ جلد، ۱۸)

اپنے گھر والوں کی خدمت کرنے کو عیب نہ سمجھنا۔ یہ بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے۔ یہ خدمت خدا کے غیض و غضب کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۱۰۴)

کسی کی غیبت کی ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اُس کے گناہوں کی خدا سے معافیاں مانگو۔ جس انداز میں غیبت کی ہے اسی انداز میں اس کے لئے خدا سے معافیاں مانگو۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۹۳)

جس پر ظلم کیا ہو اور تلافی ممکن نہ ہو، اس کے لئے بھی خدا سے معافیاں مانگو۔ یہی کام اس ظلم کا کفارہ بن جائے گا۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۹۳)

موت (کی ہلکی تکلیف) بھی مومنین کے گناہوں کو ختم کردیتی ہے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد،۸۲)

ناگوار حالات میں اچھی اور مکمل طرح وضو کرنا گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔
مؤذن کے جملوں کو دہرانا یا ایک رات کا بخار بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔
صاحبانِ حکومت کے گناہوں کا کفارہ بھائیوں کی حاجتوں کو پورا کرنا ہے۔
(امام جعفر صادقؑ ۔از وسائل الشیعہ ۔جلد، ۱۵)

بدشگونی کا کفارہ خدا پر بھروسہ کرنا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از وسائل الشیعہ ۔جلد، ۱۵)
گناہوں کا اصل کفارہ شرمندگی ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از معجم)
جو علم کی تلاش میں نکلتا ہے، یہ کام اس کے پچھلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔
(رسولؐ خدا۔ از معجم و ترمذی و دارمی)
مسلمان کی بیماری یا کوئی بھی تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از معجم)

ایسا گناہ جس کا کوئی کفارہ نہیں

امامؑ سے سوال کیا گیا جو احرام کی حالت میں شکار کرے، اس کا کیا کفارہ ہے؟ فرمایا ''اس پر کفارہ نہیں بلکہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہے جن کے لئے خدا نے فرمایا ''جو ایسی حرکت کرے گا، خدا اس کو سزا دے گا۔'' (قرآن) (امام جعفر صادقؑ ۔از وسائل الشیعہ ۔جلد، ۹)
(کیونکہ احرام کی حالت میں شکار کرنا خدا سے بے ادبی کرنا اور خدا کے گھر کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے ہی ممکن ہے۔ اب جو حج پر جائے اور خدا اور خدا کے گھر کا احترام تک نہ کرے بلکہ خدا سے بدتمیزی پر اتر آئے، وہ قابل معافی نہیں ہے۔ وہ ایک سرکش، بدتمیز، بداخلاق، بدکردار، متکبر، کمینہ آدمی ہے جو اسی لائق ہے کہ اس کو سزا ضرور دی جائے)

احسان کا بدلہ احسان

جب تم کو کوئی سلام کرے (یعنی تمہاری عزت کرے اور سلامتی کی دعا دے) تو تم بھی اس کے جواب میں اس سے بہتر طریقے سے سلام کرو (اس کی زیادہ عزت کرو) یا (کم سے کم) وہی الفاظ جواب میں کہہ دو (یعنی کم سے کم اتنی عزت اور حفاظت کرنا ضروری ہے جس قدر عزت سے اس نے تمہیں سلام کیا ہے) (قرآن۔ سورۃ الرحمٰن، ۶۰)
کسی کے ساتھ بھلائی کرنا یا کسی کو فائدہ پہنچانا اس کے گلے میں طوق کی طرح ہوتا ہے

جو احسان کرنے والے پر شکریہ ادا کئے بغیر یا اس کا حق ادا کئے بغیر اتر نہیں سکتا۔

(امام موسیٰ کاظمؑ ۔از بحار۔ جلد، ۷۵)

جو تم کو فائدہ پہنچائے تو اگر ممکن ہو تو ویسا ہی فائدہ اس کو پہنچاؤ۔ اور یہ ممکن نہ ہو تو اس کی تعریفیں کرو، اس طرح تم اس کی نیکی کا شکریہ ادا کر دو گے۔ لیکن اگر اس کو چھپاؤ گے تو ناشکرے، منکرِ (حق) سمجھ جاؤ گے۔ (جناب رسولؐ خدا۔از کنز العمال)

اگر برابر کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو خدا سے اس کے لئے دعا مانگو۔ اتنی دعا مانگو کہ تم کو یقین ہو جائے کہ تم نے بدلہ چکا دیا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۵)

جس نے تمہاری نیکی کا شکریہ ادا کیا اس نے تمہیں اس سے زیادہ دیا جتنا تم نے اس کو دیا تھا۔ (حضرت علیؑ ۔از غرر الحکم)

نیکی کا بدلہ یہ نہیں ہے کہ جتنی نیکی اس نے کی ہے تم صرف اس کی برابر نیکی اس کے ساتھ کرو بلکہ اس سے بڑھ کر کرو۔ اگر تم نے اس کے برابر نیکی کی تو پھر فضیلت اس کے لئے ہوگی جس نے پہلے نیکی کی تھی۔ (امام موسیٰ کاظمؑ ۔از بحار، ۷۸)

(اس لئے کہ اس نے نیکی کرنے میں پہل کی تھی۔ اس لئے وہ تم سے افضل رہا)

جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ صرف اتنی بُرائی کرو جتنی اس نے کی ہے۔ لیکن اگر صبر کرو گے تو صبر کرنے والوں کے لئے (۱) بہتری ہی بہتری ہے (اجر عظیم پاؤ گے) (۲) پھر خدا بھی مظلوم کی مدد کرے گا۔ کیونکہ خدا نے فرمایا "مگر جو معاف کر دے اور جھگڑے کی اصلاح کر دے، اس کا ثواب خدا کے ذمہ واجب ہے۔ ہاں جس پر ظلم ہوا ہو، اگر وہ اس کے بعد ظالم سے انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے۔ الزام ان پر ہوگا جو ظلم کرتے ہیں، ان ہی لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اگر صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو بیشک یہ بڑے حوصلے کا کام ہے۔" (قرآن۔ سورۃ شوریٰ، ۴۳-۴۴)

جو تمہاری عزت کرے تم بھی اس کی عزت کرو۔ مگر جو تمہاری توہین کرے تو اس کے بجائے تم خود اپنا احترام کرو۔ (امام جعفر صادقؑ ۔از بحار۔ جلد، ۷۸)

(یعنی جو تم کو ذلیل کرے تم اس کو اگر ذلیل کرو گے تو وہ تم کو اور زیادہ ذلیل کرے گا۔ اس لئے تم اپنا احترام اس طرح کرو کہ اس کو ذلیل کرنے کے بجائے اس کو دل میں معاف کر دو اور اس سے منہ پھیر لو۔ اس طرح معاف کرنے پر خدا تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

تمہارے صبر کرنے پر خدا بے حد و بے حساب اجر تم کو عطا کرے گا اور منہ پھیر لینے پر تم خدا کی اطاعت کرو گے۔ اس لئے کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ "جاہلوں سے منہ پھیر لو۔" (قرآن)

اس طرح منہ پھیر لینے پر بھی خدا کا اجر پاؤ گے اور اس طرح ممکن ہے کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔

(ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا
ہو وہ کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہا
جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا)

انتقام لینے میں جلدی کرنا بہت بڑا گناہ ہے

(کیونکہ جب کسی پر ظلم ہوتا ہے تو وہ بے حد غصے میں ہوتا ہے۔ اگر وہ فوراً انتقام لے گا تو ضرور حد سے بڑھ جائے گا یعنی مظلوم تھا مگر اب وہ خود ظالم بن جائے گا اور ظالم پر خدا کی لعنتیں ہیں۔ (قرآن)

بُرے طریقے سے انتقام لینا

سزا دینا کمینہ ہونے کی دلیل ہے۔ حاکموں کا بدترین عمل انتقام لینا ہوتا ہے۔ غصہ کے وقت صبر کرنا انتقام لینے کی طاقت سے کہیں زیادہ طاقتور عمل ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

جو کسی قصوروار سے انتقام لیتا ہے، وہ اپنی فضیلت ضائع کرتا ہے اور آخرت کے عظیم ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔ (حضرت علیؑ ۔ از غرر الحکم)

حدیث قدسی: (خدا نے فرمایا) جب تم پر ظلم کیا جائے تو تم یہ بات پسند کرو کہ اس کا بدلہ میں خود لوں۔ کیونکہ میری طرف سے بدلہ لیا جانا زیادہ بہتر اور سخت ہوگا، (تمہارے بدلہ لئے جانے سے) (توراۃ کی آیت ۔ بیان امام جعفر صادقؑ ۔ از کافی ۔ جلد ۲)

نیکی کا بُرائی سے بدلہ دینا

کمینوں کی عادت ہے۔ سب سے بُرا آدمی وہ ہے جو اچھائی کا بدلہ بُرائی سے دے۔

اس کی مردانگی اور مروت ختم ہو جاتی ہے۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

بُرائی کا بدلہ اچھائی سے دینا ایمان کے کمال کی دلیل ہے۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

(کیونکہ یہ کام صرف اور صرف وہی کر سکتا ہے جو خدا کو واقعی دل سے مانتا ہو کہ خدا ضرور مجھے اتنے سخت عمل اور صبر کا بہت اعلیٰ بدلہ دے گا اور مجھ سے راضی ہوگا)

جیسی کرنی ویسی بھرنی

جو دوسروں کے راز سب کو بتاتا پھرے گا اس کے اپنے گھر والوں کے عیب ظاہر ہوں گے۔ جو بغاوت کے لئے تلوار چلائے گا، وہ اسی تلوار سے مارا جائے گا۔ جو اپنے بھائی کے لئے (دھوکے فریب) کا کنواں کھودے گا، وہ خود اس میں گرے گا۔ جو احمقوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا، وہ ذلیل ہوگا۔ جو علماء کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا، وہ باعزت اور باوقار ہوگا۔ جو بُرائی کے گندے مقامات پر جائے گا، وہ تہمتوں اور بدنامیوں کا شکار ہوگا۔

(امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد، ۷۸)

تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کرے گی۔ تم دوسری عورتوں کی عزت بچاؤ، تمہاری اپنی عورتوں کی عزت بچے گی۔ جو تقویٰ کا درخت کاشت کرے گا، اس کو نیک آرزوؤں کا پھل ملے گا۔ (امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد، ۷۸)

ظلم پر مبنی فیصلے نہ کرو ورنہ تمہارے لئے ظلم پر مبنی فیصلے کئے جائیں گے۔ جس ترازو کے ساتھ تم دوسروں کو تولو گے، اسی ترازوں میں تم کو تولا جائے گا۔ جس قسم کے فیصلے تم دوسروں کے لئے کرو گے، اسی قسم کے فیصلے وہ تمہارے لئے کریں گے۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

(۔ اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں)

تکلیف شرعی

خدا نے بندوں کو خود مختار بنا کر فرائض فرض کئے ہیں اور اپنی سزاؤں سے ڈرا کر بُرے کاموں سے روکا ہے۔ مگر خدا نے آسان تکلیف دی ہے۔ سخت مشکلات میں نہیں ڈالا ہے۔ پھر تھوڑی سی تکلیف پر بہت زیادہ اجر دیا ہے۔ خدا کی کوئی نافرمانی اس لئے نہیں کر سکتا کہ اس نے خدا کو مجبور کر دیا ہے۔ خدا نے پیغمبروںؑ کو تفریحاً نہیں بھیجا ہے نہ اس پوری کائنات کو

بے مقصد بنایا ہے۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو ابدی حقیقتوں کے انکاری (کافر) ہیں۔ پس ان پر افسوس ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا اور عذاب جہنم کا انکار کیا۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

میری امت سے غلطی، بھول چوک اور زبردستی سے کرائے جانے والے کاموں (کی سزا) کو اٹھالیا گیا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے (یعنی ان کا گناہ نہیں لکھا جاتا)

۱۔ پاگل جب تک وہ ٹھیک نہ ہوجائے۔

۲۔ سویا ہوا جب تک جاگ نہ جائے۔

۳۔ نابالغ بچہ جب تک اس کو احتلام نہ آئے (عورتوں کو ماہواری نہ آئے)

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

خداوند عالم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اب اگر اس نے اچھا کام کیا تو اپنے ہی فائدے کے لئے کیا اور اگر بُرا کام کیا تو اس کی سزا وہ خود اٹھائے گا۔

(قرآن۔ سورۃ انعام، ۱۵۲)

کلام..... بات کرنا

انسان پر تعجب ہے کہ وہ چربی سے دیکھتا ہے اور گوشت کے چھوٹے سے ٹکڑے سے بولتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

انسان کی دو فضیلتیں ہیں۔

۱۔ عقل

۲۔ بات کرنا

عقل استعمال کر کے وہ خود علم حاصل کرتا ہے اور بولنے کے ذریعہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ (دوسروں کو علم سکھاتا ہے) (حضرت علیؑ۔ از غررالحکم)

حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ خدا نے سب سے اچھی چیز کیا پیدا کی؟ فرمایا کلام (بات کرنے کی صلاحیت) پوچھا گیا خدا نے بدترین چیز کیا پیدا کی؟ فرمایا ”کلام۔ کلام ہی کے ذریعہ لوگوں کے چہرے خوشی سے سرخ و سپید ہوجاتے ہیں اور کلام ہی کے ذریعہ منہ کالے ہوجاتے ہیں۔“ (لوگوں کو بدنام ذلیل کردیا جاتا ہے) (تحف العقول)

کبھی انسان ایسی اچھی بات بول دیتا ہے

کہ جو اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتی تو خدا اس سے اتنا راضی اور خوش ہو جاتا ہے کہ قیامت تک کے لئے اس کے لئے اپنی رضامندی کو لکھ دیتا ہے۔

اور کبھی انسان ایسی بُری بات (جان کر) بول دیتا ہے کہ خدا قیامت تک کے لئے اس کے لئے اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از الترغیب)

(معلوم ہوا کہ ہمیں بولنے سے پہلے بہت سوچنا چاہئے کہ ہم کوئی ایسی بات نہ بول دیں کہ خدا ہم سے ناراض ہو جائے)

عورت کی خوبصورتی اس کے چہرے میں ہے اور مرد کی خوبصورتی اس کے کلام میں ہے۔ بہت سی باتیں تلواروں کی طرح تیز ہوتی ہیں اور بڑے بڑے زخم لگاتی ہیں جو تیر سے بھی زیادہ کام کرتی ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

بیہودہ گندی باتیں کبھی نہ کرو۔ ورنہ کمینے لوگ تمہارے پاس جمع ہو جائیں گے اور شریف لوگ تم سے نفرت کریں گے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

گندی باتوں سے دلوں میں بغض عداوت نفرت پیدا ہوتی ہے

اور اس کا جواب بھی بُرا ہی ملتا ہے۔ جو بُری باتیں کرتا ہے اس کو بُرا بھلا کہنے والے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ بُری باتیں کرنا کمینوں کی خاص پہچان اور عادت ہے۔ بُری بات انسان کے وقار اور عزت کو داغ دار کرتی ہے۔ دوستی اور محبت کو بگاڑ دیتی ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

قیامت میں اس شخص کے گناہ سب سے زیادہ ہوں گے

جس نے بے معنی، بے مقصد باتیں زیادہ کی ہوں گی۔ فضول باتوں سے تمہارے عیب ظاہر ہوں گے۔ پڑھا لکھا آدمی فضول باتیں نہیں کرتا۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

اولادِ آدم کی کوئی بات فائدہ مند نہیں

سوا امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از الترغیب)
کبھی کوئی شخص جنت سے بالکل قریب ہو جاتا ہے مگر پھر وہ ایسی کوئی بُری بات کہہ دیتا ہے کہ جنت سے بے حد دور ہو جاتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از الترغیب)
لغو، گندگی، بے کار باتیں دشمنی کی آگ بھڑکاتی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)
زیادہ باتیں نہ کرو۔ اس سے غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں اور لوگ اکتا جاتے ہیں۔ جو زیادہ باتیں کرتا ہے، وہ بکواس کرتا ہے اور جو غور و فکر سے کام لیتا ہے، وہ عقلمندی حاصل کرتا ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از شرح ابن ابی الحدید)

خدا کے ذکر کے سوا زیادہ باتیں نہ کرو

ورنہ دل سخت ہو جاتے ہیں پھر وہ کوئی بات نہیں مانتے۔
(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۱)
سب سے آباد دل نیک اور خاموش لوگوں کے ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ ویران دل بے مقصد بے معنی فضول باتیں کرنے والوں کے ہوتے ہیں۔
(حدیث قدسی بر موقع معراج۔ از رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۷)

کم بولنا

اسلام کا حسن کم بولنے میں ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از مسند احمد ابن حنبل)
جو کم بولے گا اس کے عیب چھپے رہیں گے، ملامتیں گالیاں بھی کم پڑیں گی۔
(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جب عقل کامل ہوتی ہے

تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)
جب خدا کسی کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کو کم بولنے، کم کھانے اور کم سونے کی توفیق دیتا ہے۔ کم بولنا عیبوں کو چھپاتا ہے اور گناہوں کو گھٹاتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

کبھی کبھی کوئی بُری بات بڑی بڑی نعمتوں کو چھنوا دیتی ہے۔ جب تک بات نہیں کی، وہ راز تمہاری قید میں ہے۔ جہاں بات کہہ دی تو اب تم اس کے قیدی ہو گئے۔
(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

بُرائی سے حفاظت

اس کے بند کرنے سے ہوتی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)
تمہارا بولنا تمہارا عمل ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کرو جو تمہیں خدا سے قریب کر دیں۔ اس لئے فائدہ مند بات کے سوا کچھ نہ بولو۔ (الحدیث)

جو اپنی باتیں کرنے کو اپنے عمل میں شامل نہیں سمجھتا

اس کے گناہ زیادہ اور سزا سامنے ہوتی ہے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)
کلام دوا کی طرح ہے کہ اگر کم استعمال ہو تو فائدہ پہنچاتا ہے اور اگر زیادہ ہو جائے تو نقصان۔ جب جواب زیادہ دیئے جائیں تو حقیقت گم ہو جاتی ہے۔ اسی لئے عقلمند صرف ضرورت بھر بات کرتا ہے، وہ بھی دلیل کے ساتھ۔ ضرورت سے زیادہ بات کرنا بکواس ہے اور ضرورت سے کم بات کرنا بات کرنے سے عاجز آنا ہے (یعنی) بات نہ کر سکنا ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

کلام بہتر ہے یا خاموشی؟

امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کلام کرنا افضل ہے یا خاموش رہنا؟ امامؑ نے فرمایا صحیح اچھا کلام سکوت سے بہتر ہے۔ پوچھا گیا کیسے؟ فرمایا اس لئے کہ خدا نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے اوصیاءؑ کو خاموش رہنے کے لئے نہیں بلکہ کلام پہنچانے کے لئے بھیجا ہے۔ انسان جنت خاموش رہ کر کما نہیں سکتا اور نہ خاموش رہ کر جہنم سے بچ سکتا ہے۔ یہ سب چیزیں کلام ہی سے ممکن ہیں (بشرطیکہ کلام صحیح اور برمحل ہو۔ غلط بیہودہ بے مقصد نہ ہو)

(بحار۔ جلد، ۷۱۔ وسائل الشیعہ۔ جلد، ۸)
(ہر بات خدا سے ڈرتے ہوئے کرو، کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ صرف وہ بات کرو جو خدا کو

پسند ہو اور لوگوں کو فائدہ پہنچائے)

اچھی بات بولنے سے روح کو سکون ملتا ہے اور خاموش رہنے سے بدن کو راحت ملتی ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

بات نہ کرسکنے کی نسبت حق اور سچ بات کہنا بہتر ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

اگر بات کرنا چاندی ہے تو خاموش رہنا سونا ہے۔ (اچھی بات نہ کہہ سکے تو)
(حضرت لقمان۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

مومن جب تک خاموش ہے وہ نیک عمل لکھا جاتا ہے

جب بولتا ہے تو پھر نیک لکھا جاتا ہے یا بد۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

حکمت یا عقلمندی کی بات نہ بولنے میں بہتری نہیں ہے اور جہالت وحماقت کی بات کے بولنے میں بہتری نہیں ہے۔ مگر جس خاموشی میں غور وفکر نہ ہو، وہ غفلت ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

غور وفکر کے بغیر خاموشی گونگا پن ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

عالم کو اپنے علم پر خاموش نہیں رہنا چاہئے

اور جاہل کو بھی خاموش نہیں رہنا چاہئے۔ اس لئے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ ''تم اگر نہیں جانتے ہو تو جو قرآن کے اہل (علماء) ہیں ان سے سوال کرو۔'' (قرآن)
(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

خدا کے اولیاء (دوست) خاموش رہتے ہیں

تاکہ دل ہی دل میں خدا کو یاد کریں اور اس لئے بھی کہ وہ خدا کی تخلیقات پر غور کرتے رہتے ہیں اور اس سے سبق سیکھتے رہتے ہیں۔ جب وہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی باتیں حکمت ہوتی ہیں۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ ۶۹)

ان کی خاموشی فکر ہوتی ہے اور بولنا ذکرِ خدا ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

بہترین کلام

وہ ہے جس کا سننا ناگوار نہ ہو، جس کے سمجھنے سے دماغ تھک نہ جائے، جسے ہر آدمی سمجھ سکے، جو نہ تھکا دے اور نہ بہت کم ہو۔ مگر سب سے اچھا کلام خدا کا کلام ہے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از نسائی، ابن ماجہ)

مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بخاری و مسلم)

امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا جامع کلام کیا ہے؟ فرمایا ''قرآن''۔ (بحار۔ جلد، ۹۴)

کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟

فرمایا ''کھانا کھلانا اور پاک پاکیزہ (اچھا صاف) کلام کرنا۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

تین چیزیں نیکی کا دروازہ ہیں۔

۱۔ دل کا سخی ہونا

۲۔ پاک اچھی بات کرنا

۳۔ مصیبتوں پر صبر کرنا (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

جنت میں ایسے اونچے محلات ہوں گے جو چمکدار شیشے کے بنے ہوں گے کہ اندر تک نظر آئیں گے۔ ان میں وہ لوگ رہیں گے۔

۱۔ جن کی باتیں پاک صاف (گناہوں سے پاک) ہوں گی۔

۲۔ وہ کھانا کھلاتے ہوں گے۔

۳۔ اسلام اور سلامتی کو عام کرتے ہوں گے (سب کی عزت کرتے ہوں گے)

۵۔ جب سب سوتے ہوں تو رات کو وہ نماز پڑھتے ہوں گے۔
(مراد نمازِ عشاء، نوافل اور نماز تہجد وغیرہ)

۴۔ اور روزے رکھتے ہوں گے۔ (رسولؐ خدا۔ از معانی الاخبار)

خوبصورت عقلمندی کی بات مال کو بڑھاتی ہے۔ رزق میں برکت اور موت کو دیر میں لاتی ہے۔ لوگ محبت کرتے ہیں اور اس کا انجام جنت ہے۔ (امام زین العابدینؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

اچھی اچھی باتیں کرو، اس سے تم پہچانے جاؤ گے

اور اچھے اچھے کام کرو اس سے تم اہل خیر (اچھائی کے اہل) بن جاؤ گے۔ اچھی بات کرو، اچھا جواب پاؤ گے۔ بُری باتوں کا جواب بُرا ملے گا۔ جس کی باتیں اچھی ہوتی ہیں فتح اس کے آگے آگے ہوتی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

بولنے اور کام کرنے میں اپنے آپ کو چھٹی نہ دو (کہ بلا سمجھے جو چاہو بولنے لگو اور جو چاہو کرنے لگو) اپنی زبان کو صرف اچھی باتوں کا عادی بناؤ اس طرح بُرا بھلا سننے سے بچو گے۔ اپنی زبان کو سلام کرنے، دوسروں کا احترام کرنے اور نرم نرم باتیں کرنے کا عادی بناؤ۔ اس سے دوست بڑھیں گے اور دشمن گھٹیں گے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

باتیں تین قسم کی ہیں

۱۔ نفع پانے والا وہ کلام ہے جو خدا کا ذکر کرے۔

۲۔ سالم اور تندرست کلام وہ ہے جو اللہ کو پسند ہو۔

۳۔ لاغر بیمار کلام وہ ہے جو لوگوں کے بارے میں ہو۔

(بُرائی، غیبت، جھوٹ یا تہمت کے ساتھ) (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۱)

بدترین کلام وہ ہے جس میں ایک دوسرے کے عیب بیان کئے جائیں۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

بولتی زبان سے زبان حال (یعنی ظاہری کیفیت) کی زبان زیادہ سچی ہوتی ہے (یعنی وہ حالات جو دکھائی دے رہے ہیں) وہ بولتی زبان سے زیادہ سچے ہوتے ہیں۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جس کو صرف اپنی باتیں اچھی لگیں، اس کی عقل ڈوب چکی ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

کمال

عقلمند کمال کا طالب ہوتا ہے اور جاہل مال کا طلبگار۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

دین کے اصول (کمال) چار باتوں میں ہے۔

۱۔ نماز کی پابندی میں

۲۔ بڑے بڑے گناہوں سے بچے رہنے میں۔

۳۔ خدا کے قانونِ فقہ کا علم حاصل کرنے میں۔

۴۔ اور (نفل) عبادات کو بھی اپنا لیا جائے تو پھر کیا ہی کہنا۔

(پہلی دو باتیں واجب ہیں۔ آخری دو باتیں مستحب) (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۸)

کامل ترین انسان؟

کامل ترین وہ ہے جو

۱۔ اپنی غلطیوں خرابیوں کو خوب جانتا ہے

۲۔ اور وہ اپنی بُری خواہشات، حرص و لالچ کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے

۳۔ خود کو ناقص سمجھتا ہے جبکہ درجہ کمال پر ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ غررالحکم)

کمال کا حصول؟

انسان چھ باتوں کی وجہ سے کامل ہو جاتا ہے۔ (۱۔۲) دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے یعنی دل اور زبان کی وجہ سے۔ (۳۔۴) دو بڑی چیزوں کی وجہ سے کامل ہوتا ہے وہ ہے عقل اور ہمت۔ (۴۔۵) دو اور چیزیں یعنی مال اور جمال۔ (حضرت علیؑ۔ از معانی الاخبار)

(مال جمال بھی اس کو مکمل کرتے ہیں خاص طور پر اگر مال اور جمال کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرے)

انسان کی خوبصورتی؟

حق اور سچ بولنے میں ہے اور ہر نقصان کا علاج تقویٰ اور اچھے اخلاق پیدا کرنے میں ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۷۰)

مکمل کمال (کامیابی)؟

۱۔ دین میں غوروفکر کے بعد دین کی گہری سمجھ حاصل کرنے میں ہے۔

۲۔ مصیبتوں پر صبر کرنے میں ہے۔

۳۔ اور اپنی معاشی قوت کو صحیح اندازوں، منصوبوں اور کوششوں سے ٹھیک رکھنے میں ہے۔ (امام محمد باقرؑ۔از بحار۔جلد،۷۸)

تین چیزیں انسان کو کامل کردیتی ہیں

۱۔ مصیبتوں پر صبر کرنا۔

۲۔ ہر موقع پر بُرائی سے بچنا۔

۳۔ ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرنا۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

عقل کے ذریعے ہم نفس کو کامل کرسکتے ہیں اور اپنی بُری خواہشات سے بچ کر ہم اپنے نفس کی اصلاح کرسکتے ہیں۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

(اس کو جہاد بالنفس کہتے ہیں جو سب سے افضل جہاد ہے)

کامل انسان کی صفات

جس آدمی کی اچھائیاں اس کی بُرائیوں سے زیادہ (غالب) ہوں وہی کامل ہوتا ہے اور ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ جس کی اچھائیاں اور بُرائیاں برابر ہوں وہ ایک منزل پر رکا ہوا ہوتا ہے اور جس کی بُرائیاں اس کی اچھائیوں سے زیادہ ہوں وہ ہلاک و برباد ہوا۔

(حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

کامل وہ ہے جو عقل کے ذریعہ اپنی خواہشات کو قابو کیے رہتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

تین صفات جس کو خدا دے دے وہ کامل ہے۔

۱۔عقل ۲۔جمال ۳۔فصاحت (امام جعفر صادقؑ۔از بحار۔جلد،۷۸)

عقلمند سمجھداری؟

سمجھدار وہ ہوتا ہے جو اپنی خرابیوں اچھائیوں کو خوب جانتا ہے اور اپنے نیک کاموں کو صرف اور صرف اللہ کے لئے خالص کر کے انجام دیتا ہے۔
(یعنی صرف خدا سے اجر لینے یا صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے نیک کام کرتا ہے)

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

عقلمند وہ ہوتا ہے جس کا آج کا دن کل سے بہتر ہو اور بُری باتوں سے خود کو بچائے رکھے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

عقلمند دوسروں سے بے خبر ہو کر صرف اپنے نفس سے مطالبہ کرتا ہے کہ تو نیک کام کر اور اچھی باتیں اپنا۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

عقلمند وہ ہے جو

۱۔ اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔

۲۔ اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے کام کرے۔

(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۹)

عقلمند کی دوستی حق کے ساتھ اور دشمنی باطل کے ساتھ ہوتی ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

عقلمند وہ ہوتا ہے جو بُرا کام کرے تو خدا سے شرمندہ ہو کر معافیاں مانگے اور اپنی اصلاح کرے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

صحیح معنی میں سمجھدار

وہ ہے جو اپنی آخرت کے لئے سوچتا اور کام کرتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

صحیح معنی میں عقلمندی

۱۔ خدا کے خوف سے حرام سے بچنا۔ اور

۲۔ اپنی آخرت کے لئے اپنی اصلاح کرنا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

ایسے عقلمندوں کا سونا اور روزہ نہ رکھنا بھی قابل تعریف ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ حکمت، ۱۴۵)

بہت زیادہ عقلمند وہ ہوتا ہے جو موت کو بہت زیادہ یاد رکھتا ہے اور اس کے لئے سب سے زیادہ تیاریاں کرتا رہتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

سب سے زیادہ عقلمند

وہ ہے جو جان لے کہ ہدایت کیا ہے اور گمراہی کیا ہے؟ پھر ہدایت کی طرف چل پڑے۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

(عقل کا اصل مقصدِ تخلیق یہی ہے کہ خدا کو پہچان کر اس کی اطاعت کرے)

بڑا عقلمند

وہ ہے جو دنیاداروں سے دور اور مایوس ہو کر خاموش رہے اور بُرائیوں سے دوری اختیار کر کے اور حرص و طمع سے دور رہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

افضل ترین انسان

وہ ہے جو نرم دل نرم مزاج (نرم کلام) ہو اور سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو حق پر زیادہ صبر کرے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(یعنی حق کی خاطر تکلیفیں برداشت کرے)

کمینگی؟

۱۔ مال کی شدید محبت۔
۲۔ اپنی تعریف سننے کو سب سے زیادہ اہمیت دینا کمینہ پن ہے۔
۳۔ بداخلاقی کمینگی ہے۔
۴۔ عہد و پیمان توڑنا بھی کمینگی ہے۔
۵۔ پڑوسیوں سے بُرا سلوک بھی کمینگی ہے۔

۶۔ نیک لوگوں کی غیبت کرنا۔
۷۔ دنیا کی حرص۔
۸۔ اور کنجوسی۔ یہ سب باتیں کمینگی کی بڑی بڑی علامتیں ہیں۔
(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)
۹۔ سخاوت کا کم ہونا اور فحش باتیں کرنا بھی کمینگی ہے۔ (امام حسنؑ۔ از تحف العقول)

کمینہ وہ ہوتا ہے جو

۱۰۔ شریفوں کو ستاتا ہے۔
۱۱۔ اس سے نہ کسی خیر یا فائدے کی امید رکھی جا سکتی ہے اور نہ اس کے شر سے بچا جا سکتا ہے۔ نہ اس کی چالوں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے کیونکہ کمینہ بے حیا ہوتا ہے اور جب اس کو حکومت مل جاتی ہے تو بُرائیاں کرتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔
۱۲۔ وہ جب کسی کو دیتا ہے تو موقع ملتے ہی منہ پر مارتا ہے اور جب کسی سے لیتا ہے تو اس کا انکار کر دیتا ہے۔ کمینہ پر کبھی بھروسہ نہ کرو کیونکہ وہ وقت آنے پر ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔
۱۳۔ جو بُرے کام کرے، بداخلاق ہو اور کنجوس ہو تو سمجھ لو کہ وہ کمینہ ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

سب سے بڑا کمینہ

۱۴۔ غیبت کرنے والا، دل میں دشمنی رکھنے والا۔
۱۵۔ خود کو بچا کر بیوی کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے والا ہوتا ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)
۱۶۔ کمینے کی عادت ہوتی ہے کہ عزت دار شریفوں کو تکلیف پہنچائے۔
(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

کمینوں سے رزق طلب کرنے والا محروم رہتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

لباس

۱۔ سفید کپڑے پہنا کرو۔ یہی بہترین لباس ہے۔ اسی لئے کفن بھی سفید دیا جاتا ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، کنزالعمال)

۲۔ لباس سوتی پہنو کیونکہ یہی رسولؐ خدا کا اور ہمارا لباس ہے۔ رسولؐ خدا کسی خاص وجہ کے بغیر اونی لباس نہیں پہنا کرتے تھے۔ (حضرت علیؑ۔ از فروع کافی۔ جلد، ۶)

۳۔ اے ابوذر! سخت اور کھردرا لباس پہنا کرو تا کہ تم میں تکبر نہ پیدا ہو جائے۔
(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۷)

رسولؐ خدا زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے، غلاموں کی طرح ادب سے بیٹھتے، اپنے ہاتھ سے اپنی جوتی گانٹھتے اور اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگاتے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)
(معلوم ہوا معمولی گھر کے کام کرنا بڑی عبادت ہے۔ اس سے تکبر ختم ہو جاتا ہے)

بہترین لباس؟

ہر دور کا بہترین لباس وہ ہوتا ہے جو اس زمانے کے عام لوگ استعمال کرتے ہیں۔
(امام جعفر صادقؑ ۔ از فروع کافی۔ جلد، ۲)

خدا اور خدا کے بندوں کو خوش کرنا

حضرت امام علی رضا علیہ السلام گرمیوں میں چٹائی اور سردیوں میں قالین پر بیٹھتے۔ اور سادہ لباس پہنتے۔ مگر جب باہر لوگوں سے ملنے جاتے تو زینت کر کے (بن سج کر) جاتے۔

(بحار۔ جلد، ۳۔ بیان ابی عباد)

کسی نے پوچھا کہ آپ نرم لباس کیوں پہنتے ہیں (جبکہ رسولؐ خدا سخت لباس پہنا کرتے تھے؟) تو امام علیہ السلام نے اوپر کا لباس ہٹا کر اندر کا لباس دکھایا تو وہ اونی موٹا کھردرا تھا۔ فرمایا یہ اندر کا لباس اللہ کے خوش کرنے کے لئے ہے اور اوپر کا لباس لوگوں کو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولؐ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سخت مشکل خراب معاشی دور میں رہ رہے تھے، اس لئے وہ ایسا لباس پہنتے تھے جو اس دور کے عام غریب

آدمی پہنا کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ کی حکومت تھی۔ اب خدا کی مہربانی سے وہ شدت نہ رہی بلکہ نرمی (خوشحالی) آچکی ہے۔ اس خوشحالی سے فائدہ اٹھانے کے سب سے زیادہ مستحق خدا کے نیک بندے ہیں۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے ''اے رسولؐ! ان سے پوچھو کہ خوبصورتی (کا سامان) اور کھانے پینے کی پاک پاکیزہ (مزیدار) چیزیں جن کو خدا نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا ہے، کس نے حرام کردیں؟ (قرآن۔سورۃ اعراف)

(فروع کافی۔جلد،۲)

حرام لباس

اگر تم جنت کے زیورات اور جنت کا ریشم کا لباس پہننا چاہتے ہو تو اس کو دنیا میں ان کو استعمال نہ کرو۔ جو دنیا میں یہ چیزیں پہنے گا، وہ آخرت میں محروم رہے گا۔

(بخاری، مسلم، ابن ماجہ، کنزالعمال)

جب عورت بالغ ہوجائے

تو اس کے ان اعضاء کے سوا کوئی اور عضو بدن دکھائی نہیں دینا چاہئے۔ پھر رسولؐ خدا نے اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

(معلوم ہوا عورت کے چہرے اور ہاتھ کا پردہ نہیں) (الترغیب۔جلد،۳۔ص،۱۹۳)

جو شخص اس نیت سے کپڑے خریدے کہ اس کے ذریعہ فخر کرے گا، لوگ اس کو (احترام سے) دیکھیں گے تو خدا اس پر رحمت کی نظر نہیں کرتا۔ (رسولؐ خدا۔از کنزالعمال)

(کیونکہ لباس اترانے دکھانے کے لئے نہیں ہوتے، جسم چھپانے کے لئے ہوتے ہیں)

ضد اور ہٹ دھرمی

ضد اور ہٹ دھرمی اختیار نہ کرو۔ اس کی ابتداء جہالت سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا شرمندگی پر ہوتی ہے۔ (حضرت علیؑ۔از تحف العقول)

ضد، ہٹ دھرمی اور سخت لہجہ بُرائیوں کا مجموعہ ہے۔ (حضرت علیؑ۔از غررالحکم)

جب کوئی حق بات جو صحیح ہو سمجھ میں آجائے تو ضد یا ہٹ دھرمی نہ کرو۔ جب کام کا طریقہ واضح ہو جائے تو سستی نہ کرو۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

زبان

زبان ایسا معیار (ترازو) ہے جو عقل کا اندازہ کراتی ہے اور جہالت زبان کو غصہ دلاتی ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از تحف العقول)

انسان کے دلوں کو زبان سے زیادہ کوئی چیز قابو نہیں کر سکتی اور شیطان سے زیادہ کوئی زبان کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جب بات کرو گے تو پہچانے جاؤ گے کیونکہ آدمی اپنی زبان کے اندر چھپا ہوا ہے۔
(حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

خدا فرماتا ہے "تم انہیں ان کے بولنے کے انداز سے ضرور پہچان لو گے۔" (قرآن۔ سورۂ محمد، ۳۰) (معلوم ہوا زبان، الفاظ اور انداز کلام انسان کی پہچان ہے)

زبان عقل کی ترازو ہے اور دل کی ترجمان ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جس کی زبان میٹھی ہوتی ہے، اس کی عقل صاف ستھری ہوتی ہے۔
(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

زبان کی فصاحت اور تیزی انسان کی دولت ہے (جس سے وہ عزت، مقام، مال، دل جیت سکتا ہے) (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

زبان اچھائی بُرائی کی چابی ہے اس لئے مومن کو چاہئے کہ اس پر اسی طرح مہر لگائے (حفاظت کرے) جس طرح سونے چاندی کی حفاظت کی جاتی ہے۔
(امام محمد باقرؑ۔ از تحف العقول)

کسی کا ایمان اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل (ایمان پر) مضبوط نہ ہو جائے اور دل اس وقت تک مضبوط نہیں ہوتا جب تک زبان (ایمان پر) مضبوطی سے قائم نہ ہو جائے۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ اللہ کے سامنے اس طرح پہنچو کہ تمہارے ہاتھ مسلمان کے خون اور مال کے چھیننے سے پاک ہوں اور تمہاری زبان سے مسلمان کی عزت محفوظ ہو۔
(حضرت علیؑ۔ بحار۔ جلد، ۷۱)

سب سے زیادہ لوگ جہنم میں اپنی زبان اور جنسی اعضاء (کے غلط استعمال) کی وجہ سے جائیں گے۔ (الحدیث) نیز رسولؐ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ "بہتر اسلام اور مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ ہو۔" (الحدیث)

سارے اعضاء روز زبان سے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ "ہمارے بارے میں خدا سے ڈر۔ کیونکہ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی چلی تو ہم سیدھے نہیں رہ سکتے۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از صحیح ترمذی)

زبان کا حق یہ ہے کہ اس کو فحش گندی باتوں سے پاک رکھو۔ اچھی باتیں کرنے کا عادی بناؤ، زبان سے لوگوں کو فائدے پہنچاؤ، علم سکھا کر، اچھی باتیں سکھا کر، خوش کر کے اور زبان سے لوگوں کے بارے میں صرف اچھی باتیں کہی جائیں۔ (امام زین العابدینؑ)

انسان کی سلامتی زبان کی حفاظت میں ہے

اس لئے زبان کی حفاظت کرو اور ہر کسی پر احسان اور بخشش کرو۔ یہی انسان کا افضل ترین عمل ہے اور بڑی فضیلت ہے۔ جو اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے، خدا اس کے عیب چھپالیتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

جو اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے وہ خود اپنی حفاظت کرتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

جب تک زبان کو قابو میں نہیں رکھو گے، گناہوں سے کبھی نہ بچ سکو گے۔

(رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۸)

زبان کا لگایا ہوا زخم نیزے کے زخم سے گہرا ہوتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

زبان کے فتنے اور غلطیاں

تلواروں سے سخت ہوتے ہیں۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

ایسے قتل بہت سے ہیں جن کا خون زبانوں نے بہایا ہے (یعنی ایسی باتیں تقریریں کیں کہ لوگ قتل ہوئے) (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

انسان پر بلائیں اس کی زبان کی وجہ سے آتی ہیں۔ (رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)

زبان کاٹنے والا کتا ہے

اس کو آوارہ کھلا چھوڑا تو یہ ضرور کاٹ لے گا۔ (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)
زبان سے زیادہ کوئی چیز لمبی قید میں رکھنے کی مستحق نہیں۔ (یعنی زبان کو کم سے کم استعمال کرو) (حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۷۱)
خدا کی قسم میں نے کسی متقی پرہیزگار کو نہیں دیکھا کہ تقویٰ نے اس کو فائدہ دیا ہو جب تک اس نے اپنی زبان کو قابو میں نہ کیا ہو۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ۔ خطبہ، ۱۷۳)
انسان کی اکثر غلطیاں اور گناہ زبان سے ہوتے ہیں۔ (رسولؐ اکرم۔ المحجۃ البیضاء۔ جلد، ۵)
(اسی لئے خدا زبان کو بہت سخت عذاب دے گا) (رسولؐ خدا۔ از کافی۔ جلد، ۲)
قیامت کے دن بہت سوں کی زبانیں گدی سے کھینچی جائیں گی۔
(لوگوں کو ذلیل کرنے، دل دکھانے، تہمتیں لگانے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے)
(رسولؐ خدا۔ از احمد ابن حنبل)
خدا جس کا ذکر خیر لوگوں میں قرار دے، وہ اس کے مال سے بہتر ہے جس کے وارث اس کو بُرا بھلا کہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

لعنت کرنا

مومن کو لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)
(لعنت کے معنی یہ بددعا کرنا کہ خدا اس کو اپنی رحمتوں سے دور کرے اور عذاب دے)
(از کنز العمال)
جیسے ہی لعنت کسی کے منہ سے نکلتی ہے، وہ یہ دیکھتی ہے کہ جس پر لعنت کی گئی ہے واقعی وہ لعنت کا مستحق ہے؟ اگر ہے تو وہ اس پر جا کر ٹھہر جاتی ہے، ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (یعنی لعنت کرنے والا اپنی لعنت کا خود شکار ہو جاتا ہے)

؎ خود آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا

(یعنی خود خدا کی رحمت سے دور اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے)
لعنت کے مستحق ظالم، عہد توڑنے والے اور کافر ہیں۔ (قرآن)
خدا نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو دوسروں کو اچھائی کی تعلیم و ترغیب دیتے ہیں مگر خود

عمل نہیں کرتے۔ دوسروں کو گناہوں سے روکتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے۔ دوسروں کو گناہوں سے روکتے ہیں مگر خود نہیں رکتے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

خدا نے بھٹکانے والوں پر لعنت کی ہے۔ قوم لوط والے کام (ہم جنس پرستی) کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔ خدا کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر ذبح کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔ اصلی باپ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا باپ بنانے والے پر لعنت کی ہے۔
(جناب رسولؐ خدا۔ از احمد ابن حنبل)

اللہ نے رشوت لینے دینے والے اور ان کے درمیان واسطہ بننے والے پر لعنت کی ہے۔
(جناب رسولؐ خدا۔ از بحار۔ جلد ۱۰۴)

خدا نے والدین سے منہ پھیرنے والے، میاں بیوی میں لڑائی جدائی ڈالنے والے اور مومنین کے درمیان نفرت، حسد اور جنگ کی باتیں کرنے والے پر لعنت کی ہے۔
(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

خدا نے سات قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے

۱۔ قرآن (یا اس کے مطالب میں) اپنی طرف سے اضافے کرنے والے پر۔
۲۔ خدا کی قضا و قدر کے فیصلوں کو جھٹلانے والے پر۔
۳۔ میری (رسولؐ خدا کی) سنت اور طریقوں کی مخالفت کرنے والوں پر۔
۴۔ میری عزت (مراد میرے اہلبیتؑ) کی بے عزتی کو حلال سمجھنے والوں پر۔
۵۔ طاقت کے ذریعہ لوگوں پر حکومت کرنے والے پر۔
۶۔ ان لوگوں کو ذلیل کرنے والے پر جن کو خدا نے عزت کا مستحق قرار دیا ہے (جیسے ماں باپ، اساتذہ، علماء، نیک لوگ وغیرہ)
۷۔ مسلمانوں کا مال اپنے اوپر حلال سمجھ کر خرچ کرنے والے پر اور خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھنے والے پر خدا نے لعنت کی ہے۔
(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۵)

نجومی ملعون ہے، کاہن (جو غیب کی باتیں بتائے) ملعون ہے۔ جادوگر ملعون ہے۔ گانا گانے والی ملعونہ ہے۔ جو اسے اپنے پاس رکھے ملعون ہے۔ جو اس کی کمائی کھائے وہ ملعون ہے۔ (امام صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۱۰۳)

جو لوگ خدا رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں ان پر خدا نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے۔ ان کے لئے رسوائی کا عذاب تیار ہے اور جو لوگ پاک عورتوں پر جو بے خبر (سادہ) ہیں، زبان سے تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور ان کے لئے بہت ہی بڑا عذاب ہے۔ (قرآن۔ سورۃ ھود، ۶۰)

چار قسم کے لوگوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہی لعنت ہے

۱۔ جسے اللہ نے مرد بنایا ہے اور وہ عورتوں جیسی عادتیں اختیار کرتا ہے۔

۲۔ جسے خدا نے عورت بنایا ہے مگر وہ مردوں جیسا بننا چاہتی ہے۔

۳۔ کسی اندھے کو غلط راستے پر لگادے (یا کسی کو گمراہ کردے)

۴۔ جو عورت کی خواہش رکھنے کے باوجود کنوارا رہے۔ (رسولؐ خدا۔ از کنزالعمال)

رسولؐ خدا کی جامع دعا

خداوندا میں تجھ سے تیری قضا وقدر کے فیصلوں پر راضی رہنے کا، زندگی کے بعد موت کی خنکی (خوشی) کا اور تیرے چہرے کے دیدار کا اور تیری زیارت اور ملاقات کے شوق (کے دل میں پیدا ہونے کا) سوال کرتا ہوں۔ (جناب رسولؐ خدا۔ از محجۃ البیضا۔ جلد، ۸)

(خدا سے ملاقات کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

۱۔ نیک اعمال کے انجام دینے سے۔

۲۔ اس کی دعا کے کرنے سے۔

۳۔ اور خدا کی معرفت حاصل کرنے سے۔)

توراۃ کی خاص آیت..... اللہ کے دیدار اور ملاقات کا شوق

خداوند عالم نے فرمایا: نیک لوگوں کو میری ملاقات کا بے حد شوق ہوتا ہے۔ لیکن میں خود ان کی ملاقات کا ان سے کہیں زیادہ شوق رکھتا ہوں۔ نیز یہ کہ جو مجھے تلاش کرتا ہے، وہ مجھے پالیتا ہے، لیکن جو میرے علاوہ کسی اور (خدا) کو تلاش کرتا ہے، وہ مجھے کبھی حاصل نہیں کرپاتا۔

جب انسان خدا کو پانے کی کوشش کرتا ہے تو خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے کیونکہ خدا ہم

سے بے حد محبت کرتا ہے اور وہ یہی چاہتا ہے کہ بندہ اس کی طرف بڑھے۔
(المحجۃ البیضا۔ معانی الاخبار۔ جلد، ۸)

حضرت داؤد علیہ السلام نے خدا سے پوچھا

''تیری ملاقات کے شوقین کون لوگ ہوتے ہیں؟'' فرمایا ''وہ لوگ جن کو میں نے (گناہوں کے) میل کچیل سے پاک کردیا (ان کی معافیوں، نیک اعمال اور اپنی اصلاح کرلینے کی وجہ سے) ان کو اپنے خوف سے خبردار کردیا (ان کو اپنی بڑائی کا علم دے دیا ہے جس کیوجہ سے وہ مجھ سے ڈرتے ہیں) پھر ان کے دلوں کے اوپر پڑے ہوئے پردوں کو پھاڑ دیا جس کیوجہ سے اب وہ مجھے دیکھتے رہتے ہیں۔ (حضرت داؤدؑ۔ از المحجۃ البیضاء۔ جلد، ۸)

(آنکھ وہ آنکھ ہے جس آنکھ نے دیکھا ہے تجھے
دل وہی دل ہے کہ جس دل میں تری یاد رہے)

میری طرف اپنے دل (دماغ اور روح) کی آنکھوں سے دیکھو

اُن آنکھوں سے مت دیکھو جو سروں میں ہیں۔ (حدیث قدسی۔ از المحجۃ البیضاء۔ جلد، ۸)

اللہ کی طرف (شہید ہو کر خدا کے پاس) جانے والا تو ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا پانی تک پہنچ جائے۔ جنت نیزوں کے نیچے ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

(شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی)

(اقبالؔ)

(شہید ہو کر خدا کے پاس جانا انسان کی عظیم ترین کامیابی ہے۔)

میں اللہ کے پاس پہنچنے کا شوقین ہوں۔ میں اس کے ثواب کو حاصل کرنے کے لئے اپنی امید کے دامن کو پھیلائے ہوئے انتظار کر رہا ہوں۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

(ے ہم ہیں پیاسے شربت دیدار کے)

خدا فرماتا ہے کہ ہم مرنے والے کے بے حد قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں پاتے۔
(قرآن۔ سورۃ واقعہ)

(شاعر نے کہا

وہ آئے دمِ نزع پالیں پہ جب
اجل بھی کھڑی کی کھڑی رہ گئی

نزع میں یار ہے مہماں میرا
دم نکلتا ہے کہ ارماں میرا؟

ریاض نزع کیسی؟ موت کیسی؟ اب مرے دشمن مریں
پاس آبیٹھے ہیں وہ باتیں بنانے کے لئے

مرگِ مومن چست؟ ہجرت سوئے دوست
ترکِ دنیا اختیارِ کوئے دوست

جس کی تمام امیدوں آرزوؤں کا مرکز اللہ ہو

یعنی جو اپنی تمام امیدیں صرف اور صرف اللہ سے باندھے رہے، وہ اپنی تمام آرزوؤں کو حاصل کر لیتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(چاہے دنیا میں ورنہ آخرت میں اس کی تمام آرزوئیں لازماً پوری ہوں گی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے "جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو پھر اللہ خود اس کے لئے خود کافی ہوجاتا ہے۔" (القرآن))

جو خدا کے علاوہ کسی اور سے امیدیں باندھتا ہے، اس کی تمام آرزوؤں پر پانی پھر جاتا ہے۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(بتوں سے تجھ کو امیدی، خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟) (اقبالؒ)

سب سے زیادہ اعلیٰ لذت

خدا کو پہچاننے اور اس کے عزت والے چہرے کی زیارت کرنے میں ہے۔
(الف کتاب المحجۃ البیضاء۔ ص، ۲۷)

(ہم ہیں پیاسے شربت دیدار کے)

اے داؤدؑ! میں نے ان لوگوں کے دلوں کو جو مجھے دیکھنے کے شوقین ہیں

اپنی ''رضوان'' سے پیدا کیا ہے اور اپنے چہرے کا نور ان کو عطا کیا ہے۔

(حدیث قدسی۔ وحی بر حضرت داؤدؑ)

حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا ان لوگوں نے کس وجہ سے یہ عزت حاصل کی؟ خداوند عالم نے فرمایا

۱۔ مجھ سے اچھا گمان رکھنے کی وجہ سے (کہ میں ان کو اپنا دیدار ضرور کراؤں گا اور ان کے گناہ معاف کردوں گا۔)

۲۔ اور دنیا سے الگ ہوجانے کی وجہ سے۔

۳۔ اور مجھ سے اکیلے میں دعائیں اور باتیں کرنے کی وجہ سے۔

۴۔ مگر اس منزل تک صرف وہی پہنچ سکتا ہے جو دنیا اور دنیا والوں کو چھوڑ دے۔ (ان سے دل نہ لگائے وار نہ ان سے توقعات نہ باندھے۔ صرف خدا سے محبت کرے اور خدا کو مقصدِ حیات سمجھے) اور اپنے دل کو صرف میرے لئے خالی کردے (یعنی صرف مجھ سے شدید دلی محبت کرے)

۵۔ اور میری تمام مخلوق پر مجھے سب سے زیادہ اہمیت دے۔

جب وہ ایسا کرلیتا ہے تو میں اس کو اپنی ذات کے لئے مخصوص کرلیتا ہوں۔ پھر اپنے اور اس کے درمیان کے تمام پردے اٹھالیتا ہوں۔ پھر وہ (اپنے دل کی آنکھوں سے) مجھے اس طرح دیکھتا ہے جس طرح کسی چیز کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے (یعنی اس کی روح میرا دیدار واضح طور پر کرتی ہے)

اے داؤدؑ! اگر میرے بارے میں غور کرنے والے یہ بات جان لیں

کہ میں ان کا کتنا شدید انتظار کر رہا ہوں اور ان پر کس قدر مہربان ہوں اور میں کس قدر شدت سے چاہتا ہوں کہ وہ گناہ کرنا بالکل چھوڑ دیں، تو وہ میری ملاقات کے شوق میں فوراً موت کو گلے لگالیں اور میری محبت کی وجہ سے ان کا بند بند، ان کے جوڑ بند سب الگ الگ ہوجائیں۔ (خدا کی وحی حضرت داؤد علیہ السلام۔ از المحجۃ البیضاء۔ جلد، ۸)

(بندے سے زیادہ خدا اپنے بندے سے محبت کرتا ہے اور ان سے ملنا اور نوازنا چاہتا ہے کیونکہ خدا ان کا خالق مالک رازق اور پالنے والا ہے۔)

مالک میرے دل میں اپنی محبت ٹھنڈے پانی سے بھی کہیں زیادہ محبوب بنادے۔

(رسولؐ خدا۔ از محجۃ البیضاء۔ جلد ۸)

(معلوم ہوا خدا کی محبت خدا کی عطا کے بغیر نہیں حاصل ہوسکتی۔ اس لئے سچے دل سے دعا کرو۔

ایں سعادت بہ زور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ)

موت کا شوق کیونکر پیدا ہو؟

جب میں نے دیکھا کہ خدا نے مجھے اپنا دین عطا فرمایا ہے جو اس نے اپنے ملائکہ اور انبیاءؑ و مرسلینؑ کے لئے منتخب فرمایا ہے، تو میں سمجھ گیا کہ جس خدا نے مجھے اس قدر عظیم عزت عطا کی ہے (کہ اپنے دین کو سمجھ کر ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے) تو اب خدا مجھے کبھی نہیں بھولے گا، اس لئے میں اس سے ملاقات کو دل سے پسند کرتا ہوں۔

(حضرت علیؑ۔ از خصائل شیخ صدوقؒ)

جو شخص خدا سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے، خدا بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے۔ جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند نہیں کرتا، خدا بھی اس سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔ (رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

امام سے پوچھا گیا کہ ہم میں سے ہر شخص موت کو پسند نہیں کرتا۔ فرمایا اس سے موت کو ناپسند کرنا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مومن کے پاس موت کی خوشخبری لانے والا (فرشتہ) آتا ہے تاکہ مومن کو خدا کے پاس لے جائے، اس وقت مومن کو خدا سے ملاقات سے زیادہ کوئی اور چیز پسند نہیں ہوتی۔ اس لئے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے۔ لیکن فاسق فاجر اور بدکار اپنی بُرائیوں اور گناہوں کی وجہ سے اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند نہیں کرتا (موت کا فرشتہ مومن کی آنکھوں سے پردے ہٹا دیتا ہے۔ پھر مومن خدا کی نعمتوں کو دیکھ کر خدا سے ملاقاث کے لئے دل سے تیار ہوجاتا ہے۔) (الحدیث)

(جناب رسولؐ خدا۔ از کنز العمال۔ حدیث ۴۲۱۹۸)

مرتے وقت مومن کی آنکھوں سے آنسو اس لئے بہتے ہیں

کہ وہ اس وقت جناب رسولؐ خدا کی زیارت کر رہا ہوتا ہے۔ پھر وہ ایسی چیزیں دیکھتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ بے حد خوش ہو جاتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب انسان کو کوئی ایسی چیز مل جاتی ہے جو اس کو بے حد خوش کر دیتی ہے تو خوشی سے اس کے آنسو ٹپک پڑتے ہیں اور وہ مسکرانے لگتا ہے۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از معانی الاخبار)

(نشانی مردِ مومن با تو گویم چوں مرگ آید تبسم برلب اوست)

(مومن کی ایک نشانی تجھے بتاؤں کہ جب اس کو موت آتی ہے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے) (اقبال)

(مرتے وقت) خدا کی طرف سے مومن کو یہ خوشخبری مل جاتی ہے

کہ اس کو اس کی تمام پسندیدہ چیزیں مل جائیں گی۔ پھر رسولؐ خدا وہ تمام چیزیں تمہارے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ جس سے مرنے والے کو بے حد خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ خدا سے ملاقات کرنے کو بے حد پسند کرتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶)

جب ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا کوئی دوست اپنے دوست کی جان لیتا ہے؟ کیا اس کو مار ڈالتا ہے؟ ملک الموت خدا کے پاس گیا تو خدا نے اس سے فرمایا۔ تم ابراہیمؑ سے پوچھو۔ کیا کوئی دوست اپنے دوست کو بلانے پر ملنے سے انکار کرتا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت کو حکم دیا کہ بس اب فوراً میری روح قبض کرو (مجھے موت دو اور ساتھ لے چلو)

(حضرت علیؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶)

جو اللہ سے ملاقات کا شوقین ہوتا ہے وہ دنیا اور دنیا داری سے دور رہتا ہے۔

(حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(کیونکہ جب دنیا کی محبت غالب آجاتی ہے اور انسان دنیا کی محبت کی وجہ سے دنیا میں رہنا پسند کرتا ہے، خدا سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا)

قرآن میں خدا سے ملاقات کا ذکر

خدا فرماتا ہے ''جو شخص اللہ سے ملاقات کی تمنا رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ اچھے کام کرے۔'' (قرآن۔سورۃ کہف،۱۱۰)

خدا یہ بھی فرماتا ہے کہ ''آنکھیں خدا کو دیکھ نہیں سکتیں۔'' (قرآن)

حضرت علیؑ نے فرمایا قرآن میں جہاں کہیں بھی لقاء رب (خدا سے ملاقات) کا ذکر آیا ہے وہاں مراد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ رہا یہ کہ خدا سے ملاقات کس طرح ہوگی؟ اس کا مطلب ہے کہ جس دن وہ لوگ خدا سے ملیں گے اس دن (خدا کی طرف سے) ہر قسم کی مدارات مہمانی کا بہترین سامان ہوگا اور ان کے لئے ہر طرح کی سلامتی ہی سلامتی (راحت وسکون) ہوگا اور قیامت کے دن مومنین کے دلوں میں ایمان کی لذت وسکون پوری طرح محسوس ہوگا۔

(التوحید۔ص،۲۵۵)

کھیل تماشہ...دنیا کی زندگی (ظاہری)

دنیا کی زندگی سجاوٹ اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اترانا ہے۔

(قرآن۔سورۃ حدید،۲۰)

اے رسولؐ کہہ دو کہ جو چیز خدا کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور سودے بازی سے کہیں بہتر ہے اور خدا سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔ (قرآن۔سورۃ جمعہ،۱۱)

لوگو اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ کوئی شخص بے کار نہیں پیدا کیا گیا کہ وہ کھیل کود تماشوں تفریحوں میں پڑا رہے اور خدا نے کسی کو بالکل آوارہ (آزاد) نہیں چھوڑ دیا ہے کہ گناہ اور گندے کام کرنے لگے۔ (حضرت علیؑ۔از نہج البلاغہ)

(خدا سب کے اعمال دیکھ رہا ہے اور اس نے برائیوں سے بچنے کا حکم دیا ہے)

ہر اس کام سے منہ پھیر لو جو تمہارے لئے ضروری نہیں۔ (حضرت علیؑ۔از غرر الحکم)

کھیل تماشہ ختم ہو جاتا ہے مگر اس میں کئے ہوئے گناہ ختم نہیں ہوتے۔ (کیونکہ انسان گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کی سزائیں بھگتتا ہے)

تم ان میں سے نہ ہونا جو لوگ بغیر اچھے عمل کئے اچھے انجام کی امید رکھتے ہیں۔ (اپنے

بُرے کاموں کی وجہ سے) بیمار ہوتے ہیں تو شرمندہ ہوتے ہیں، صحتیاب ہوجاتے ہیں تو اترانے لگتے ہیں، دولتمندوں کے ساتھ عیش کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور غریبوں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ (حضرت علیؑ۔ از نہج البلاغہ)

کھیل تماشے پکے ارادوں کو بے کار کردیتے ہیں

اور گمراہیوں اور گناہوں میں ڈال دیتے ہیں۔ کھیل کی ابتداء تماشے سے ہوتی ہے مگر آخر میں لڑائی جھگڑے (گناہ) ہوتے ہیں۔ اپنی عمر بے کار کھیلوں میں نہ گزار دینا ورنہ خالی ہاتھ دنیا سے جاؤ گے۔ کھیل تماشوں کی محفلیں ایمان کو خراب کردیتی ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(مراد موسیقی، عیاشی، شراب، جوا، زناکاری، فحاشی کی محفلیں ہیں۔ صحتمند تفریحیں اور کھیل وہ بھی اگر ایک دو گھنٹے کے لئے صحت اور تفریح کے لئے کھیلے جائیں جو حرام نہ ہوں تو وہ مباح بلکہ مفید ہیں)

مومن کا کام کھیل کود نہیں ہوتا کہ وہ خدا سے غافل ہوجائے۔ وہ جدوجہد میں مصروف رہتا ہے۔ (امام حسنؑ۔ از تنبیہ الخواطر)

(معلوم ہوا وہ کھیل کود حرام ہے جو خدا سے اور خدا کے مقرر کئے ہوئے فرائض سے غافل کردے۔ اگر انسان خدا سے غافل نہ ہو اور صحتمند کھیل کھیلے تو اس میں کوئی حرج نہیں)

مومن کا شغل تین چیزوں سے ہوتا ہے۔

۱۔ بیوی سے لذت حاصل کرنا۔ ۲۔ مومنین سے مزاح کی باتیں کرنا۔

۳۔ نماز تہجد پڑھنا۔ (یعنی خدا سے اکیلے میں ملاقات کا لطف اٹھانا)

(امام محمد باقرؑ۔ از بحار۔ جلد، ۶۷)

جائز کھیل کھیلا کرو کیونکہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تمہارے دین میں سختی ہو۔

(رسولؐ خدا۔ از کنز العمال)

(جائز تفریح نہ کرنے سے مزاج میں چڑچڑاپن اور بے جا سختی پیدا ہوجاتی ہے۔ مذہبی جنون اور انتہا پسندی کی وجہ سے انسان معاشرے میں کام کا نہیں رہتا۔ انتہا پسندی کی وجہ سے دین کو بدنام کردیتا ہے۔ اسلام عدل و اعتدال کا نام ہے۔

سب میرے سوا کافر، سب میرے سوا مشرک سر پھرا دے انساں کا، ایسا خبطِ مذہب کیا؟

لواطت

اگر مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کریں گے تو نسل کا سلسلہ ختم ہو جائے گا، نظامِ عالم بگڑ جائے گا، دنیا برباد ہو جائے گی۔

(امام رضاؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۹)

اللہ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت اس شخص پر ہے جو اپنی خواہش کو اپنے ہاتھوں سے یا مردوں کے ساتھ بدفعلی سے پورا کرتا ہے۔ (جنابِ رسولِ خدا۔ از کنز العمال)

جو شخص مرتے دم تک لواطت کی عادت پر قائم رہے اور توبہ بھی نہ کرے (یعنی بُرا کام بالکل نہ چھوڑ دے) تو خدا اس کو ان ہی پتھروں میں سے ایک پتھر سے مارتا ہے جس سے اس کی موت واقع ہوتی ہے جو پتھر قوم لوط پر برسائے گئے تھے۔

(امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۹)

ہمارے شیعہ میں یہ تین خرابیاں ہرگز نہیں ہوتیں۔

۱۔ وہ کسی سے بھیک نہیں مانگتا۔

۲۔ کنجوسی نہیں کرتا۔

۳۔ بدفعلی نہیں کراتا۔ (امام جعفر صادقؑ۔ از بحار۔ جلد ۷۹)

کثرت کے ساتھ لوگوں کو بار بار نہ ٹوکا کرو، ہر بات پر نہ روکا ٹوکا کرو، نہ ہر وقت سمجھایا کرو کیونکہ اس سے دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (حضرت علیؑ۔ از غرر الحکم)

(ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد)

نوٹ: ٹوکنا روکنا سمجھانا ایک دوا کی طرح سے ہے۔ صرف وقتِ ضرورت بہت مختصر الفاظ وہ بھی نرم اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کبھی کبھی روکنا ٹوکنا سمجھانا چاہئے۔ وہ بھی جب لوگ حرام کی طرف متوجہ ہوں۔ یہ کام اکیلے میں کرنا ضروری ہے۔ وہ بھی اس طرح کہ کسی کا دل نہ دکھے اور اس کی ذلت نہ ہو۔

(خیالِ خاطرِ احباب چاہئے ہر دم
انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو)

(میر انیسؒ)

اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کی مطبوعات

فلسفہ محمدؐ وآل محمدؐ — از حضرت علامہ سیّد ابن حسن رضوی جارچویؒ

جدید ذاکری — از حضرت علامہ سیّد ابن حسن رضوی جارچویؒ

حضرت علیؑ کا طرز جہاں بانی (اردو انگریزی) — از حضرت علامہ سیّد ابن حسن رضوی جارچویؒ

قرآن مبین (۳ جلد) (قرآن مجید کا آسان ترین اردو ترجمہ) — از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

مراثی حضرت شاعر اہلبیت آل رضاؒ

انگریزی ترجمہ اصول کافی (۳ جلد) — از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

تفسیر سورۂ یٰسین — از پروفیسر کرار حسین (مرحوم)

کربلا شناسی — از پروفیسر سردار نقوی (مرحوم)

انگریزی ترجمہ نہج البلاغۃ

انگریزی ترجمہ (ذبح عظیم) — از حجۃ الاسلام مولانا علی نقی صاحبؒ

Islamic Revolution — by Professor Karar Hussain, Dr. Mouhammad Hasan Rizvi

کمال الدین وتمام النعمہ (حضرت امام مھدیؑ پر بہترین کتاب) — تحقیق حضرت شیخ صدوقؒ، انتخاب وتلخیص از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

Imam Ali's Conception of Statecraft — by Allama Ibn-e-Hasan Jarchvi

تاریخ کے پوشیدہ حقائق — انتخاب وتلخیص از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی